[illegible]

دبدبۂ امیری

یعنی

سوانح عمری ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمن خان غازی حکمران

دولت خداداد افغانستان

جس کو

سید محمد حسن بلگرامی

گورنمنٹ آڈیٹر ایم اے و معدنیات

نے

انگریزی سے بہت سلیس اور با محاورہ اردو میں ترجمہ کیا

محمد ابراہیم خاں کی مطبع حسینی آگرہ میں باہتمام اللہ بخش خاں کے چھپی

بندگان عالی متعالی نظام الملک آصف جاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر مد ظلہ العالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

تہدیہ

مترجم کتاب ہذا جناب نواب میر اسد علیخان نظام یار جنگ نظام یار الدولہ حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہ کے نذر کرتا ہے جو حضرت ماجدی بدر قبلہ کا بکاری [illegible] قدیم قدر شناس خدا داد نعمت [illegible] کے دربار دربار کے امرائے عظام سے ہیں آپکے ذاتی اوصاف و کمالات حق شناسی و فرخ خاتمی میرے تحمل بیان نہیں۔ سارا دکن واقف ہے آپکا معزز خاندان سلاطین سلف کے عہد میں بہت [illegible] رہا۔ [illegible] ریاست خان کے نام تاریخ عہد اورنگ زیب میں کبھی نہ بھولینگے۔ اور نواب خانخانان اول و خانخانان اول کی صولت دربار آصف میں یادگار ہے۔ نواب صاحب [illegible] با اقتدار رضوی سید ہیں۔ اور یہ بھی ایک [illegible] اتفاق ہے کہ روضہ مشہد مقدس کے کلید بردار آپکے جد امجد تھے۔ یہ خدمت بھی کچھ ایسی ویسی نہ تھی بلکہ اس زمانہ میں قیمت و عزت کی بات تھی کہ تاریخی تھی کہ شاہان [illegible] اوسکی [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] مترجم کی یہ آرزو ہے کہ یہ ہدیہ مقبول ہو

دعاگوی ترقی خواہ

سید محمد حسن بلگرامی

(مترجم کتاب)

فہرست مضامین

فہرست تصاویر



یورپ سے ایشیا تک لوگ دنگ ہو گئے کہ امیر عبدالرحمن خان غازی نے اپنی دور سلطنت
خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ میں وہ کیا کیا کہ ان مدبرون [illegible] جیسے [illegible]
مصائب کی روشنی دور دور تک [illegible] کر رہی ہے اور قریب ہے کہ [illegible] ایشیا
کو طلوع صبح صادق کی طرح منزل مقصود کی [illegible] دکھا رہی ہے [illegible] حالات سے اگرچہ
بہت سے سیاحین یورپ نے بحث کی اور انگریزی اخبارات میں [illegible]
کچھ چھپ چکے ہیں لیکن بعض تو اختصار کی وجہ سے [illegible] اکثر
تعصبات کی آمیزش سے قابل وثوق نہ سمجھے گئے۔

مدت سے اہل ہند خصوصاً اہل اسلام آپکی سوانح اوقات وازابتدا سے درجات و ملک گیری
و باج ستانی و طرز سیاست و تاسیس سلطنت و رفع مکائد و دفع معاند کے مفصل حالات
سننے اور دیکھنے کے مشتاق تھے کہ جہان اوستاد نے کیا کیا پیچ ڈالے اور کیسے کیسے
توڑ کہ کیسا میدان [illegible] کن کن گتھیوں کو سلجھایا اور کیا کیا اوجھنیں ڈالدین کہ اخیر اخبار

اون عقدون کے حل کرنے مین کیا ید ہے۔

بالفعل لندن مین انکی ایک تالیف شائع ہوئی جو اونھین کے سکرٹری آف اسٹیٹ سلطان محمد شاہ
[illegible] لکھی ہوئی ہے۔ جس مین اونکے مفصل حالات درج ہین۔ اس کتاب کی دنیا مین
بہت کچھ شہرت ہوئی اور اکثر اخبارون مین ریویو لکھے گئے چونکہ کتاب انگریزی زبان مین
تھی اس لئے اکثر وہ لوگ جو انگریزی زبان سے ناآشنا ہین اسکا لطف اوٹھانے سے
محروم رہے۔ میرے ایک شفیق عزیز کرم فرما مولوی سید بشارت حسین صاحب نے
مجھے مجبور کیا کہ اس کتاب کا نہایت سلیس اور عام فہم اردو مین ترجمہ کرون تاکہ وہ حضرات جو
انگریزی زبان سے ناواقف ہین اپنی آتش شوق بجھا سکین اور اس طلسم بوقلمون کی سیر سے
فائدہ اوٹھا سکین۔ مین نے بھی اونکی فرمائش سر آنکھون سے بجالایا اور اس کتاب کو اردوے معلی کا
لباس پہنایا

ناظرین سے توقع ہے کہ اگر کہین ترجمہ مین سہو واقع ہوا ہو یا کوئی غلطی ہو تو معاف فرمائین۔
اسلئے کہ مین نہ انگریزی زبان کا ادیب ہون نہ اردو کا مدعی۔ والعفو عند کرام الناس مقبول

حیدرآباد دکن

سید محمد حسن بلگرامی

مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۱ء



(شبیہ ضیاء الملۃ والدین امیر عبدالرحمن خان غازی)



باب اوّل

کابل مین میرا جانشین کون ہوگا

اس مسئلہ کے متعلق کہ میرے بعد کابل کے تخت پر کون بیٹھے گا بہت رائے زنی ہوئی ہے۔ مختلف خیالات ظاہر کئے گئے ہین اور طرح طرح کے قیاسات دوڑائے گئے ہین۔ لوگون کو تعجب ہے کہ کیون مین اس بات کا اعلان نہین کرتا؟ اِس معاملہ مین غیر ملک والے توکیا خود میرے یہان کے لوگ اور میرے اعزّہ واقربا بھی میرے ارادہ سے ناواقف ہین۔ بعض لوگون کا گمان ہے کہ میرا بیٹا **حبیب اللہ خان** جس کو وہ وارث حقیقی خیال کرتے ہین میرا جانشین ہوگا۔ بعض کا خیال ہے کہ **نصراللہ خان** تخت پر بیٹھے گا کیونکہ مین نے اوس کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی ملاقات کے لئے انگلستان بھیجا۔ ان لوگونکے نزدیک یہ گویا ایک ظاہری علامت ہے کہ مین اسی کو اپنا جانشین کرونگا۔ قبل وفات حفیظ اللہ جو میرا بہت پیارا بیٹا تھا اور

بہت وجیہہ و عزیز تھا بعض کی یہ رائے تھی کہ مجھے اُسی کو وارث بنانا منظور تھا۔ بعض یہ کہتے ہین کہ نہین محمد عمر وارث ہوگا جس کی مان میرے ازواج مین بہت ممتاز و مقرب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے وحشی و جاہل لوگون پر مین بمصلحت اس امر کو ظاہر نہین کرتا کہ میرا جانشین کون ہوگا؟ اب رہے وہ لوگ جنہین خدا نے عقل و فراست دی ہے۔ انہین میرے طرز عمل و طریقہ انتظام امور سلطنت سے بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ میرے بعد میرا وارث تاج و تخت کون ہے۔ مین اس بات کا جو عام اعلان نہین کرتا اُس کے بہت سے وجوہ ہین اُن مین سے چند وجوہ تمثیلاً یہان بیان کرتا ہون۔

۱۔ چونکہ زمانہ گذشتہ مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ وارث تخت کی جان خطرہ مین پڑی لہٰذا بمصلحت مین مناسب سمجھتا ہون کہ اس معاملہ مین اپنے ارادہ کو حتی الوسع پوشیدہ رکھون۔

۲۔ امیر شیر علی نے عبداللہ جان کو اپنا جانشین مقرر کر کے کیسا مزا چکھا اُن کے بیٹے اُن سے باغی ہو گئے۔ اگر دیکھا جاے تو صرف یہ ایک مثال مجھے اُن کی تقلید سے باز رکھنے کے لئے بس ہے۔

۳۔ تاج و تخت فی الحقیقت خدا کی ملک ہے جو شاہون کا شاہ اور ہم سب کا خالق ہے۔ مثل گلہ بانون کے وہ شاہون کو گلۂ رعایا کی حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہے اور اپنی مخلوق کو اُن کی نگرانی مین سونپتا ہے تو مین بھی اس معاملہ کو اُسی کی ذات پاک پر چھوڑتا ہون۔ اُسے اختیار ہے کہ میرے لڑکون مین جسے امارت کے قابل سمجھے اُسے یہ عزت بخشے۔

۴۔ جو لوگ افغانستان کی تاریخ سے اور یہان کے معاملات سے واقف ہین اُنہین معلوم ہوگا کہ اس ملک کی حکومت گویا جمہوری اصول پر مبنی ہے یعنی رعایا کو اختیار ہے جس کو چاہے بادشاہ بنائے۔ اور جو لوگ خلاف مرضی رعایا بہ جبر بادشاہ بنائے گئے نہ صرف ملک اُن کے ہاتھ سے نکل گیا بلکہ تن پر سے سر بھی اوتر گیا۔ اسی لئے مین نہین چاہتا کہ اُن کے خلاف راے بجبر اپنے کسی فرزند کو بادشاہ نامزد کر کے اپنی توہین کراؤن۔ بہتر یہی ہے کہ اس مسئلہ کو رعایا کی رائے

پر چھوڑ دون وہ خود فیصلہ کرلین گے کہ کس کو آن کا حکمران ہونا چاہیئے۔

۵ - تاریخ مین ایسی مثالین بہت ملینگی کہ جب کسی بادشاہ نے اپنے کسی فرزند کو جانشینی سے نامزد کیا اُس نے بغرض حصول زمامِ حکومت اپنے باپ کا فیصلہ ہی کر دیا۔ گو مجھے اپنے بیٹون کی طبیعت پر ناز ہے مگر اِس کے ساتھ ہی مین افغانون کے خصائل سے بھی واقف ہون جنھون نے اکثر بھائیون بھائیون اور باپ بیٹون مین نفاق ڈلوا دیا۔

۶ - مین نہین چاہتا کہ اپنی زندگی مین اپنی ہی اولاد مین تنازع جھگڑا۔ فساد ڈالون - اگر لوگون نے عقل سے کام لیا اور باہمی اتفاق و یکدلی کے ساتھ میرے بیٹون مین سے کسی ایک کے سر ہو رہے تو ملک کی امن و آسایش مین خلل واقع نہ ہوگا ورنہ اگر میری نصیحت کے خلاف عمل کیا اور آپس مین لڑے تو اپنے کیے کی سزا پائین گے۔

اس معاملہ مین اب اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین - صرف اتنا کافی ہے کہ مین نے اہل افغانستان پر اور دوسرے ملک کے لوگون پر بھی یہ بات فی الجملہ ظاہر کر دی ہے کہ اپنے بیٹون مین کس کو مین اپنا جانشین سمجھتا ہون - البتہ آن لوگون کے بیانات کا رد کرنا لازم ہے جو لاعلمی یا خودغرضی یا طمع زر سے میری بیبیون اور بیٹون کی خوشامد کر کے انہین وارث تخت و تاج ہونے کی امید دلاتے ہین - اس بارہ مین تفصیل حالات لکھنا خلاف مصلحت ہے اسلیئے سکوت اختیار کرتا ہون - جو لوگ ایسی افواہین پھیلاتے ہین وہ میرے ارادہ سے بالکل ناواقف ہین۔

مین نے مسئلہ جانشینی کے متعلق جو اصول اختیار کیا ہے آس کے لیئے ضرور ہے کہ تاریخ افغانستان کا کچھ حوالہ دیا جاے۔ گو میری کتاب کے دوسرے حصہ مین اس کا تفصیلی ذکر آچکا ہے مگر تاہم اس موقع پر بھی اِس کے متعلق چند الفاظ لکھتا ہون۔

خاندانِ دُرّانی کا پہلا بادشاہ جس خاندان سے مین ہون **احمد خان** تھا جو **احمد شاہ** دُرانی یا ابدالی کے نام سے مشہور ہے - یہ بادشاہ ۱۷۴۷ء مطابق ۱۱۶۰ھ مین افغانستان کے

تخت پر بیٹھا۔ وہ رعایا کا پسند کیا ہوا بادشاہ تھا۔ بہت سے قبیلون کے سردارون اور وکیلون نے ملک کی پرآشوب حالت سے تنگ آکر قیام صلح وامن کی غرض سے اُس کے بادشاہ ہونیکا اعلان کیا۔ احمد شاہ نے ہمیشہ اِن وکلاء قبایٔل کے مشورہ سے حکومت کی اور نہایت ہردلعزیز بادشاہ ہوا۔ اُس نے ہندوستان بھی فتح کیا اور ایک بڑا مشرقی شہنشاہ کہلایا۔ احمد شاہ کی وفات کے بعد اُس کے بیٹون نے باہم نفاق کیا اور جمہوری اصول سلطنت کو توڑنے کی کوشش کی اور جسطرح ملک اپنے ہاتھ سے کھویا تاریخ بخوبی شاہد ہے۔ آخری بادشاہ جسکا نام شاہ شجاع تھا اور جس کو انگریز خلاف مرضیِ رعایا بادشاہ بنانا چاہتے تھے افغانون کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُس کے ساتھ بہت سے انگریز بھی جو اُس کی حمایت پر تھے کام آئے میرے دادا دوست محمد خان کو معلوم تھا کہ خاص سبب جو خاندان احمد شاہ کی تباہی کا باعث ہوا یہ تھا کہ تیمور نے اپنی زندگی مین اپنی سلطنت کو کئی صوبون مین تقسیم کردیا تھا اور اپنے بیٹون کو ہر ہر صوبہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ہر ایک بیٹے کو علاوہ اُس کی ذاتی فوج کے محاصل صوبہ پر بھی پورا اختیار تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب تیمور نے ۱۷۹۳ء مین وفات پائی اُس کے بیٹون مین خانہ جنگی شروع ہوگئی جسکی وجہ سے بہت ملک تباہ ہوگیا۔ اس مقام پر بتفصیل یہ بات بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ میرے دادا دوست محمد خان تیمور کے بیٹون کی خانہ جنگیون مین کس طرح تخت پر بیٹھے۔ لیکن اونہون نے بھی وہی غلطی کی جو تیمور نے کی تھی۔ یعنی ملک افغانستان اپنے بیٹون مین تقسیم کردیا اور ہر ایک کو علٰحدہ علٰحدہ فوج دی۔ گویا خود باپ نے بیٹون کو مسلح کردیا کہ وہ آپس مین لڑین۔ مثلاً میرے والد جو ترکستان کے وائسرائے تھے۔ اُن کے پاس سب سے زیادہ قوی فوج تھی جو بعد شاہی فوج کے گنی جاتی تھی۔ میرے دادا نے اپنے دوسرے بیٹے شیر علیخان کو اُس فوج کا سردار مقرر کیا جو اُنکے انتقال کے وقت ہرات مین اُن کے پاس تھے۔ میرے چچا اعظم کو صوبہ کورم اور جاجی تفویض کئے تھے اور وہان فوجین بھی بطور ارث اُن کو ملی تھین۔ شیر علیخان کا بھائی امین قندہار کا

حاکم تھا جان کی فوج بھی اُس کے تحت مین تھی - سردار اسلم خان صوبہ ہزارا اور بامیان
پر حکمران تھے اور اسیطرح باقی صوبہ جات اور وہان کی فوجین دوسرے بیٹون مین تقسیم تھین
جب میرے دادا نے انتقال کیا تو سب خانہ جنگی پر آمادہ ہو گئے جس کی وجہ سے ملک مین
بہت کچھہ کشت وخون ہوا اور سلطنت کمزور ہو گئی - اِن مثالون کو بطور سبق پیش نظر رکھہ کے مین
اپنے باپ دادا کی پیروی نہین کرسکتا اس لئے کہ مین نہین چاہتا کہ میرے بیٹے میرے بعد
آپسمین لڑین - مین اپنے کل بیٹون کو پایۂ تخت (کابل) مین رکھتا ہون اور وے سب
میرے بڑے بیٹے کے زیر فرمان ہین - مین نے ان معاملات کا اس طرح پر انتظام کیا ہے
ابتدا ئمین نے اپنے بڑے بیٹے کو کچھہ تھوڑا سا کام دیا بعد ازان رفتہ رفتہ اُس کے فرائض اور
اوسکا اعزاز اور اختیار بڑہاتا گیا اور جون جون اُس کا سِن زیادہ ہوا اور تجربہ بڑہا مین نے اور
بہت سے معاملات متعلق سیاست وانتظام ملک اُس کے سپرد کئے - چنانچہ اب یہ حالت
ہے کہ مین خود دربار نہین کرتا جو اب تک کل شاہانِ افغانستان جن مین مین بھی شامل ہون ہمیشہ
بالذات کرتے آئے ہین نے یہ کل کام بالکل بڑے بیٹے کے تعلق کر دیا ہے - مین اپنے
دوسرے بیٹے نصراللہ خان کو جو حبیب خان کا برادر عینی ہے صیغۂ مالگذاری اور
صدر محاسبی کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے مگر وہ اپنے بڑے بھائی کے زیر فرمان ہے - وہ ہر معاملہ
مین حسب ہدایت حبیب اللہ عمل کرتا ہے اور اپنی کل رپورٹین اُس کے سامنے پیش کرتا ہے
میرے دوسرے بیٹے امین اللہ محمد عمر اور غلام علی وغیرہ بھی رفتہ رفتہ مختلف سرکاری
خدمتون پر مقرر کئے جائینگے اور اپنے بڑے بھائی حبیب اللہ کے زیر فرمان رہین گے
ہر ایک صیغہ کا افسر خواہ اہل قلم یا اہل سیف اپنے مراسلات اور رپورٹین میرے بڑے بیٹے
کے پاس بھیجتا ہے اور کل عہدہ دار اسی طرح پر اُس کے دربار مین حاضر ہوتے ہین جس
طرح کہ میرے دربار مین حاضر ہونا چاہیئے - کل ایسے امور مین جو متعلق بہ احکامات
بنام گورنران صوبہ جات وجنرلان ودیگر افسران فوج ہون جو ملک کے مختلف

مقامات پر تعینات ہین میرا بڑا بیٹا میرے حسب ہدایت عمل کرتا ہے یہ ہدایت اگر ایک تحریری ضابطہ قانون کی صورت مین ہین تو اُسے مجھ سے استفسار کی ضرورت نہین پڑتی ورنہ خاص خاص معاملات کے متعلق جو اثنا ر انتظام مین پیش آجاتے ہین وہ مجھ سے مشورہ کرتا ہے۔ اور اُن کے متعلق براہ راست میرا حکم لیتا ہے۔ ہر ایک عہدہ دار کو یہ ہدایت ہے کہ میرے بیٹے کا حکم واجب التعمیل جانے۔ اس کے علاوہ ۱۸۹۷ء سے مین نے اُسے خزانہ شاہی پر بھی اختیار دیدیا ہے جو اسوقت تک بالکل میرے تحت مین تھا۔ خزانہ پر ادا ے رقوم کے کل احکامات میرے بیٹے کے دستخط سے جاری ہوتے ہین۔ کل سرکاری عہدہ دارون کا تقرر۔ برطرفی۔ ترقی یا تنزل اُسی کے اختیار مین ہے مگر یہ اختیار بالکل قطعی نہین ہے بلکہ میری منظوری یا نامنظوری کے تابع ہے لیکن وہ ان اختیارات کو اس طرح پر استعمال کرتا ہے کہ لوگ یہ سمجھین کہ میرے حسب الحکم یہ کام ہوا ہے۔ اُسے مرافعہ سُننے کا اختیار بھی حاصل ہے اور کل عدالتہاے امور مذہبی اور مالگذاری و تجارتی اور عدالتہاے فوجداری اُس کے ماتحت ہین کوئی عدالت بجز میرے دربار کے اُس پر فوقیت نہین رکھتی۔ اکثر اہل قلم نے سخت غلطی کی ہے جو یہ بیان کیا ہے کہ تخت کابل کی جانشینی مدعی امارت کی مان کے درجہ پر منحصر ہے۔ ایک زمانہ مین انھون نے اسی بنا پر یہ بحث چھیڑی تھی کہ **شیر علی** کو تخت کابل کا زیادہ استحقاق ہے اس لئے کہ اُس کی مان شاہی خاندان سے ہے اور اُسے اسی وجہ سے میرے والد **امیر افضل** پر ترجیح ہے حالانکہ یہ غلط تھا۔ اول تو میری والدہ ایک ایسے قدیم شاہی خاندان سے تھین جو **شاہ تہماسپ** سے سلسلہ رکھتا تھا بخلاف اس کے **شیر علی** کی مان ایک قبیلہ **سلیم زی** کی لڑکی تھی جو **پوپل زی** کی ایک شاخ ہے اور اُس کے خاندان مین کوئی تخت پر نہین بیٹھا تھا۔

اس کے علاوہ امیر **دوست محمد خان** کی والدہ **قزلباش** تھین اور قبیلہ قزلباش افغانستان مین بالکل ایک اجنبی قبیلہ گنا جاتا ہے مگر باوجود اسکے **دوست محمد خان** امیر ہوے اصل یہ ہے کہ مذہب اسلام مین اُن قوانین کی رو سے جو کلام اللہ مین درج ہین اور احادیث

مین وارد ہین کل اولاد بلا امتیاز مدارج امہات یکسان حقدار ہے یہان تک کہ اگر کسی ادنیٰ سے ادنیٰ جاریہ کے بطن سے کوئی اولاد ہو تو وہ بھی شہزادیون کی اولاد کے برابر حصہ پائیگی۔ اس لئے کہ وہ جاریہ بھی مثل اور بیبیون کے خیال کیجائے گی۔ شرع اسلام مین برتری وکمتری یا کسی کے حقوق کو دوسرے پر تفوق بالکل ناجائز ہے۔ لہذا ایسا نہین ہوسکتا کہ ایک بی بی تو ملکہ کہلائے اور دوسری کچھ نہ ہو۔ اگر اُن کا شوہر بادشاہ ہے تو سب ملکہ ہین اور اگر شوہر گدا ہے تو سب گدا۔ اس مین شک نہین کہ بعض ان مین سے زیادہ عزیز و رفیق ہوتے ہین مگر اس سے یہ غرض نہین کہ بادشاہ اُن کی محبت مین اپنے تئین تباہ کر دے جیسا کہ **امیر شیر علی** نے کیا۔ اُس نے اپنے چھوٹے بیٹے **عبداللہ جان** کو اور بیٹون پر ترجیح دیکر ولیعہد مقرر کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے بیٹے اُس کے باغی ہو گئے۔

اس معاملہ مین مذہبی پہلو کو قطع نظر کر کے اگر دیکھا جائے تو افغان ایک جری قوم کے سپاہی ہین۔ اپنا بادشاہ محض مان کے درجہ کی وجہ سے نہین انتخاب کرتے بلکہ اُس کے ذاتی اوصاف اور قابلیت اور بادشاہ کا بیٹا ہونیکی وجہ سے منتخب کرتے ہین۔

مسٹر **کرزن** جواب **لارڈ کرزن** ہین یہ پہلے یورپین ہین جنہون نے اس مسئلہ کے متعلق میرے خیالات دریافت کئے ۱۸۹۵ء مین اثنا گفتگو مین یونہین ہنسی ہنسی مین مجھ سے یہ نازک سوال کر بیٹھے کہ میرا ولیعہد کون ہوگا۔ دل لگی تو تھی مجھے بھی انکار کرتے نہ بن پڑا۔ مگر خیریت یہ ہوئی کہ یہ باتین بالکل تخلیہ مین ہو رہی تھین جہان بجز دو تین آدمیون کے کوئی ایسا نہ تھا جس سے افشار راز کا اندیشہ ہو۔

ہمارے مذہب اور رواج کے رو سے تو صاف ظاہر ہے کہ بڑا بیٹا جانشین ہوتا ہے بشرطیکہ وہ اس قابل ہو اور قوم اُس کا انتخاب منظور کرے۔ ایسی مثالین بھی ہین جہان بادشاہون نے اپنی بیبیون کی خاطر سے اپنے چھوٹے بیٹون کو ولیعہد بنایا ہے۔ مگر ہمیشہ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک مین شورش و خانہ جنگی پھیلی اور ملک تباہ ہوا۔ میری رائے مین بہترین تدبیر جو مین نے اختیار

کی ہے یہ ہے کہ شاہی خاندان اور کل شاہزادون کو اپنے بڑے بیٹے کے زیر اختیار کردیا ہے
اس کے علاوہ مین نے اُس کو اپنی زندگی مین امور سلطنت مین اس قدر دخیل اور با اختیار کردیا
ہے جیسا کہ کسی بادشاہ کے بیٹے کو توقع ہوسکتی ہے۔ میرے بعد اُسے اس چیز کی ضرورت نہوگی
کہ از سر نو تخت نشینی کے لئے نامزد کیا جائے اس لئے کہ دراصل اسوقت وہ کل فرایض انجام
دینے کے لئے تیار ہوگا جو اس وقت میری صلاح اور مشورہ سے کر رہا ہے اُسے اپنی حکومت
قایم کرنے کے لئے لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہ پڑیگی نہ اُس کے بھائیون مین کوئی ایسا ہو
جو اُس کی مخالفت کرے۔ وہ سب سول اور سرکاری عہدہ دارون کے اُس کے نوکر ہین۔ وہ
رشتہ مین بیشک بھائی ہین مگر ملک کے ملازم۔ میری رعایا کو کوئین وکٹوریہ سے ایک سبق حاصل
کرنا چاہیے جنھون نے اپنے فرزند **ڈیوک آف کناٹ** کو ہندوستان بھیجا جہان انھون
نے بخوشی و بکمال توجہ انگریزی جنرلون کی تحت مین رہکر جو اُن کی مان کوئین کے نوکر تھے ملازمت
کی۔ میرے خاندان کے بعض بیرونی دشمن بھی قابل لحاظ ہین مگر اسوقت مین چند الفاظ مین
صرف اپنے بیٹو نکے متعلق اپنی راے ظاہر کرونگا جو لوگ کابل کے تخت کے دعویدار ہین۔ اُنکے
متعلق پھر ذکر کیا جائے گا۔ تعجب ہے کہ بڑے بڑے واقف کار انگریز جو عہدہ ہاے جلیلہ پر
ممتاز ہین۔ اب بھی افغانستان کو ویسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ بیس برس پہلے تھا۔ اس کی مثال
تو ایسی ہوگی۔ کوئی شخص یہ کہے "اُف انگریزی گورنمنٹ بڑی ظالم گورنمنٹ ہے کیونکہ اُسکا قانون
ایسا ظالمانہ ہے کہ ایک بکری چرانے کی سزا مین انسان پھانسی دیا جاتا ہے" اس مین شک نہین
کہ کسی وقت مین ایسا ہی تھا۔ مگر اب جون جون لوگ شایستہ اور تعلیم یافتہ ہوتے گئے۔ قوم کی
ضرورتون کے لحاظ سے قانون بھی ویسا ہی نرم اور مناسب بنائے گئے۔ ایسے ہی افغانستان
کی نسبت سمجھنا چاہیے۔ اس ملک نے بیس برس کے عرصہ مین جو ترقی کی ہے۔ وہ اور ملکون
مین پچاس برس مین بھی نہ ہوئی ہوگی۔ تو جو لوگ ان تغیرون اور ترقیون سے لاعلم ہین۔ جو
میری تخت نشینی کے وقت سے اب تک ظہور مین آئین اُنہین واقفیت کا دعوے نہ کرنا چاہیے

اس لئے کہ جو نقصان اُن کی غلط بیانی سے سرزد ہوتا ہے اُس سے مخلوق برطانیہ محفوظ رہیگی
بعض اوقات انگریزی اخبارون مین اس طرح کے غلط مضامین شایع ہوتے ہین جنمین
میرے تخت کے دعویدارون کے نام تک درج ہوے ہین اور نام بھی اُن لوگون کے جنہین
مر کے ایک زمانہ گذر یا جن کا کبھی وجود بھی نہ تھا - یا اگر وجود بھی تھا تو کبھی انہون نے خواب وخیال
مین بھی ایسی آرزو نہ کی - مجھے امید ہے کہ میرے لوگ اس قدر ہوشیار اور مضبوط ہین کہ میرے
بیٹون مین سے کسی ایک کو جو ایک ذمہ داری کی قابلیت رکھتا ہو بادشاہی کے لئے منتخب
کرلین گے اور اپنے خانگی معاملہ مین کسی غیر کو مزاحم نہ ہونے دین گے - اگر عملاً دیکھا جاے
تو فی الحقیقت کابل کا تخت وکلاء قوم کے ہاتھ مین ہے مین نے اس دشواری کو اس طرح رفع
کیا ہے کہ ملک کے بعض نامآور خاندانون سے اپنے بڑے بیٹے کی رشتہ بندی کردی ہے
یعنی ملک کے بعض مشاہیر جو گویا رکن گنے جاتے ہین - اُن کی لڑکیون سے شادی ہے یا
اُس کے لڑکون کی بعض لڑکیون کے ساتھ نسبت کردی ہے - اِن مین سے بعض عقد تذکرۂ
ذیل مین درج کئے جاتے ہین - **حبیب اللہ** کی پہلی اور نہایت مشہور بی بی **محمد شاہ خان**
سردار تغاب کی بیٹی اور جنرل **امیر محمد خان** کی بھتیجی ہے جو عساکر کابل کا سردار اور سینیر جنرل ہے
اس شادی سے میرا بیٹا غلزئی تغاب قبیلہ مین شامل ہوگیا ہے جو ایک نہایت قوی قبیلہ ہے -
کابل کے حکمران کے لئے سب سے زیادہ خطرہ اور سب سے بڑی پناہ فوج کی وفاداری پر منحصر ہے
اور مین کہہ سکتا ہون کہ ضرورت کے وقت کابل کی فوج جنرل **امیر محمد خان** کے سے ہر دلعزیز
افسر کے مطیع رہیگی - **حبیب اللہ** کا بڑا بیٹا **عنایت اللہ** اسی بی بی کے بطن سے ہے -
حبیب اللہ کی دوسری بی بی جو بلحاظ مدارج پہلی بی بی سے اگر زیادہ نہین تو مساوی ہے قاضی
سعید الدین خان کی بیٹی ہے جو میری طرف سے ہرات کا حاکم ہے اور **عبدالرحمن خان**
علامۂ افغانستان کی پوتی ہے - اس بی بی سے بھی ایک لڑکا ہے - اس بی بی کے چچا اور بھائی
ملک کے بڑے بڑے شہرون مثلاً کابل - جلال آباد - قندہار - ہرات اور بلخ مین عدالتہاے

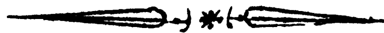
امور مذہبی کے افسر ہین -

تیسری بی بی جس کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے شاغاشی سرور خان کی دختر ہے جو پہلے میرا عرض بیگی تہا جس خدمت پر اب سردار عبد القدوس خان معین ہے - وہ بعد ازان میرے چچازاد بھائی اسحق کی جگہ ترکستان کا والسرائے اور گورنر جنرل مقرر ہوا مگر بوجہ بیماری اوسے مجبوراً خدمت سے علٰحدہ ہونا پڑا - اگر ضرورت پیش آئے گی تو وہ بھی میرے بیٹے کے بہت کام آئیگا - اِس لیئے کہ آدمی جوان اور مستعد ہے - اور بڑا مدبر - یہ بی بی شاغاشی سرور خان کی ربیبہ ہے اُس کا باپ بوی نائب مرحوم ایک زمانہ مین امیر شیر علیخان کا ملازم تھا - اُس کے بھائی ایوب خان کے پاس ہین اور صرف یہی لوگ ایسے ہین جو اُس کے لئے بہت بکار آمد ہوسکتے ہین -

چوتھی بی بی جس کے ساتھ میرا بیٹا منسوب ہے گو ابھی شادی نہین ہوئی ایک نہایت ممتاز لڑکی ہے جس کا درجہ بلحاظ خاندان اُن تینون بیبیون سے بڑہا ہوا ہے جن کا ذکر ہوچکا ہے - یہ لڑکی امیر شیر علیخان کی پوتی اور اُس کے بڑے بیٹے ابراہیم خان کی بیٹی ہے جو فی الحال ہندوستان مین ہے اِس شادی سے یہ توقع ہے کہ دونون شاہی خاندان تخت کابل یعنی میرا خاندان اور خاندان شیر علی مرحوم بلجائینگے - اس میل سے آئے دن کی لڑائیون اور جھگڑون کا فیصلہ ہوجائے گا جو بوجہ اُس نقیض کے جو میرے والد اور امیر شیر علی مین واقع تھی ہمیشہ ہوا کرتی تھین -

حبیب اللہ کی پانچوین بی بی بھی ایک بڑے معزز خاندان کی بیٹی ہے اور اس شادی سے میرا بیٹا ازبک سردارون کے ساتھ مل گیا ہے - یہ بی بی میر سہراب بیگ شاہ معزولہ کولاب کی بیٹی ہے اور اپنی مان کی طرف سے سردار قدوس خان کی نواسی چھٹی بی بی صوبہ کوسٹ اور منگل کے سردار کی بیٹی ہے - اس بی بی کے بطن سے جو لڑکا ہے وہ اوس کا منجھلا بیٹا ہے -

ساتوین بی بی اکبر خان مومند خان لال پورہ کی بیٹی ہے۔ اس شادی سے
میرا لڑکا قبیلہ مومند مین شامل ہوا ہے جو ایک بڑا قبیلہ سرحد ہندوستان پر واقع ہے
حبیب اللہ کا بڑا لڑکا عنایت اللہ عمرا خان والی بجور کی لڑکی سے منسوب
ہے اور دوسرے لڑکے بھی معزز خاندانون کی لڑکیون سے منسوب ہین۔
پس یہ صاف ظاہر ہے کہ جب اُن لوگون کو میرے خاندان کے ساتھ ایسی رشتہ داری
ہے تو یہ اُن کا فرض ہے کہ وقت پر میرے بیٹے کی حمایت کرین اس لئے کہ وہ اندرونی
و بیرونی دقتون سے محفوظ رہین گے۔
میرے دوسرے بیٹے نصراللہ خان کی شادی حسب ذیل خاندانون مین ہوئی ہے
اوسکی پہلی بی بی میرے چچا سردار یوسف خان کی بیٹی ہے جو ابھی بقید حیات
ہین اور کابل مین رہتے ہین
دوسری بی بی سردار فقیر محمد خان کی لڑکی ہے جس کا بھائی نور محمد خان میری
باڈی گارڈ کا کرنل ہے۔
تیسری بی بی میرے بڑے معتبر کمانڈر انچیف فرامرز خان کی لڑکی ہے جو ہرات
مین تعینات ہے۔
اس طرح برادر اور طریقون سے جن کو اس بیان سے کچھ تعلق نہین مینے کتنے ہی تمام اور
قبیلون کے سردارون اور وکلا کے ساتھ اپنے بیٹے کو اور اپنے خاندان کو ملادیا ہے



باب دوم

صنعت وحرفت وتجارت پھیلانیکے لئے مین نے کیاکیا تدبیرین کین

(افغانستان مین غیر ملکیون کی ملازمت)

خلاق عالم نے ہم کو یہ جتانے کے لئے کہ ہم سب تمدن مین ایک دوسرے کے محتاج ہین۔ خود ہمارے تشخص مین اُس کی مثالین ظاہر کی ہین۔ انسان کے تمام اعضا کو دیکھو ہر ایک عضو دوسرے کا محتاج ہے مثلاً سر بغیر جسم کے یا جسم بغیر سر کے۔ بازو بغیر ہاتھ کے۔ اور ہاتھ بغیر انگلیون کے کچھ کام نہین دیسکتے۔ اسطرح بعینہ نظامِ عالم بھی واقع ہوا ہے کہ ہر انسان کسی دوسرے انسان کی اعانت کا محتاج ہے۔ بڑے بڑے سلاطین اُس نکتہ سے عبرت حاصل کرسکتے ہین کہ اُن مین کوئی ایسا نہین جو اپنی ضروریات دنیوی مین ادنی سے ادنی نوکر کا مثل باورچی کفش دوز خیاط وغیرہ کے محتاج نہو۔ اُن کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ بغیر دوسرون کی اعانت کے کچھ کرسکتے ہین۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قادر مطلق نے اس دنیا کو ایک ہفتہ مین خلق کیا جیسا کہ صحائف آسمانی مین ذکر آیا ہے اور ہم کو ہدایت کی گئی ہے کہ کل اُمور کی تکمیل کے لئے صبر درکار ہے۔ ہم کو نہ زیادہ جلدی کرنی چاہیئے نہ ہمت ہارنا چاہیئے۔ ہر ایک گورنمنٹ کی قوت اور اقتدار اُن اجزا پر منحصر ہے جس سے کہ وہ مرکب ہو۔ جتنے زیادہ لایق متدین تجربہ کار۔ ہوشیار اور بکارآمد

لوگ گورنمنٹ مین ہونگے۔ اُتنے ہی وہ زیادہ قوی اور ترقی پذیر اور آسودہ حال ہوگی۔
اسی لئے ہر گورنمنٹ لایق اور ستدین آدمیون کو رکھتی ہے اور اونکی قدر کرتی ہے۔ بادشاہ
اپنے ملک مین خدا تعالی کا جانشین ہے۔ اور بذات خاص یا بہ وساطتِ وزرا اپنی محکوم
رعایا پر متصرف ہوتے ہین۔ اس لئے اُن کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ بادشاہ حقیقی
جس کے یہ جانشین ہین اُن سے یہ توقع رکھتا ہے کہ اوس کی کل مخلوق کے ساتھ
بلا امتیاز رنگ وشکل (وہ گورے ہون یا کالے) اور بلا تخصیص مذاہب (مسلمان
ہون یا عیسائی اور موسائی ہون۔ ہندو ہون یا بُدھ کے مذہب پر ہون یا دہریہ
ہون) یکسان عادلانہ سلوک کرین۔ غرضکہ بادشاہون کو چاہیے کہ بلا رو رعایت
اُن لوگون کو جو اُس کی ملازمت اختیار کرین یا اُس کے ملک مین آکر سکونت پذیر ہون
مساوی حقوق عطا کرے اور اُن کو بلا امتیاز قوم و ملت اپنی رعایا کے مثل سمجھے تا
اُس حاکم حقیقی کی پیروی ہو سکے۔ جس کے دینوی معاملات مین وہ جانشین کہلاتے ہین
یہ عجب بات ہے کہ ہمکو دوسرون کے عیب نظر آتے ہین اور اپنے ہنر۔ مگر یہ ہماری
کوتہ نظری ہے کہ اپنے عیب اور دوسرون کے ہنر نظر نہین آتے۔ ایک ہوشیار اور باخبر
مبصر جو ملوک و ممالک کے حالات سے واقف ہو وہ جانتا ہوگا کہ آیا تمام بڑے بڑے
مہذب اور مغرور سلطنتون مین یہ دستور ہے کہ کل ملازمین اور رعایا کو بلا امتیاز قوم وجنس و
دین و ملت مساوی حقوق اور مدارج اور خدمات دیے جاتے ہین مجھے البتہ اس بات پر
ناز ہے کہ جن لوگون نے میری ملازمت اختیار کی اونہون نے میرے عزیزون سے
بھی بڑھ کر اعلی سے اعلی عہدہ پائے۔ مثلاً میر منشی یا سیکرٹری آف اسٹیٹ۔ کوارٹر ماسٹر
جنرل۔ دیوان خالصہ۔ افسر اعلی صیغہ مالگذاری۔ شاہی ڈاکٹر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ مین دوستی اور عزیزداری کے مقابلہ مین لیاقت اور قابلیت کی زیادہ قدر کرتا ہون انشاء اللہ
اگر میرے بعد میرے لڑکون اور جانشینون نے میری پیروی کی اور بلا تعصب قوم و ملت

لائق عہدہ دارون کو رکھا تو ملک ہمیشہ ترقی کریگا - اُن کو یہ بھی چاہیئے کہ اپنے خاص لوگون اور عزیزون کو الاونس وغیرہ کی مدد دیکر کام کی طرف راغب کرین مگر ساتھ ہی اُس کے یہ بھی خیال رہے کہ جو کچھ انہین دیا جاے اُس کے مطابق اُنسے کام بھی آتنا لیا جاے شیخ سعدیؒ فرماتے ہین ؎

مپندار اے مرد نابردہ رنج		کہ آسان توان یافت بے رنج گنج

اس باب کے مضمون کو یہان تک ذکر کرکے اور اپنے بیٹون اور جانشینون کے لیئے چند پند آمیز الفاظ لکھکر اب مین یہ بیان کرتا ہون کہ مین نے مختلف اقوام کے لائق اور ہوشیار لوگ کس طرح بہم پہنچاے - مین نے اُن کے حسن خدمات کا صلہ دیا اور میرے قوم کو اُن کی تعلیم اور اُن کے کام سے فائدہ پہنچا - چنانچہ اکثر فنون مین جو اُنہین غیر ملکیون نے سکھائے وہ خود بڑے ماہر ہو گئے - مین برابر انہین اصول پر چل رہا ہون اور مجھے توقع ہے کہ میرے جانشین بھی اس کی پیروی کرین گے -

یہ مشکل ہے کہ مین اُن سب کے نام لکھ سکون جو میرے ملازم رہے - ہان چند شخصون کا ذکر کرون گا جنھون نے اپنے کام کو بھی انجام دیا اور کچھ دایمی یادگار بھی چھوڑ گئے جس سے میری گورنمنٹ فائدہ اوٹھا رہی ہے - بعض نے ملک مین بالکل نئے محکمے قایم کئے اور بعض نے افغانون کو مختلف فنون صنعت و حرفت اس خوبی سے سکھائی کہ اب وہ خود تنہا بغیر اُستاد کے کام کرسکتے ہین -

دوسرے ممالک کے لوگون مین سے جو میرے ملازم تھے اور اب بھی ہین بعض مستعفی ہو گئے اور بعض مدت معاہدہ ختم ہونے پر نوکری چھوڑ کر چلے گئے - بعض اب بھی کام کر رہے ہین اور بعض اپنے قصور کے سبب سے برطرف کر دیئے گئے مگر مین اُن کا نام نہین لونگا اس لئے کہ مین اب اُن کی معیشت مین جہان کہین وہ ہون نقصان پہنچانا نہین چاہتا - اگر خلق خدا اُنکے عیوب دریافت کرلے تو مین اُس سے بری ہون

بعض اوقات میری اِس مصلحت پر نکتہ چینیان ہوتی ہین کہ مین نے کیون غیر ملکیون کو اپنے ملک مین بلایا۔ لوگون کو تعجب ہے کہ مین خود اپنے لوگون کو اس کے عوض کہ اُن کے لئے افغانستان مین اُستاد بلاؤن اُنہین کو کیون نہین یورپ بھیجتا۔ اِس کے وجوہ حسب ذیل ہین۔

۱۔ اِس سوال کا جواب کہ مجھے اپنے لوگون کو بغرض تحصیل صنعت و حرفت اور ملکون مین بھیجنا چاہئیے تھا یا نہین یہ ہے۔ اوّل تو یہ طریقہ اختیار کرنے سے بہت کچھ خرچ ہوتا جسکا بار اُن نوجوانون کے والدین نہ اُٹھا سکتے اور سرکاری خزانہ کی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ اس بار خرچ کی متحمل ہوسکتی۔

۲۔ مین نے اکثر اپنے طبیبون اور کاریگرون سے کہا ہے کہ اپنے لڑکون کو میرے پاس لاؤ تا مین اُن کو بغرض تعلیم ڈاکٹری و انجنیری وغیرہ ولایت بھیجون مگر میرے اس سوال کا جواب بجز سکوت کچھ نہ ملا۔

۳۔ میری رعایا غیر زبانون سے بالکل لاعلم ہے اور اگر اُن مین سے کچھ لوگ ولایت بھیجے گئے تو اونہین کوئی کام سیکھنے کے لئے ایک بڑا زمانہ درکار ہوگا اس لئے کہ اول انہین وہان کی کتابین اور مضامین سمجھنے کے لئے وہان کی زبان سیکھنا ہوگی۔ مین نے اِس خیال سے اپنے یہان بہ اہتمام میر منشی **سلطان محمد خان** ایک دفتر قایم کیا اور کل انگریزون اور دوسرے غیر ملکیون کو جو مختلف کارخانون مین نوکر تھے یہ حکم دیا کہ میر منشی کے ذریعہ سے اپنی اپنی رپورٹین میرے پاس بھیجا کرین۔ اس محکمہ مین ان کتابون کا جو فنون حرفت و علوم ریاضی و کمسٹری و فزکس وغیرہ مین لکھی گئی ہین فارسی زبان مین ترجمہ ہوتا ہے۔ اس محکمہ کی شاخ ہندوستان مین بھی کھولیجائیگی۔ اکثر کتابین ترجمہ ہوچکی ہین اور بعض یہان کے نوجوانون کی تعلیم کے لئے شائع بھی ہوئی ہین۔

۴۔ مین دیکھتا ہون کہ بعض مشرقی طالب علم جو بغرض تحصیل مغرب کو بھیجے گئے اونہون نے

اہل مغرب کے اوصاف و قابلیت حاصل کرنے کے بدلے اُن کی بُرائیاں سیکھیں اور شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ اپنے ملک مین اپنے ساتھ ساتھ لائے اور اکثر اُن مین سے بالکل لامذہب ہو گئے۔ اس لئے مین یہی مناسب سمجھتا ہون کہ اپنے یہان کے نوجوانون کو اپنی ہی نگرانی مین تعلیم دلواؤن۔

۵۔ کوئی علم و حکمت کسی ملک مین مستحکم بنا نہین پا سکتا جب تک کہ اُسی ملک کی زبان مین وہ حاصل نہ کیا جائے۔

۶۔ فی الحال مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنے یہان کے لوگون کو مجبور کرتا رہتا ہون کہ جہانتک ہو سکے جلد کام سیکھین اور اس کے ساتھ ہی معلمین کو یہ تاکید ہے کہ حتی الوسع بہت جلد اُن کو کام سکھا دین تاکہ اگر وہ کہین چلے جائین تو اُن کے شاگردون کو کام کے بگڑ نیکا کچھ ڈر نہ رہے۔ مین نے انگریزون سے اور ہندوستانیون سے اور دوسرے ملک کے لوگون کے ساتھ جو معاہدے کئے تھے اُن مین ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ اُنہین گھر جانیکی اجازت نہ ملیگی جب تک کہ اُن کے شاگرد بلا اعانتِ معلمین اپنا کام انجام نہ دیسکین۔ اس فقرہ نے غیر ملکی معلمین پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے کہ وہ اپنے کام کو اچھی طرح انجام دیتے ہین تاکہ اُسکے اختتام پر وہ خوش خوش اپنے وطنون کو جا سکین۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ اس تدبیر سے میرے ملک نے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ مختلف محکمہ جات جو غیر ملکی معلمین کے زیر نگرانی تھے اب اُنہین بالکل میرے ملک کے لوگ چلا رہے ہین۔

صنعت و حرفت

مین جانتا ہون کہ ایک ہاتھی خریدنا اور پہلے سے اُس کے لئے دانہ چارہ اور طویلہ کا انتظام نہ کرنا کوئی دانشمندانہ فعل نہین ہے۔ اسی طرح اشیاء تجارت اور آلات و اسباب جنگ تیار کرنے کے لئے کلین خریدنا اور کلون کو ہمیشہ چلانے کے لئے پہلے سے وہ مواد بہم نہ پہنچانا جن کی

کلون مین ضرورت سے عاقلانہ کام نہین ہے اس لئے مین چاہتا تھا کہ اپنے ملک کی قدرتی
پیداوار اور معدنیات سے جہانتک ہو سکے مواد بہم پہنچاؤن - بمصداق الحاجات امہات الاختراعات
جب انسان کو بھوک لگتی ہے تو وہ روکھی سوکھی بھی غنیمت سمجھتا ہے اور غذا سے لذیذ کا انتظار
نہین کرتا - مجھے اسوقت آلات و اسباب جنگ کی نہایت شدید ضرورت تھی - اس لئے کہ
میرے ملک مین وقتاً فوقتاً لڑائیان ہوا کرتی تہین اور یہ بھی نہین معلوم تہا کہ کس وقت کیا
اتفاق پیش آجائے - مین چاہتا تہا کہ افغانستان کے معدنیات سے لوہا - کوئلہ سیسہ
تانبا وغیرہ نکالنے کے لئے ضرور کلین خریدون - مگر ان سب کلون کی قیمت بہت زیادہ
تھی اور مین دوسری سرکاری ضرورتون کی وجہ سے اتنا روپیہ نہ صرف کر سکتا تہا اس بنا پر
مین نے اپنے معدنیات کے کام کے لئے اور روزانہ کلون کے مصرف کے واسطے ان
معدنیات سے فلزات نکالنے کو بڑی بڑی کلون کا منگانا ملتوی کیا پہلے توپون اور
بندوقون اور کارتوسون کے بنانیکی کلین خریدین -

مین باہر کے ملک سے مواد معدنی کی آمدنی رفتہ رفتہ روکتا جاتا ہون اور اپنے ملک
کی پیداوار یعنی اشیا معدنی وغیرہ کام مین لاتا ہون - ان کی تفصیل آگے درج کیجائیگی
مین نے ایک جگہ بیان کیا ہے - مجھے بچپن سے لکھنے پڑہنے سے نفرت تھی اپنا سارا
وقت والد کے کارخانون مین کاریگرون کے ساتھ صرف کرتا تھا - جبھی سے میری دلی خواہش
صرف یہ تھی کہ فنون معماری و تفنگ سازی و نجاری و آہنگری وغیرہ کو سیکھون - چنانچہ مین نے
یہ کل فنون بخوبی سیکھ لئے اور بغیر کاریگرون کی مدد کے مین یہ چیزین اپنے ہاتھ سے ایسی
عمدہ بنانے لگا جیسی کہ وہ لوگ بنا سکتے تہے جنہون نے مجھے سکھایا تھا - وہ بندوقین جو
مین نے تمام و کمال خود اپنے ہاتھ سے بغیر کسی اعانت کے بنائی تھین اب تک کابل مین
موجود ہین -

المختصر ابتدائے عمر مین سوائے انجنیری کے مجھے اور کسی پیشہ کا اتنا شوق نہ تھا جتنے

دنون مین نے ملک روس مین قیام کیا ہمیشہ اپنی فرصت کے اوقات صنعت و حرفت کی تحصیل
مین صرف کرتا تھا - مین نے اُس زمانہ مین زرگری - مینا کاری - طلا کاری اور دباغی وغیرہ
سیکھ لی اس موقع پر یہ بیان کرنا بے موقع نہوگا کہ اس وقت میرے کارخانون مین
تین پیشدست کاریگر ہے غلام مہتمم سوہن کاران قربان تفنگ ساز و تحف مہتمم آہنگری
جو ملازم ہین یہ وے لوگ ہین جنہون نے مجھے ابتدا مین یہ کام سکہایا ہے - مین اپنے
کل اُستادون کے نام بہ نظر اختصار لکھ نہین سکتا -

جب مین تخت پر بیٹھا تو مجھے کچھ تو بوجہ قلت آلات حرب اور کچھ بوجہ ذاتی شوق صنعت
و حرفت مجبور ہونا پڑا کہ چند کارخانے قائم کرون جہان ہاتھ سے بندوقین اور دوسری
چیزین بنائی جائین - اِن کارخانون مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا جہان دخانی کلون سے
کام لیا جائے -

مینؔ ان دخانی کلون کی قدر و قیمت بخوبی جانتا تھا جو عقلاے عصر نے ایجاد کی ہین -
اور مین یہ بھی جانتا تھا کہ بڑی بڑی قوی سلطنتین مثل برطانیہ اعظم انہین کلون اور تجارت کی
بدولت اس حیرت انگیز ترقی کو پہونچی ہین - ورنہ انگلستان بہت ہی چھوٹا سا ملک ہے اور جہانتک
مجھے علم ہے وہان کوئی الماس یا سونے کی کان نہین ہے - محض اُن کی صنعت و حرفت او
تجارت اون کی قوم کی آسودہ حالی اور ملک کی تقویت کا باعث ہے

مگر باوجود اس امر کے کہ مین اُن کلون کی قدر و قیمت سے واقف تھا - میری خانگی جہات
و بیرونی تشویشون نے میری توجہ کو اچھی طرح اُس طرف مبذول نہونے دیا تا اینکہ جب مین
اپنے لائق و دانشمند دوست لارڈ ڈفرن سے جو اُس زمانہ مین ہندوستان کے وائسرائے
تھے راولپنڈی مین ملاقات کو گیا -

تب ایک فرانسیسی انجنیر مسمی ام - ڈوم جو برقی روشنی کی کلون اور انجنون وغیرہ کا مہتمم
تھا میرے سامنے پیش کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ شخص بہت ہوشیار اور واقف کار ہے - گو وہ صرف

برقی کلون کا انجنیر تھا مگر بعد مجھے معلوم ہوا کہ اُسے ہر طرح کی انجنیری مین بہت کچھ تجربہ حاصل ہے
مین نے اُسے نوکر رکھ لیا اور یہ ارادہ کیا کہ کابل مین جدید یورپین طریقہ پر کارخانجات کھولون
میرا انجنیر اپنے ساتھ ایک اور ہندوستانی لایا جو برقی روشنی کے کام مین بہت ہوشیار تھا
اور جس کا نام کریم بخش تھا جو ابتک کابل مین موجود ہے - اِم ثروم پہلا یورپین تھا جو بحیثیت
انجنیر میرا ملازم ہوا وہ کچھ عرصہ تک کابل مین رہا اور اُس کے اثناء قیام مین مین نے مختلف
کلون کی فہرستون کو ملاحظہ کیا جن مین مین نے چند خراد نے کی کلین - آہنی تختون مین
سوراخ کرنے کی کلین - رندا یا سطح ہموار کرنے کی کلین - آہنی تختے وغیرہ کاٹنے یا سوراخ
بنانے کی کلین کٹنگ مشین - اور کوئننگ مشین ایک ڈہالنے کا سانچہ اور تین - چھ
آٹھ اور دس گھوڑون کی قوت کے انجنون پر بغرض خریداری نشان کر دیا - مین نے چند
اور چھوٹی کلین منگانے کا بھی حکم دیا تاکہ کام شروع ہو جاے . اس چھوٹے سے کارخانہ
کی ابتدا کے لئے جس قدر کلین اور انجن درکار ہوئے ان کی لاگت ایک لاکھ اکتالیس ہزار
روپیہ سکہ ہند دستان بیٹھی - مین نے ثروم کو اجازت دی کہ ہندوستان جا کر یہ کلین
بھی خریدے اور چند اور مددگار انجنیر اور ہندوستانی کاریگر بھی جو اس کام مین ہوشیار
ہون اور کلون کو جوڑ سکین اور چلا سکین نوکر رکھ کر لے آئے -

ثروم نے کلکتہ پہونچکر بائیس ۲۲ ہندوستانی بڑھئی مستری اور دوسرے کاریگر
نوکر رکھ لئے اور اُن کو کلون کے ساتھ روانہ کیا - یہ کاریگر اور کلین کابل پہونچین مگر ثروم خود
نہین آیا اور ابتک مجھے اُسکی کچھ خبر نہین کہ اوس پر کیا گذری اور وہ کیون نہین واپس ہوا - یہ کلین اور
اسباب کابل مین پڑے رہے مگر کوئی انجنیر نہ تہا - مجھے بہت افسوس ہوا نہ صرف اس وجہ سے
کہ اتنا روپیہ کلون کے خریدنے مین ضایع گیا - بلکہ اس وجہ سے کہ میرے لوگ مجھپر ہنستے تھے
اور یہ خیال کرتے تھے کہ مین یہ چھوٹا سا کارخانہ نہ چلا سکونگا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ قرآن مین آیا
ہے یعنی اللہ اُن کے ساتھ ہے جو ہمت نہین ہارتے -

مین ایسا آدمی نہ تھا کہ کسی کام کے کرنیکا ارادہ کرون اور پھر اُسے چھوڑ دون۔ چنانچہ مین نے جنرل امیر احمد خان کو جو ہندوستان مین میرے ایلچی تھے لکھا کہ کوئی اور انجنیر تلاش کرین جس قدر روپیہ خرچ ہوا اور وہ مانگے اُسے نوکر رکھ لین۔ جنرل نے ایک انگریزی انجنیر مسمی مسٹر پائین جو اب سر سالٹر پائین ہین مقرر کر کے بذریعہ سلطان محمد خان میر منشی کابل کو روانہ کیا مسٹر پائین ماہ اپریل ۱۸۸۵ء کے پہلے ہفتہ مین کابل پہنچے اور مین نے جنرل کو پھر لکھا کہ ایک شخص اور سلطان محمد خان کی جگہ کے لئے سکرٹری مقرر کر کے بھیجین۔ اس لئے کہ سلطان محمد خان کو مین اپنی پیشی مین رکھنا چاہتا تھا۔

مین نے ان کارخانون کے لئے ایک جگہ تلاش کی جس کا نام عالم گنج تھا اور جو اس کام کے لئے بہت موزون تھی کیونکہ یہ جگہ شہر کابل سے باہر تھی۔ اور شہر کے بہت قریب بھی وسعت مین بھی اُس نوح مین بہ نسبت اور جاؤن کے بڑی تھی اور بہت خوش آب و ہوا خیال کیجاتی تھی۔ اس مقام سے ایک نہایت پر فضا منظر نظر آتا تھا اور ایک طرف پانی کی نہر بہتی تھی جس کا پانی کارخانون مین انجنون وغیرہ کے لیے بکار آمد ہو سکتا تھا۔ اور اس مقام کے پائین مین دریاے کابل بہتا تھا جو کلون کے خراب مستعمل شدہ پانی کو بہالے جا سکتا تھا مین نے میر منشی کو حکم دیا کہ مسٹر پائین کو لیجا کر وہ مقام دکھائین بعد ازان مجھے اطلاع کرین کہ اُنکی راے مین کارخانون کے لئے وہ مقام مناسب ہے یا نہین۔

المختصر ایک ساعت نیک مین بمشورۂ منجمین و رمال بتاریخ ۷۔ اپریل کارخانہ کی بنا کا پتھر رکھا گیا اور حسب رواج غربا کو شیرینی و خیرات تقسیم ہوئی

مسٹر پائین نے چند خرادتے کی کلین۔ رندا کرنیکی کلین۔ کٹنگ اور کپٹنگ مشین اون انجنون کی مدد سے جو ام۔ ٹروم نے خرید کر بھیجے تھے وہان نصب کر کے کام شروع کیا۔ چند ماہ کے بعد انہون نے مجھ سے انگلستان جانیکی اجازت چاہی اور وہ کلین ہندوستانی کاریگرون کی نگرانی مین چھوڑ گئے۔ سترہ مہینے کے بعد پھر وہ کابل واپس آئے اور اس مدت

ہیں وہ اور نئی کلون کے متعلق جو کابل میں نصب کرنا چاہیے تھیں تفصیلی حالات دریافت اور تحقیقات کرتے رہے ہیں نے اسوقت اور دو انگریز انجنیرون کو نوکر رکھا۔ اس سال سے مینے اپنی گورنمنٹ مین مختلف طور پر انگریزون کو ملازم رکھنا شروع کیا۔ اس سے میری دو غرضین تھیں اول تو یہ کہ میرے لوگ فن انجنیری اور دوسرے کامون مین ان انگریزونسے جوان چیزون مین بہت واقف کار ہتے تعلیم پا جائین۔ دوسرے میرے لوگون کو انگریزون کے ساتھ میل جول کا موقع ملے تاکہ وہ قدیم نفرت جو آپسمین ان دونون قومون کے مابین چلی آتی ہے دور ہوجاے۔ اس لئے کہ میری گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند مین دوستانہ اتحاد ہے اور دونون گورنمنٹ کے اغراض ایک ہین۔ میری یہ خواہش بھی تھی کہ انگریز لوگ خود اپنے اہل ملک کی زبان سے اس ترقی کے حالات سنین جو میری گورنمنٹ مین ہوئی ہے۔ افغانون نے تمام انگریز مردون اور عورتون کے ساتھ جو کابل مین آئے ایسا دوستانہ سلوک کیا کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتک وہ انھین محض اپنا دشمن سمجھکر قتل کرتے تھے۔ جب قوم افغانستان کے فائدہ کے لئے میرے ملازم ہوئے اُن کے ساتھ ہر طرح کی مہمان نوازی اور خاطرداری کی گئی جیسا کہ دوستون کے ساتھ ہونا چاہیے۔ مسٹر پائین کے بعد دوسرا انگریز جو کابل مین آیا اُس کا نام مسٹر اویپل تھا۔ یہ شخص دانت بنانے کا ڈاکٹر وہ دراصل میرے لئے ایک دانتون کا چوکا بنانے کی غرض سے کابل آیا اور ۱۸۸۵ء کے اخیر مین جب وہ ہندوستان واپس گیا تو اُس نے تمام حالات جو کچھ اوسنے کابل مین حیرت اور اطمینان کے ساتھ دیکھے تھے بیان کئے۔

سب سے زیادہ عجیب بات اُسنے یہ بیان کی کہ امیر بڑی جفاکشی سے کام کرتے ہین۔ اُن کے نزدیک کوئی چیز بہت مشکل یا نہایت دشوار نہین۔ وہ ہمیشہ اپنے لوگون کی فریاد سننے اور اونکی دادرسی کے لئے مستعد رہتے ہین۔ مثلاً ایک دن کا واقعہ ہے کہ وہ

گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ اثنا ء راہ مین ایک بوڑھی عورت ملی جس نے عرضی دینے کے لئے ہاتھ اوٹھایا۔ امیر نے فوراً گھوڑا روک لیا۔ اور اُس ضعیفہ کو اپنے قریب بلایا۔ شروع سے آخر تک اس کی عرضی پڑھی اور بہت سے سوال کئے اور کچھہ دیر تک اُس کے ساتھہ بکمال عنایت و مہربانی باتین کرتے رہے۔ وہ ضعیفہ بالکل مطمئن اور خوش خوش چلی گئی۔ ایک دن اور امیر مجھہ سے اپنے مہمات مالی کے متعلق باتین کر رہے تھے۔ اثنار گفتگو مین یہ بیان کیا کہ میرے ملک کی صرف ایک ربع مالگذاری خزانہ مین داخل ہوتی ہے اور دوسرا ربع وصول کرنے کے لئے مجھے لڑنا پڑتا ہے۔ تیسری چوتھائی لوگون سے وصول تو ہوتی ہے مگر کبھی مجھہ تک نہین پہونچتی۔ اب رہی ایک چوتھائی وہ لوگون کو معلوم نہین کہ کیسے دین“

مسٹر اومیرا افغانستان مین اپنی ایک یادگار بھی چھوڑ گئے مین نے ایک ہوشیار شخص مسمی **صوفی عبدالحق** کو اُن کے سپرد کیا کہ اُسے دانت بنانا سکھادین اور اُسے یہ تنبیہ کی کہ اگر اس کام کو بہت جلد اور اچھی طرح نہ حاصل کرلیگا تو اُسے سخت سزا دیجائے گی۔ اسلئے کہ یہ بہت ضرور تہا کہ اس فن کو قبل **مسٹر اومیرا** کے جانیکے حاصل کرلے چنانچہ اوسنے تہوڑے ہی عرصہ مین یہ کام بخوبی سیکھہ لیا۔ کچھہ تو سزا کے ڈر سے اور کچھہ اس وجہ سے کہ **مسٹر اومیرا** اپنے شاگرد کو سزا دلانا نہ چاہتے تھے لہٰذا انھون نے اُسے جلد سکھا دیا۔ ممکن ہے کہ ایک اور بھی سبب ہو وہ یہ کہ خود **مسٹر اومیرا** کابل مین ضرورت سے زیادہ رہنا نہ چاہتے تے۔ صوفی نے اور بہت سے لوگون کو دانت بنانا اور آلہ جرّاحی سے دانت اوکھاڑنا سکھا دیا ہے جس سے لوگون کو بہت آرام ہوگیا ہے اس لئے کہ پہلے لوگ دانتون کے علاج کے لئے دوسرے ملکون مین جایا کرتے تھے۔
جب **مسٹر اومیرا** روانہ ہوئے تو مین نے اُن کو علاوہ اور انعام و اکرام کے ایک اعزازی طلائی تمغہ بھی دیا۔

مسٹر پائین کے زمانہ غیر حاضری مین ہندوستانی اور کابلی کاریگر اُس چھوٹے سے کارخانہ کو چلاتے رہے۔ سال بسال کارخانون مین توسیع ہوتی گئی اور حسب ضرورت نئے کارخانے قایم کئے گئے مارٹنی ہنری واسنائیڈر بندوقون اور اُن کے لئے کارتوس بنانے کے لئے کلین منگائی گئین اور اُن کارخانون مین جمائی گئین۔ کُل قسم کی نجاری کام کے لئے آرے کی کلین منگائی گئین اور اُن کے لئے ایک علحدہ کارخانہ تعمیر ہوا۔ علاوہ ازین مین نے حسب ذیل اور کلین بہی خریدین اور اُنکا کام شروع کیا۔ مارٹنی ہنری اور دوسری بندوقون کے لئے کارتوس بنانے کی کل۔ خراد کی کل۔ بندوقون اور توپون کی نالین بنانے کی کل نئو گھوڑون کی قوت کے انجن معہ بوائلر۔ دخانی ہتوڑہ معہ بوائلر۔ بوٹ بنانے اور چمڑہ سینے کی کلین۔ بارود بنانے کے کارخانے۔ صابون اور موم بتی بنانیکی کلین۔ دارالضرب کے لئے سکہ۔ ٹھپّہ اور نقش بنانے کے آلات۔ شراب وغیرہ کی بھٹی کے لئے آلات عرق کشی۔ باغبانی اور زراعت و فلاحت کے آلات۔ آہنی اور بہاری توپین بنانے کے لئے فولاد اور دیگر خام معدنیات کو گلانے کے لئے بڑی بڑی بھٹیان۔ تلوار اور کارتوسون کی ٹکلیان بنانے کی کلین اور نیز کارتوس بھرنے کی کلین۔ چہوٹی توپون اور بڑی بھاری بھاری توپون کے لئے گولے بنانیکی کلین۔ اس کے علاوہ اور طرح طرح کی مختلف کلین۔ مین ہر سال ان کلون کا ذخیرہ بڑہاتا جاتا ہون اور جو نئی نئی کلین یورپ مین ایجاد ہوتی ہین۔ اُن کو حسب ضرورت منگاتا ہون

ابتداءً یہ کارخانہ جات قایم کرنے مین مجھے بڑی دقتین پیش آئین۔ چونکہ میرے لوگ ان کلون سے اور جدید ایجادون سے بالکل ناواقف تھے اس لئے میرے ان تمام نئے ارادون کی مخالفت کرتے تھے۔ مین تمثیلاً ایک واقعہ بیان کرتا ہون جس سے ناظرین کو میرے لوگون کی جہالت کا اندازہ ہوجائے گا۔ ۱۸۸۵ء مین جب مین راولپنڈی گیا ہوا تھا۔ ایک دن ایک فوٹوگرافر نے میرا فوٹو لینے کے لئے اپنا کمرہ میرے سامنے نصب کیا فوراً ہی میرا عرض بیگی

جھپٹ کر کمرہ کے پاس گیا اور اپنے دونون ہاتھ اُس پر رکھدئے۔ مین نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو۔ اوسنے عرض کیا حضور آپ کو معلوم نہین یہ ایک قسم کی نوایجاد توپ ہے جس سے شخص آپ پر نشانہ لگایا جاتا ہے۔ مین یہ سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ بے این ریش وفش تمہارا دل جہالت سے بالکل تاریک ہو رہا ہے وہان سے ہٹ آؤ اور اُس شخص کو میری تصویر اُتارنے دو۔ اُس بیچارے نے اول کبھی کمرہ نہ دیکھا تھا اسلئے وہ سمجھ نہ سکتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے مین نے ہرچند اُسے سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا۔

جب اوّل اول مین نے یہ کارخانے کھولے میرے لوگون نے اُن کی نسبت ہرقسم کے اعتراض کئے کوئی کہتے تھے کہ بہ نسبت کلون کے ہاتھ سے کام بہت اچھا ہو سکتا ہے جو لوگ اِن کارخانون پر مامور تھے اُن پر یہ الزام لگائے کہ تم گورنمنٹ کے دشمن ہو جو کلین خرید نے کے بہانہ سے ملک کا روپیہ باہر بھجوا رہے ہو۔ مین اِن ابلہانہ مخالفتون سے سخت عاجز آگیا تھا مگر باوجود ان سب باتون کے اپنے ارادہ سے باز نہ آیا کیونکہ مین خوب واقف تھا کہ جب تک میرے یہان اُس طرح کی توپین اور بندوقین اور دیگر آلات حرب جو دوسری قومین استعمال مین لاتی ہین مہیا نہ ہونگے گورنمنٹ کی منزلت کو قایم رکھنا اور ملک کو بیرونی حملہ آورون سے بچانا غیر ممکن ہے۔

اس مین شک نہین کہ جو کچھ ان کلون مین خرچ ہوا اُس کا فائدہ بہت دنون کے بعد اُٹھایا گیا اس لئے کہ یہ تمام زرکثیر سرکاری خزانہ سے دیا گیا تھا اور جب مین اُس روپیہ کے سود کا حساب کرتا تھا جو کارخانون اور کلون مین لگایا گیا تھا اور کئی سال تک جس سے کچھ آمدنی نہوئی تھی تو مجھے اس کا بہت خیال ہوتا تھا۔ مین نے ہرسال جسقدر روپیہ بہم پہونچا کلین خریدنا جاری رکھا اور جون جون کلون کی تعداد بڑھتی گئی مین نے اور نئے نئے کارخانہ تعمیر کرادئے مین نے ہرسال کلون کی خریداری کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ جس سے میرے ملک مین تجارت اور صنعت و حرفت کو بہت ترقی ہوئی ہے۔

الحمدللہ کہ مین ہمیشہ سے کلون اور کارخانون کا شوق رکھتا تھا اور اُن کی قدر جانتا تھا مین جانتا تھا کہ الماس کو الماس ہی کاٹ سکتا ہے اور دشمن کے ساتھ برابر کا مقابلہ تب ہی ہوگا۔ جب میرے پاس بھی نئے نئے اوسی قسم کے ہتیار موجود ہون جیسے غنیم کے پاس ہین ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

اِس لئے جب میرے کاریگر کبھی کوئی ہتیار بنانے مین عاجز ہوتے تھے تو مین خود اونہین سکہاتا تھا کہ کیونکر بنانا چاہیے۔ میری تعلیم اور اُن کی کوشش دونون ملکر کامیابی کی صورت پیدا کرتے تھے مین تمثیلاً اس طرح کے اکثر واقعات بیان کرسکتا ہون۔ چنانچہ اس موقع پر بسبیل تذکرہ دو ایک واقعہ لکھتا ہون۔

سنہ ۱۸۹۳ء مین جب لارڈ لینسڈاون کی گورنمنٹ نے میری ماچکس توپین ہندوستان مین روکدین تب میرے کاریگرون نے مجھ سے یہ عرض کیا کہ بغیر نمونہ کی توپون کے ویسی توپین بنانا غیر ممکن ہے تب مین نے میر منشی کو یہ حکم دیا کہ اُن توپون کا تفصیلی حال مع وضع اور پیمانہ انگریزی سے فارسی مین ترجمہ کرے۔ چنانچہ اُس نے فارسی مین اُن توپون کا کل حال یعنی طول وعرض وگندگی اور اونکی مختلف وضع وصورت لکھکر مجھکو دی۔ جب وہ لکھ چکا تو فارسی مین مجھے ہر ایک چیز زبانی سمجھائی مین نے کل ہندوستانی اور کابلی پیشہ دست کاریگرون کو اپنے روبرو طلب کیا اور انہین سکہایا کہ اس طرح اوّل کل چیزین لکڑی کی بناؤ جب وہ تیار ہو جائین تب اُن کا امتحان کرو کہ آیا مختلف ٹکڑے موقع سے بیٹھتے ہین یا نہین چنانچہ میرے حسب ہدایت جب توپ تیار ہوگئی تو امتحاناً اُس مین سے لکڑی کا گولہ چلاکر دیکھا گیا۔ جب اِس امتحان مین بھی پوری اوتری تب مین نے حکم دیا کہ اِس کے نمونہ پر آہنی توپ تیار کیجائے مگر اُس کے بنانے مین ویسا ہی فولاد اور مصالحہ لگایا جائے جیسا اصلی ماچکس مین لگایا جاتا ہے۔ غرضکہ ہم نے وہ توپ بعینہ مثل نمونہ کے بنائی گو ہمارے پاس سوائے

اس چوبی توپ کے اور کوئی نمونہ نہ تھا۔ توپ چلاکر امتحان کیا گیا اور امتحان مین پوری اُتری
مین نے تب سیر چشمی کی اور سب کاریگرون کی بہت تعریف کی اور اُن کا شکریہ ادا کیا اور اُن کو
بارہ ہزار روپیہ نقد اور خلعت انعام دیا۔ جب سر مارٹمر ڈیورانڈ اور دیگر افسران مشن کابل
آئے وہ کابل کی بنی ہوئی توپ اور یورپ کی بنی ہوئی توپ مین کچھہ فرق نہ بتا سکتے تھے
اسی طرح ہم نے محض تصویرون کو دیکھہ کر اُن کا حال فارسی مین ترجمہ کراکر میگزم۔ گارڈنر
اور کٹینگ توپین بنالین گو آخرالذکر حالت مین ہمارے پاس علاوہ تصویرون کے نمونہ کی
توپین بھی تھین۔

خدا کا شکر ہے کہ آج افغانستان مین ایک لاکھہ آدمی حرفون کی تعمیر اور مکانات و کارخانجات
و معدنیات وغیرہ مین جو سب میرے ہاتھہ سے جاری ہوئے ہین کام کرتے ہین۔ اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ میرے ملک مین کتنی بڑی ترقی ہوئی علاوہ اسکے اتنے آدمیون کے
لئے بسر اوقات کا ایک عمدہ ذریعہ نکل آیا ہے۔ لوگ ابتدا گر چوریان کرتے تھے۔ اور کاروانون کو
لوٹتے تھے۔ چونکہ اُن دنون مین ان کے لئے کوئی اور پیشہ یا کام نہ تھا اس لئے وہ لوٹ مار
سے اپنی اوقات بسری کرتے تھے۔ ایک مثل مشہور ہے کہ شیطان کاہل آدمی کو بہکاتا
ہے اور ہمارے نبی برحق فرماتے ہین اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہ۔

میرے لڑکے اور میرے جانشین یہ نہ خیال کرین کہ میرے ملک کو جو کچھہ فائدہ ہوا وہ
صرف اسباب جنگ سے ہوا۔ دراصل یہ کارخانہ جات صنعت و حرفت باعث ترقی تجارت
و ذرایع آسودگی ملک ہین۔ جو روپیہ غیر ملکون مین جاتا تھا وہ اب افغانستان مین صرف
ہوتا ہے۔ اگر میری رعایا دولتمند ہوجائے تو اوسکی وجہ سے گورنمنٹ مضبوط قوی اور
محفوظ ہوگی۔ اِس لئے کہ اکثر فسادات جو ناداری اور بیکاری کی وجہ سے اُٹھا کرتے ہین۔
دور ہو جائین گے۔ جو لوگ صاحب جائداد ہونگے وہ خواہ مخواہ یہ چاہین گے کہ ملک مین
کسی قسم کی لڑائی یا بلوہ نہ ہو جس سے اُن کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور اُن کو یہ بھی

معلوم ہوجائیگا کہ لوٹ مار مین وقت ضایع کرنے سے دولتمند ہونا بہتر ہے -

اور اقسام کی کلین بھی مین نے خریدی ہین جنہین کام مین لا رہا ہون مثلاً ایک چھوٹا انجن اور چند میل تک ریل کی لائین یا بھاری توپین کھینچنے کا انجن -

مین نے برقی روشنی اور ٹیلیفون کا کارخانہ بھی قایم کیا ہے جس مین اول چند ہندوستانی اور کابلی کاریگر جو ہندوستان مین یہ کام سیکھ چکے تھے نوکر رکھے - بعد ازان مسٹر براؤن نے ۱۸۹۴ء مین ان کارخانون کو بہت ترقی دی - خصوصاً برقی روشنی مین انہین بہت کامیابی ہوئی -

دار الضرب

میری ابتداے عہد حکومت مین دار الضرب کا کام اسی قدیم طریقہ پر ہوتا تھا جو صدہا برس سے چلا آیا تھا یعنی روپیہ ہاتھ سے بنایا کرتے تھے کوئی کل وغیرہ نہ تھی - قدیم روپیہ پر ایک طرف " ضرب دار السلطنت کابل اور سنہ ضرب اور دوسری جانب صرف میرا نام امیر عبد الرحمن بغیر کسی سجع یا علامت کے ہوتا تھا " مگر ۱۸۹۶ء مین جب قوم افغانستان نے مجھے ضیاء الملت والدین کا خطاب دیا - اُس وقت سے سکہ پر ایک طرف یہ الفاظ اور دوسری جانب معرکہ ہوتا ہے - میرے ملک کا مسی سکہ پاؤ آنہ و آدہ آنہ ہے اور نقری سکہ روپیہ - قرآن اور تنگاز -

مسٹر میکڈرمات نے جو دار الضرب کلکتہ مین کام کر چکے تھے - میرے کابلی کاریگرون کو یہ سکہ بنانا سکھایا اور جب سے وہ چلے گئے اُن کے شاگرد بغیر کسی کی نگرانی کے برابر کام چلا رہے ہین - میرے دار الضرب کابل مین روزانہ اسی ہزار سے ایک لاکھ روپیہ بآسانی بن سکتے ہین - میرے یہان کے کاریگر نہ صرف روپیہ ہی ڈھال سکتے ہین بلکہ روپیہ کے لئے ٹھپہ اور سکہ بھی بنا لیتے ہین - مجھے صرف پہلی ہی دفعہ انگلستان سے سکہ وغیرہ

بنانیکے اوزار وآلات منگانا پڑے اُس کے بعد پھر کبھی نئے اوزار منگانیکی ضرورت نہ ہوئی اس لئے کہ ہرایک چیز کابل مین بننے لگی۔

مارٹنی ہنری بندوق کیلئے کارتوس بنانے کا کارخانہ

کلین آنے کے قبل یہ کارتوس اور اسنائیڈر کی کارتوس ہاتھ سے بنائے جاتے تھے جو تعداد مین کم اور قسم مین ادنیٰ درجہ کے ہوتے تھے مین نے اِس کے لئے کلین منگائین اور کارتوس و اوزار و پیمانے کے لئے مسٹر مڈلٹن کو نوکر رکھا۔ مین اُن کے کام سے بہت خوش ہوا اس لئے کہ انہون نے میرے کاریگرون کو یہ کام ایسی اچھی طرح سکھادیا کہ اب وہ بغیر کسی کی مدد یا نگرانی کے کارتوس۔ اوزار او پیمانے بنا لیتے ہین۔

اب میرے کارخانون مین جو کارتوس تیار ہوتے ہین وہ ایک سالم ٹکڑے کے بنائے جاتے ہین اور ایک دفعہ کام مین آنیکے بعد پھر کئی دفعہ بھرے جا سکتے ہین۔ ان مستعمل شدہ کارتوسون کو بھرنے کے لئے مین نے ایک خاص کل کابل مین تیار کرائی ہے۔ جو کارتوس داغنے کے بعد پھیل جائے یا خراب ہو جائے وہ اس کل کے ذریعہ سے درست ہو کر پھر اپنی اصل حالت مین آجاتا ہے۔ اُس کے بعد سوراخ کر کے نئی ٹوپی چڑھا دیجاتی ہے اور کارتوس پھر بھر لیا جاتا ہے۔ میرے یہان کابل کے کارخانون مین روزانہ دس ہزار کارتوس بنتے ہین اور اگر ضرورت پیش آئے تو اُس کے دو چند بھی بن سکتے ہین۔

اسنائڈر بندوق کے لئے کارتوس بنانے کا سامان

یہ کارتوس بھی اولاً ہاتھ ہی سے بنائے جاتے تھے۔ جب کلون سے بنانے کے لئے مین نے پورا سامان منگالیا تب جس طرح مسٹر مڈلٹن کو مارٹنی ہنری کے کارتوس بنانے کے لئے نوکر رکھا تھا اُسی طرح مسٹر اڈورڈس کو اسنائڈر بندوق کے کارتوس

بنانے کے لئے مقرر کیا۔ اب اس کام کو کابلی کاریگر بلا اعانت غیرے بخوبی انجام دے رہے ہین۔ روزانہ دس گھنٹون مین جسقدر کارتوس تیار ہوتے ہین اُن کی تعداد دس ہزار ہے لیکن ضرورت کے وقت یہ مقدار دوچند ہو سکتی ہے۔ مسٹر اڈورڈس نے میرے آدمیون کو توپون اور گولون وغیرہ کے پیمانے بنانا بھی سکھا دیا ہے اور مین کہہ سکتا ہون کہ جو کارتوس مارٹنی ہنری بندوق کے لئے استعمال ہوتے ہین وہی کارتوس میگزم کٹیلنگ اور گاڈنر توپون کے لئے بھی بکار آمد ہو سکتے ہین اس لئے کہ توپون اور بندوقون کی نالیان خاص وضع کی بنائی گئی ہین کہ ایک ہی ناپ کے کارتوس سب مین آسکین۔

مارٹنی ہنری بندوق بنانے کا سامان اور دوسرے چھوٹے قسم کے ہتیار بنانے کی کلین

کلین آنے کے پہلے بندوقین بھی کابل مین ہاتھ سے بنائی جاتی تھین مگر کارتوسون کی طرح وہی نقص اُن مین بھی ہوتا تھا سوا چند بندوقون کے جو بہت ہوشیار کاریگرون کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہوتی تہین باقی سب ناقص اور ادنی درجہ کی ہوتی تہین چنانچہ مین نے مارٹنی ہنری بندوقین بنانے کے لئے پورا سامان منگایا اور مسٹر گمران کو جو دم دم فیکٹری گورنمنٹ ہند مین ملازم ہے نوکر رکھا۔ اُنہون نے اپنا کام نہایت عمدہ طور پر انجام دیا اور کابلی کاریگرون کو ہر ایک چیز بنانا سکھا بھی دیا اور کارتوس بنانے کے کارخانون مین اور دوسرے قسم کے مختلف چھوٹے چھوٹے ہتیار بنانے کے کارخانون مین بہت کچھ اصلاح بھی کی۔ میرے نزدیک جتنے انجنیر میرے ملازم ہوئے اُن سب مین یہ شخص توپین اور دوسرے قسم کے چھوٹے چھوٹے ہتیار بنانے مین بہت ہوشیار تہا۔ اُس کے کام سے میری گورنمنٹ کو بہت فائدہ ہوا۔ جہانتک ممکن تہا اُس نے کابلی کاریگرون کو سب کچھ سکھا دیا اور انکی

تعلیم مین بہت توجہ کی۔ اِس نے مجھے کل قسم کے آلاتِ جنگ بنانے اُن کا امتحان کرنے اور اُن کو استعمال مین لانے کی بابت خاص کتابون اور رسالون کی ایک فہرست دی۔ یہ کتابین عام طور پر کسی شاپ مین نہ ملتی تھین۔ مین نے یہ فہرست اپنے سفیر کے پاس بھیجی جو ہندوستان مین تھا اور اُس کو لکھا کہ گورنمنٹ ہند سے یہ کتابین حاصل کرے۔ چنانچہ جب مین نے اپنے سفیر کرنل ولی احمد خان کے ذریعہ سے فارن سکرٹری ہند کو لکھا تو وہ کتابین مل گئین جن مین بعض کا فارسی مین ترجمہ بھی ہوگیا۔

نئی کلون کے ذریعہ سے روزانہ مکمل پندرہ عدد مارٹنی ہنری بندوقین تیار ہوتی ہین۔ مگر ضرورت کے وقت یہ تعداد دوچند ہوسکتی ہے گو یہ کلین صرف مارٹنی ہنری بندوقین بنانے کے لئے ہین مگر اُن مین نئے اوزار و پیمانے لگانے سے ان کلون کے خراد ڈرلنگ۔ رافلنگ۔ ٹرننگ مشین۔ ریپیٹر رائفل۔ لی منٹفورڈ۔ اور دوسری قسم کی توپین و بندوقین بنانے کے لئے کام مین لائے جا سکتے ہین۔ جس طرح کہ دارالضرب کے ایک ہی کل مین مختلف وضع و اقسام کی ڈائیان لگا کر ہر قدوقامت کا طلائی یا نقرئی سکہ بن سکتا ہے۔

انجن۔ بوائلر۔ آہنگری و بندوق سازی کا کام

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کلون کا کارخانہ جاری ہونیکے پیشتر بندوقین اور توپین ہاتھ سے بنائی جاتی تھین اور جو انجن مین نے پہلے خریدے وہ ہلکے قسم کے تھے اور اُنکے لئے علیحدہ علیحدہ بوائلرس کی ضرورت نہ تھی۔ اس وجہ سے مین مجبور ہوا کہ سو گھوڑون کی قوت کا ایک بڑا انجن معہ بوائلر خریدلون تاکہ ان کارخانون کا کام اور وسعت کے ساتھ چلنے لگے۔ مین نے جب کارتوس بنانے کا سامان اور دارالضرب کے لئے کلین اور صابون و موم بتی بنانے کی کلین خریدکین اُسوقت مجھے یہ خیال آیا کہ ایک بڑا دخانی

ہتوڑا اور بوائلر بہی خریدون اسلئے کہ ان کل کلون کے لئے بوائلر کی ضرورت تہی - ان ضرورتون کے لحاظ سے اور توپ بنانیکی بھٹیون اور کارآہنگری کے لئے بہی مین نے ایک مسن تجربہ کار انگریز انجینیر مسمی مسٹر اسٹوارٹ کو نوکر رکھا - یہ شخص بہت قابل تجربہ کار جفاکش مستعد اور ظریف آدمی تہا - گو معمر تہا مگر اپنے کام مین نہایت چست و چالاک تہا - اُسنے کل کام شروع کئے اور ہندوستانی و کابلی کاریگرون کو اپنے کام مین ایسا برق کر دیا کہ اب یہ لوگ خود انجن بوائلر اور بھٹیان بنا سکتے ہین - میرے نزدیک یہ امر بہت قابل اطمینان ہے - ایک کابلی پیشہ دست کاریگر مسمی سلام نجار نے جو سانچہ بنانے کے کام پر معین ہے چند اور کاریگرون کی مدد سے ایک لکڑی کا انجن بنایا یہ انجن بالکل انگریزی انجن کے مثل تہا اور جب تیار ہوگیا مین نے دیکھا کہ کام بہی بخوبی دیتا ہے تب مین نے اُن کاریگرون کی تنخواہین جنہون نے ملکر اُسے بنایا تھا دوچند کر دین - اس کے علاوہ مین نے اُنکو چھ ہزار روپیہ نقد اور خلعت بہی عطا کئے - اس انعام سے ایک اور کاریگر مسمی قاسم کو جو حکاکی اور نقشہ نویسی پر مقرر تہا جرأت ہوئی اور اُسنے ایک اور چھوٹا سا انجن طیار کیا جو لکڑی کا نہ تہا جیسا کہ نجار نے بنایا تہا بلکہ اصلی لوہے فولاد اور تانبے کا تہا - میرے روبرو اس انجن مین آگ اور پانی ڈالا گیا اور وہ ایک چھوٹی سی خیراد کو چلانے لگا - مین نے اُس شخص کو بہی اس صنعت کے صلے مین انعام دیا - کل بھٹیان جن سے بھاری توپین بنتی ہین اور کارتوس بنانے کے لئے تانبہ اور سکہ بنانے کے لئے چاندی گلائی جاتی ہے اور وہ دخانی ہتوڑہ ڈہالنے کی بھٹیان، اور اور مختلف کام جو آہنگری سے متعلق ہین اُن سب کو اب کابلی کاریگر چلاتے ہین - مین اس محکمہ مین مسٹر اسٹوارٹ کے کام سے بہت خوش ہون مین ہندوستانی اور کابلی کاریگرون کی تعریف مین بہی دو ایک لفظ ضرور لکھونگا کہ اونہون نے مسٹر پائین کی غیر حاضری مین اپنے فرائض کو کس عمدگی سے انجام دیا اور کارخانون کو برابر چلاتے رہے - جب تک مسٹر پائین میرے ملازم رہے

اُنہون نے نصف سے زیادہ مدت ملازمت میرے ملک کے باہر گذاری - اسلئے کہ اُنہین کابل کی موسم سرما کی شدید سردی کی وجہ سے مجبوراً انگلستان جانا ہوتا تھا - علاوہ کارخانون کی نگرانی کے مسٹر پائین نے اور خدمات بھی انجام دے جن کا ذکر دوسری جگہہ آئے گا -

اکثر لوگون کو تعجب ہوگا کہ یہ بڑی بڑی کلین - بھاری دخانی ہتوڑہ اٹھائیس فیٹ کا لنبا خراد بڑے بڑے انجن اور بڑی بھاری بھاری کلین کابل مین کیونکر لائی گیئن - اس لئے کہ ملک مین ریل نہین ہے - بلا شک اِن کلون کا لانا دشوار امر تھا مگر میرا عزم اِن دشواریون کے مقابلہ مین کہین زیادہ بڑھا ہوا تھا -

شراب کی بھٹیان

سیماب کی بارود بنانے اور کارتوس کی ٹوپیان بنانے مین اور کامون کے لئے جو اسپرٹ درکار ہوتی تھی کم کم مقدار مین ہاتھ سے کھینچی جاتی تھی اس لئے کہ اس کے بنانے کے لئے کوئی کل نہ تھی - چونکہ افغانستان مین انگور - کشمش - منقیٰ وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے مین نے خیال کیا کہ اگر شرابین بنانے کے لئے ایک بھٹی قایم کیجاے تو اُس سے بہت نفع ہوگا چنانچہ مین نے شراب کھینچنے کی کلین منگائین اور ایک بڑی بھٹی قایم کی جسمین آٹھ گھنٹہ مین پندرہ سو شیشہ شراب کے تیار ہوتے ہین - مین نے برانڈی اور دوسرے قسم کی اسپرٹ بنانے کے لئے ایک اور بھی بھٹی قایم کی - یہ شرابین اور اسپرٹ بغرض تجارت میرے ملک سے دوسرے ممالک مین جانے کے لئے یا میری رعایا کے اُس طبقہ کے لوگون کے لئے جو مسلمان نہین ہین - تیار ہوتی ہین -

یہ کارخانہ جاری ہونے کے قبل بعض ارمنی عیسائی جو کابل مین رہتے تھے شراب کھینچا کرتے تھے - بعد ازان اور لوگون نے بھی اس کام کو اختیار کیا اور رفتہ رفتہ امرا اور سردار

بھی اُسکے پیرو بنے مگر یہ لوگ اپنے گھرون مین بھٹیان قایم کر کے شراب کھینچتے تھے یہ لوگ
عرق کشی کے فن سے بالکل ناواقف تھے - جو شراب اُن کی کھینچی ہوئی ہوتی تھی ایسی
خراب ہوتی تھی کہ جو لوگ اُسے پیتے تھے طرح طرح کے امراض مین مبتلا ہوتے تھے
اور سب کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا تھا - چونکہ مذہب اسلام کی رو سے شراب پینا منع ہے
مین نے اُن لوگون کو جو شراب بناتے تھے بیچتے تھے - یا خرید تے تھے سخت سزائین
دین - ان سزاؤن سے لوگون نے شراب خواری کی عادت چھوڑ دی جو **شیر علی** اور
اعظم خان کے زمانہ سے پڑی ہوئی تھی -

مین نے چند کابلی کاریگر جو قدیم طریقہ عرق کشی سے واقف تھے اور جنہون نے ارمنی
کلوارون کے نیچے کام کیا تھا اسلئے مقرر کئے کہ ایک عرق کش مسمی رام سنگہ سے مدد اور
نیا طریقہ شراب کشی کا سیکھین - اب اِس کام کو میرے یہان کے لوگ بلا اعانت غیر چلا رہے ہین

دبّاغی

جس زمانہ مین مین توپین اور آلات حرب بنانے کے لئے کلین خریدنے اور کارخانہ کھولنے
مین مشغول تھا جو بوقت جنگ بکار آمد ہوسکین یا تجارتی اغراض کے لئے بھی مفید ہون میری
توجہ اس امر کی نسبت بھی مائل ہوئی کہ کارخانون اور کلون کے لئے روزانہ جس اسباب کی
ضرورت ہے وہ بھی دیسی ہونا چاہیئے تاکہ مجھے غیر ملکون سے منگانے کی ضرورت نہ پڑے
کیونکہ ان چیزون کے منگانے مین جس قدر روپیہ سال بسال صرف ہوگا وہ بجاے دوسری
قومون کو فائدہ پہنچانے کے اپنے ہی ملک مین رہیگا اور جو کچھ اُس سے نفع ہوگا وہ خزانہ
شاہی مین داخل ہوگا اور ملک کے کام آئے گا یہ غرض حاصل کرنے کے لئے مین نے کابل
مین ایسا سامان بنانے اور بہم پہنچانے کے لئے جو کارخانون مین بکار آمد ہوسکے مختلف
کام جاری کئے - مین اس بات پر اب بھی بہت غور کر رہا ہون کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ

گورنمنٹ ہند نے سب اکل سامان جو ہتیار اور سامان جنگ بنانے کے لئے منگایا تھا ہندوستان
سے افغانستان آنیکو روکدیا تھا اُسوقت سے مین بہت متنبہ ہوگیا ہون - واقعی امر یہ ہے
کہ آلات حرب بنانے کے لئے کارخانہ فیکٹریان قایم کرنا بےسود ہے جب تک کہ اُن کے
بنانے کے لئے خود افغانستان مین وہ مواد بہم نہ پہنچایا جاے - الحمدللہ کہ اب اس معاملہ
مین ہم دوسرے ملکون کے بالکل محتاج نہین رہے اور یہ گویا بڑا فائدہ ہم نے حاصل کیا
کیونکہ ممکن تھا دوسری بڑی سلطنتین جسوقت چاہتین فولاد - لوہا - تانبا - پیتل کی آمدنی بند
کردیتین اور اس صورت مین ہمارے یہان کے کارخانے بند ہو جاتے مین نے معدن
نکالنے کے لئے اور لوہا - فولاد اور سیسہ گلانے کے لئے اور کانون سے تانبا پیتل
اور کوئلہ نکالنے کے لئے ضروری کلین منگائی ہین - اِس کام مین جون جون مجھے نئی باتین
معلوم ہوتی جاتی ہین - بتدریج ترقی دے رہا ہون ایک بہت قیمتی چیز جو مجھے ہندوستان
یا یورپ سے خریدنا پڑتی تھی دباغت کیا ہوا چمڑا تھا اور جس قدر کارخانہ بڑھتے گئے روز بروز
چمڑے کی ضرورت بھی زیادہ ہوئی گئی توپخانے کے لئے بہت سے چمڑے کی چیزین درکار
ہوتی ہین مثلاً بوٹ - پٹیان - اور کلون کے لئے چمڑے کے تسمے - زین اور ساز اور متفرق
چیزین - اس ضرورت کو رفع کرنے کے لئے مین نے کل قسم کا چمڑہ رنگنے اور دباغت کرنے
کے لئے ضروری کلین اور اوزار خریدے اب خدا کے فضل سے کابل مین بھی چمڑا اُن
مختلف طریقون پر جو انگلستان - ہندوستان - ایران اور روس مین رائج ہین رنگا جاتا
ہے اور کمایا جاتا ہے - غیر ملکیون مین سے جو شخص اس کام مین بہت بکار آمد ثابت ہوا
وہ مسٹر ٹاسکر ایک انگریز دباغ تھا اوس نے کابل کے کارخانہ دباغت کے ایک
چیدست کاریگر مسمی اعظم کو چمڑہ بنانے کے وہ کل طریقے جو انگلستان مین رائج ہین
سکھادیے اور اب بالکل میرے ملک کے کاریگر اس کام کو چلا رہے ہین - ایک اور انگریز
مسمی تھارنٹن نے غلام حیدر کو جو کابلی رنگریزون مین سرآورد تھا کل انگریزی

رنگون کا استعمال سکھا دیا۔ اس کام کو بھی اب محض کابلی کاریگر کر رہے ہین۔

ایرانی چمڑا جو خاص طور پر ہمدان مین رنگا جاتا ہے اور کمایا جاتا ہے اُس کے لئے مین نے ہمدان سے دو کاریگر بلائے کہ میرے یہان کے کاریگرون کو وہ چمڑا بنانا سکھا دین۔ لاہوری چمڑہ بنانے کے لئے بھی مین نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ اور اب میرے کابلی کاریگر اُسے ایسا عمدہ بنا لیتے ہین۔ جیسے ہندوستانی کاریگر روس کا چمڑہ بنانا مجھے خود معلوم تھا چنانچہ مین نے اپنے کاریگرون کو خود سکھا دیا۔ مین اُن تمام لوگون سے بہت خوش ہون جنہون نے اس قدر تکلیف اوٹھا کر میرے آدمیون کو چمڑہ بنانا سکھایا ہے اور خاصکر مین اس معاملہ مین ہمدان کے ایرانی دباغون کا زیادہ تر مشکور ہون۔

بوٹ بنانے اور کلون کے لئے چرمی تسمہ بنانیکا کارخانہ

اگرچہ میرے کاریگر چمڑہ رنگنا اور کمانا سیکھ گئے تھے مگر اُن مین کوئی ایسا نہ تھا جو بوٹ یا بلیٹ وغیرہ بنا سکے۔ لہذا مین نے ایک شخص مسمی **احمد اذیک** کو جو رعایائے روس سے تھا اس کام کے لئے مقرر کیا اور اُس سے کہا کہ کابلی کاریگرون کو یہ چیزین بنانا سکھا دے مگر اُس نمونہ کی جیسی کہ روس مین بنی ہین۔ یہ شخص حج کی غرض سے مکہ جا رہا تھا کابل مین ٹھہرنا کسی طرح منظور نہ کرتا تھا مین نے اُس سے بحث کی اور اُسے سمجھایا اور احادیث سے ثابت کیا کہ بنی آدم کی خدمت کرنا مکہ جانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ **خواجہ عبداللہ انصاری** جو ایک بڑے ولی گذرے ہین اُن کا قول بھی اُسے پڑھکر سُنایا وہ فرماتے ہین کہ بہت عبادت کرنا گویا کاہلی ہے اور کام سے جی چرانا ہے۔ بہت روزے رکھنا گویا جزورسی ہے اور کھانا بچانا ہے مگر ایک دوسرے کے کام آنا بڑے بہادرون کا کام ہے اور اصل عبادت یہی ہے۔ المختصر اُسنے میری ملازمت قبول کی اور اپنا کام میرے کاریگرون کو سکھا دیا۔

میرا ایک چچازاد بھائی جس کا نام **سردار کریم خان** تھا ایک زمانہ مین اُس نے

ہجرت کر کے ہندوستان مین رہنا اختیار کیا تھا اور وہان اُس نے اپنے ایام قیام مین بوٹ
بنانا سیکھ لیا تھا مین نے بہت کچھ مباحثہ کے بعد اُسے بھی اس کام کے لئے آمادہ کیا اور اُس
سے کہا کہ شاہی خاندان کے کسی رکن کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا کوئی ننگ کی بات نہین۔
جیسا کہ جاہل افغانون کا عقیدہ ہے بخلاف اس کے اگر کوئی شخص کام نہ کرے تو البتہ جائے
شرم ہے مین نے اُس سے کہا کہ ایک اور شخص جو قبیلہ ہزارہ سے ہے اور لڑائی
مین قید ہو کر میرے یہان آیا ہے اور جو فن کفش دوزی سے واقف ہے اپنا شریک
کر لو چنانچہ دونون نے ملکر کابل مین ایک کارخانہ کیا اور رفتہ رفتہ اور بہت سے موچیون
نے اون سے یہ کام اچھی طرح سیکھ لیا اب اُن کلون کی اعانت سے جو مین نے
بوٹ سازی اور چرم دوزی کے لئے خرید ے ہین ہزارہا بوٹ .وداز کابل اور دوسر
شہرون کے کارخانون مین تیار ہوتے ہین جو میری فوج کے سپاہیون کو دے جاتے
ہین اور بازار مین فروخت ہوتے ہین۔پس جس قدر روپیہ بوٹ۔بلیٹ ساز۔اور دوسری
چیزون کے خریدنے کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے اب ملک ہی مین رہتا ہے جو ایک
بیّن نفع ہے۔مین ایک اور حکم جاری کرنے والا ہون کہ کوئی بوٹ یا دوسرا سامان چرمی
باہر سے میرے ملک مین آنے نہ پائے اور جن لوگون کو ان چیزون کی ضرورت ہو وہ
یہین کی بنی ہوئی چیزخریدین۔مین فقط یہ دیکھتا ہون کہ اچھی طرح سب لوگون کو یہ کام بنانا
آجائے تاکہ تمام ملک کی ضرورت اچھی طرح پوری ہو سکے۔مین نے حکم دیا ہے کہ کسی قسم کا
خام چرم بغیر میری گورنمنٹ کے افسرون کی خاص اجازت کے افغانستان سے باہر
نہ جانے پائے۔یہ عجیب بات ہے کہ خود میرے ملک کا چمڑہ دوسرے ملک مین رنگنے
اور کمانے کے لئے بھیجا جاوے اور پھر وہی چمڑہ جوگنی قیمت پر میرے لوگون کے ہاتھ
فروخت ہو۔



صابون اور موم بتی بنانیکا کارخانہ

مین نے اوّل یہ کام مختلف اضلاع مین جاری کیا مگر یہ چیزین ہاتھ سے بنائی جاتی تھین۔ چونکہ افغانستان کے باشندے سب کے سب گوشت خوار ہین لہذا ان چیزون کے لئے چربی کی کمی نہ تھی علاوہ اس کے میرے ملک کے سرد مقامات مین جانورون کی چربی اس قدر جلد نہین پگلتی جیسے کہ گرم ملکون مین یہی وجہ ہے کہ سرد ممالک کی بھیڑین اور گائین بہت موٹی تازی ہوتی ہین اور گرم ممالک کی دبلی اور پتلی۔ صابون اور موم بتی بنانیکا کارخانہ جاری ہونیکے قبل ایک بڑی مقدار چربی کی پھینکدی جاتی تھی اور وہ یون ہی بیکار ضایع ہوتی تھی۔ جب تک یہ دونون چیزین ہاتھ سے بنائی گئین۔ وہ محض چربی کی ہوتی تھین اُن مین کوئی اور چیز نہ ملائی جاتی تھی جن سے عمدہ خوشنما صورت پکڑین اب مین نے صابون اور موم بتی بنانے کا پورا سامان منگالیا ہے اور یہ کارخانہ کھلنے سے میری گورنمنٹ کی محاصل کو بہت ترقی ہوئی ہے گو ابھی اس کارخانہ کو ایسی وسعت اور ترقی نہین ہوئی ہے جیسے کہ مین چاہتا ہون میرا ارادہ ہے کہ افغانستان کے تمام مشہور اضلاع مین یہ کارخانہ جاری کردون تاکہ لوگ کرایہ وغیرہ کے نقصان سے بچین۔ مین نے اسی لئے ملک کے مختلف مقامات مین گولے ڈھالنے کے کارخانے قایم کئے ہین تاکہ نقل و حرکت کا صرف نہ پڑے۔ ہاتھ سے صابون اور موم بتی بنانے کے کارخانے قریب قریب اُن کل اضلاع مین جاری ہین جہان ابھی کلین نہین منگائی گئین مقام غور ہے کہ جو روپیہ غیر ملک کا سامان خریدنے مین صرف ہوتا تھا وہ اب اپنے ہی ملک مین رہتا ہے۔

کارخانہ خیّاطی

اگلے زمانے مین افغانستان کے کل لوگ بادشاہ سے لیکر فقیر تک اور اہل سیف

اور اہل قلم افسر اور اُمرا بڑے بڑے ڈھیلے پاجامے اور کُرتے جن کی آستینین کئی گز کی ڈھیلی ہوتی تھین پہنتے تھے۔ صرف ایک پاجامے کے لئے پندرہ گز کپڑا درکار ہوتا تھا اس مین اول تو صرف بہت ہوتا تھا دوسرے نہایت بدنما اور خلاف حکم خدا تعالیٰ تھا۔ اس لئے کہ خدا قرآن مین فرماتا ہے۔ (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ)

علاوہ اسراف کے اس نامعقول وضع سے لوگ کاہل ہوتے تھے اچھی طرح نقل و حرکت نہ کر سکتے تھے کئی گز کپڑے کی دم اُن کے پیچھے لٹکتی رہتی تھی مین نے اس رواج کو اُٹھانے کے لئے ہندوستانی درزی جو اوّل ہندوستان مین فوج کی انگریزی وردیان بنانے کی نوکری کر چکے تھے نوکر رکھے۔ اُن کے بعد مین نے اپنے یہان کے صدہا درزی بغرض تعلیم اُن کے سپرد کئے جنھون نے میرے سپاہیون کے اور اہل قلم کے لئے وردیان تیار کین ان وردیون کی قیمت ہر ملازم کی ماہوار سے وضع کی گئی۔

اس کے بعد مین نے حکم دیا کہ آیندہ جو کوئی یہ لنبے پاجامے پہنکر اپنے کام پر آئے گا اُس سے چھ مہینے کی تنخواہ ضبط کر لیجائیگی۔ مجھے ان ہندوستانی درزیون کی تراش کچھ زیادہ پسند نہ آئی چنانچہ مین نے ایک انگریز درزی مسمی مسٹر والٹر نوکر رکھا جس نے میرے کارخانہ خیاطی کو بہت درست کر دیا۔ اُس نے اور میر منشی نے ملکر ایک کتاب لکھی جس مین انگلستان کی مختلف وردیون کی وضع اور صورت۔ اُن کی تراش اور سینے کا طریقہ درج کیا۔ اِس کتاب مین ناپنے کے ضروری قواعد بھی لکھے جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ مختلف قد و قامت کے سپاہیون کی وردی کے لئے کس قدر کپڑا درکار ہوتا ہے۔ اب درزیون کو کپڑا چرانیکا موقع نہین ہے کیونکہ میرے یہان کے محاسب اُن قواعد کی رو سے حساب کر کے یہ بتا سکتے ہین کہ مختلف قد و قامت کے لوگون کے لئے کس قدر کپڑا درکار ہوگا۔ میری گورنمنٹ کے کل افسر اہل قلم و اہل سیف بہ آسانی پہچانے جا سکتے ہین۔ اس لئے کہ بلحاظ مدارج ہر ایک کا یونی فارم جدا ہے۔ مثلاً کل اہل قلم جن مین اُمرا۔ گورنر۔ افسر مختلف صیغون کے بالادست

حکام - متعمدین اور اہل دربار شامل ہین اونکی وردیان اُن فوجی افسرون کی سی ہین جو بلحاظ ماہوار اور درجہ اون کے ہم پلہ ہین - اسی طرح اہل قلم بھی کمانڈر انچیف - جنرل برگیڈیر کرنل - کپتان اور لفٹنٹ وغیرہ کی وردیان پہن سکتے ہین - میرے دربار مین بلحاظ مراتب و مشاہرہ اُن کی جگہ معین ہین - اس بارہ مین ایک کتاب بھی لکھی گئی ہے جس مین مختلف اہل قلم و اہل سیف کے درجے اور اُن کے یونی فارم وغیرہ کا ذکر ہے یہ کتاب میرے بیٹے **حبیب اللہ خان** کے پاس رہتی ہے جس کا یہ فرض ہے کہ ہر ایک شخص جو آسکے دربار یا میرے دربار مین حاضر ہو یہ خیال رکھے کہ اپنا پورا یونی فارم پہنکر آیا اور اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھا یا نہین - مثلاً کوئی اہل قلم جس کی تنخواہ سالانہ بارہ ہزار روپیہ سکہ کابل یا اس سے زیادہ ہو وہ کمانڈر انچیف کا درجہ رکھتا ہے - آٹھ ہزار روپیہ سالانہ پانے والے جنرل اور ڈپٹی کمانڈر انچیف کے ہم پلہ ہین - اور پانچ ہزار روپیہ سالانہ پانے والے بریگیڈیر کے ہم مرتبہ ہین - اور علیٰ ہذا چار ہزار روپیہ پانے والے کرنل کے ہم مرتبہ ہین -

شاید بعض لوگ جو اورون کی عیب جوئی اور اپنی عیب پوشی مین بڑے سرگرم ہین - یہ اعتراض کرین گے کہ مین روپیہ کا بڑا لالچی ہون اس قسم کے اعتراضات مین بارہا سُن چکا ہون - لوگ کہتے ہین کہ مین واجبی وغیر واجبی دونون طریقون سے ایک ایک پیسہ پیدا کرنے کے ذرایع نکالتا ہون ایسے اعتراضات کی نسبت مین صرف یہ کہونگا کہ اس بیہودہ گوئی کا کچھ جواب نہین ہے - میرے ملک کا امن اور حفاظت زیادہ تر فوج اور سامان جنگ پر منحصر ہے اور یہ دونون چیزین ہمیشہ عمدہ حالت مین رہنا چاہیے مگر یہ امر بغیر روپیے کے ممکن نہین گو بہ نسبت اور سابق امیرون کے مین اپنے ملک سے زیادہ مالگذاری وصول کرتا ہون مگر اوس کے ساتھ ہی مین بہ نسبت امیران سلف کے اپنے سپاہیون کو اچھی ماہوار بھی دیتا ہون جو لوگ ایسے اعتراضات کرتے ہین اُن کو

چاہیئے کہ خواجہ احرار ہراتی کا جو بڑے ولی اور پیشوا گذرے ہین یہ قول ملاحظہ فرمائین (خدا کا عاشق روپیہ کا عاشق نہین ہوسکتا لیکن جو خدا کی راہ مین روپیہ کا عاشق بنے وہ عین خدا کا عاشق ہے۔

مطبع اور تعلیم

جب مین تخت پر بیٹھا ہون اوس سے قبل کل ممالک محروسہ افغانستان مین کہین مطبع کا نام و نشان تک نہ تہا اور تعلیم کی یہ حالت تھی کہ مجھے تیس ۳۰ منشیون کے لئے جو اپنی زبان مین لکھہ پڑہ سکتے ہون سارے ملک مین اشتہار دینا پڑا مگر بجائے تیس ۳۰ کے صرف تین منشی دستیاب ہوئے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب میرے ملک مین ہزارہا آدمی لکھہ پڑہ سکتے ہین۔ کابل کے مطبع مین مختلف مضامین کی صدہا کتابین نقشہ جات۔ کاغذ ممہور و پرامیسری نوٹ وغیرہ چھپتے ہین۔ روزنشل ئع ہوتے ہین۔ کل اضلاع اور فوج کی ہر رجمنٹ مین تعلیم کے لئے مدارس کہولے گئے ہین اور انشاء اللہ عنقریب کابل مین مختلف علوم و فنون کی تعلیم کے لئے یورپین طریقہ پر ایک کالج بھی قایم کیا جائیگا۔ مین نے اہل کابل کو حکم دیا ہے کہ چند لوگ ملکر ایک نیم سرکاری اخبار بھی جاری کرین۔

جس شخص نے کابل مین مطبع کھولا اور بہت تعریف و توصیف کا مستحق ہے وہ منشی **عبدالرزاق** دہلوی تھا جس کا انتقال ہوگیا اوس نے بعارضہ بخار قضا کی۔ مگر مطبع کا کام اب کابلی لوگ چلا رہے ہین مین نے اُس کی خدمات کے صلہ مین اوس کی بیوہ اور لڑکیون پر اوسکی سالم ماہوار بحال رکھی۔

مختلف فنون صنعت وحرفت کے کارخانے

اگر مین اُن کل کارخانون کا تفصیلی حال بیان کرون جو مین نے جاری کئے تو ایک بڑی

کتاب ہو جائے۔ صرف اسی قدر بس ہے جو اوپر بیان کرچکا ہون اُس کے سلسلہ مین بہ سبیل تذکرہ اس باب مین حسب ذیل کارخانون کا ذکر کرتا ہون جو افغانستان مین جاری ہوئے ہین۔ کارخانہ کلاہ سازی (یورپین اور مشرقی دونون وضع کی) کارخانہ دوربین سازی اور توپخانہ کے لئے فاصلہ دریافت کرنے کا آلہ۔ ہیلیوگرافی اور اس فن کے متعلق کل چیزون کے مہیا کرنے کا کارخانہ۔ (اس سے پہلے افغانستان مین کوئی ہیلیوگرافی کے نام سے بھی واقف نہ تھا) بارود اور گولی بنانے کا کارخانہ۔ تارکشی اور سنہرالیس بنانیکی کلین۔ ایرانی اور ہندوستانی قالین بنانے کی کلین۔ پردہ اور کرسیان بنانیکا کارخانہ۔ پگڑیان بُننے اور بنانے کی کلین۔ ڈیرہ بنانے کا کارخانہ۔ طلائی اور ایلکٹرو پلیٹنگ ملمع کرنے کا کارخانہ۔ کل قسم کا سامان جنگ علاوہ اسکے جو اوپر بیان ہو چکا ہے مثلاً تلوار۔ پرکشن کیپ۔ فیوز۔ ریوالور۔ تفنگچہ۔ اور بھالے وغیرہ بنانے کا کارخانہ۔ میناکاری اور کاغذ بنانے کا کارخانہ۔ ایسڈ بنانے کی کلین جلدبندی کا کارخانہ۔ بسکٹ اور کیک بنانے کا کارخانہ۔ قندیلین اور شیشہ آلات بنانے کا کارخانہ۔ موزے اور خیاطی کے کام کی کلین۔ چاندی۔ تانبا۔ پیتل۔ فولاد اور لوہا گلانے کی بھٹیان۔ چونہ اور خشت پزی کی بھٹیان۔ مختلف فنون تعمیرات و نجاری کے کارخانے۔ سنگتراشی دلّی کی عمارتون کے وضع پر پتھرون مین نقش و نگار بنانے کا کارخانہ۔ آئیل ملز (تیل نکالنے کی کلین) فوجی بینڈ[1] کے لئے بگل۔ بیگ پائپ اور دوسرے باجے بنانے کی کلین۔

مین نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ جتنے اہل حرفہ جنگ مین یا بوجہ ارتکاب جرائم قید ہوکر آئین وہ سب اپنے اپنے پیشہ کے لحاظ سے کام سیکھنے کے لئے مستریون کے حوالے

---

[1] کابل مین کل ملٹری بینڈ بالکل اسی وضع اور قطع کے ہین جیسے انگریزی فوج کی ہر رجمنٹ مین استعمال ہوتے ہین اور بینڈ و فوجی قواعد کی کتابین بھی انگریزی سے فارسی مین ترجمہ ہوئی ہین۔ ہر افسر کو فوج یا اور کسی محکمہ کی ملازمت حاصل کرنے کے لئے امتحان پاس کرنا ہوتا ہے۔

کر دئے جائین۔جب وہ کام مین بخوبی ہوشیار ہوجائین تب قید سے رہائی دیجائے
اور نوکر رکھ لئے جائین اُن کو اسی قدر ماہوار دیجائے جو اور کاریگرون کو ملتی ہے۔اِس
تدبیر سے مین نے بہت کاریگر جمع کر لئے ہین - ورنہ مین اپنی رعایا کو بہ جبر کارخانون کی
نوکری کے لئے مجبور نہ کرسکتا تھا۔قیدی اس سے بڑھ کے اور کیا چاہتے تے کہ رہائی
پائین۔انھون نے بہت جلد کام سیکھ لیا اور رہائی پائی - علاوہ رہائی کے اپنی محنت
اور کام کی مزدوری بھی لی مجھے یہ فائدہ ہوا کہ ایسے اچھے خوش۔ل مزدور ہاتھ آئے۔

باب سوم

سرکاری محکمے

مین نہین چاہتا کہ زیادہ طول دیکر ناظرین کو زحمت دون مگر خیال یہ ہے کہ کوئی بات اُس
ترقی کے متعلق جو میرے عہد مین ہوئی ہے فروگذاشت کرونگا تو کتاب ناقص رہیگی۔
اصل یہ ہے کہ عموماً تمام لوگون کو افغانستان کے حالات سے واقفیت بہت ہی کم ہے
جو کچھ مین بیان کرون گا وہ سب کے نزدیک بالکل نیا حال ہوگا جو اُنھون نے کبھی نہ
سُنا تھا۔مجھے خوب معلوم ہے کہ بعض افاقیون نے جو وقتاً فوقتاً کابل مین آئے
ہین بالکل غلط حالات اور لچر واقعات بیان کرکے اپنے تئین دنیا کی نظر مین افغانستان
کے اندرونی و بیرونی حالات کا بڑا ماہر اور محقق بنانا چاہا ہے۔حالانکہ مجھے اکثر اونکے
لکھے ہوئے مضامین پڑھکر ہنسی آتی ہے اس لئے کہ جانتا ہون وہ لوگ افغانستان
کی سرحد سے پانسو میل سے زیادہ آگے نہین بڑھے ہے۔ایسی حالت مین ضرور ہے کہ مین

کچھ اصلی واقعات بیان کروں اگر بالتفصیل نہیں تو مجملاً ہی سہی - گو میں بہت عدیم الفرصت ہوں مگر اس کام میں ضرور تھوڑا وقت صرف کرونگا -

میری تخت نشینی سے پہلے یہاں کی گورنمنٹ ایک طرفہ معجون تھی - کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ ملک میں کوئی سرکاری دفتر یا محکمہ بھی ہے ایک شخص **مستوفی** ہوتا تھا جسے خواہ وزیر اعظم کہیئے یا صدر محاسب یا بخشی یا کسی اور نام سے پکارئے - اس شخص کے پاس دس منشیوں کا ایک مختصر سا عملہ تھا اور وہ اپنی خوابگاہ میں بیٹھکر سارے ملک کا انتظام کرلیا کرتا تھا - سرکاری دفاتر کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا میں اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ وہی قدیم طریقہ بہت اچھا تھا - جب نہ دفاتر تھے نہ کوئی محکمہ - ہر چیز اس قدر آسان اور مختصر تھی کہ ایک شخص سارے ملک کا انتظام کرسکتا تھا - ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ انتظام مملکت سے محض ناواقف ہیں اور اونکی یادہ گوئی قابل اعتبار نہیں -

یہ بات تو یقینی ہے کہ جو گورنمنٹ اس طرح پر چل سکے کہ چند منشی اُس کے انتظام اور نظم ونسق کو انجام دے سکیں وہ ایک بنیے کی دوکان سے بھی مختصر ہوگی - اس لئے کہ دوکان کا حساب وکتاب رکھنے کے لئے بھی بہت سے آدمی درکار ہوتے ہیں - ایک اور امر قابل لحاظ یہ ہے کہ جب ایک شخص کو اتنا اختیار دیا جاے اور کچھ اسکی روک ٹوک نہو تو اوسے لوگوں کے اتلاف حقوق وتغلب وتصرف کا اچھی طرح موقع ملیگا - یہی وجہ ہے کہ اگلے زمانہ میں حکمرانوں کی بے پرواہی - کاہلی غفلت وجہالت کی بدولت بہت سی مشرقی سلطنتیں تباہ وبرباد ہوگیئں بمصداق اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان غلطی تو ہم سب سے ہوتی ہے اور ہم سب میں عیب وہنر دونوں موجود ہیں مگر جب تک کوئی بادشاہ یا افسر محکمہ اپنے تیئں ہر ایک بات سے جو ملک میں واقع ہو باخبر رکھتا ہے اور اگر زیادہ نہیں تو مثل دوسرے عہدہ داروں کی جفاکشی سے کام کرتا ہے تو البتہ اوسکی نسبت یہ توقع ہوسکتی ہے کہ کچھ کر دکھاے گا لیکن زیادہ تر تو ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ

ہندوستان کے بعض والیان ملک ہین کہ مہینون اپنے محل سے برآمد نہین ہوتے جب یہ حالت ٹھہری توکس طرح ممکن ہے کہ وہ اپنی رعایا کی فریاد کو سنین یا اونکی داد کو پہونچین۔ سعدیؒ فرماتے ہین ؎

توکے بشنوی نالۂ دادخواہ	بکیوان برست کلۂ خواجگاہ

افسوس کی بات ہے کہ افغانستان مین بھی انتظام ملک کے لئے جیسا چاہیے محکمے قایم نہین ہوئے ہین۔ تجھے زیادہ تر اپنے یہان کے عہدہ دارون کی وجہ سے دقتین پیش آتی ہین اِس لئے کہ وہ اپنا کام نہین سمجھتے کہ ایک محکمہ کے معاملات دوسرے مین شامل کردیتے ہین یا اپنے اختیارات اُن چیزون تک بڑہانیکی کوشش کرتے ہین جن کو اُن کے دفتر سے کوئی تعلق نہین۔ مگر مجھے امید ہے کہ جس طرح افغانستان نے اتنے تھوڑے عرصہ مین ایسی جلد ترقی کی ہے اُس کے دفاتر اور محکمے بھی عنقریب درست ہوجائینگے مین نے ملک کے کل دفاتر اور محکمے دو قسمون مین تقسیم کئے ہین۔

ملٹری یا نظامی - سول یا ملکی

یون دیکھا جائے توہر شخص سپاہی ہے اور ہر شخص پر شمشیر زنی فرض ہے۔ ہر باایمان مسلمان کو اپنے مذہب کے لئے لڑنا واجب ہے۔

ملیٹری یا نظامی

مختلف صیغہ جات متعلق فوج کا ذکر کرنے سے پہلے مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ سامان جنگ وغیرہ بنانے کے کل کارخانے جو دوسرے باب مین ذکر ہوچکے ہین اسی ملیٹری محکمہ کی نگرانی مین ہین۔ کل کاریگرون اور اون کے ہیڈ دستون کی تنخواہ متعمد فوج کے دفتر سے ملتی ہے۔ اکثر غیر ملکی ملازم وکاریگر ہندوستانی وانگریز وغیرہ اپنی تنخواہ اسی دفتر سے پاتے ہین اس کا سبب یہ ہے کہ فوجی دفاتر سے ماہ بماہ نقد تنخواہ تقسیم ہوتی ہے جو

شاہی خزانہ سے دیجاتی ہے۔ بخلاف اسکے اہل قلم کی ماہوار عموماً ملک کے محاصل سے دلائی جاتی ہے۔ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ ملازمین اہل قلم کے نام خزانہ شاہی سے حکمنامے جاری ہوتے ہین اور اونپر دفتر مالگذاری کے کسی افسر بالا کے دستخط ہوتے ہین اور میری مہر بھی ثبت ہوتی ہے اس طریقہ سے جو تنخواہین ادا ہوتی ہین وہ سالانہ یا بعض اوقات ششماہی ہوتے ہین اور پیشگی دیجاتی ہین یہ حکمنامے برات کہلاتے ہین اور انکا روپیہ اہل قلم کو بذات خود اُن لوگون سے وصول کرنا ہوتا ہے جو سرکار کے مالگذار ہون ٹیکس ہو یا کروڑگیری یا لگان اس کتاب مین فوج کی تعداد لکھنا بے محل ہوگا۔ اس لئے مین فقط مختلف محکمون کا ذکر کرتا ہون جو فوج سے متعلق ہین۔

میری فوج کے محکمے

(۱) توپخانہ

(۲) رسالہ

(۳) پلٹن۔ پولیس۔ ملیشیا۔ (جو خاصہ دار کہلاتے ہین) سوار۔ خوانین۔ (یعنی رسالہ فوج بیقاعدہ جو بعض امرا یا سردارون کے پاس بلحاظ اُن کے منصب یا جاگیر کے ہے) اور والنٹیر (مجاہدین)۔

اس زمرہ مین ہر شخص آگیا جو ستر برس سے کم اور سولہ سے اوپر ہے اس کا انتظام یون ہے کہ لوگ خود بحساب فی آٹھ نفر ایک آدمی بھیجتے ہین اور جب تک وہ فوجی تعلیم اور قواعد وغیرہ سیکھنے مین مشغول رہتا ہے اوس کے کل ضروری مصارف کو وہی ادا کرتے ہین۔ بعدازان جب وہ تعلیم پاکر اپنے گھر واپس جاتا ہے اور کاشتکاری یا کسی اور پیشہ مین مصروف ہوتا ہے اوس کی جگہ اوس طرح پر دوسرا شخص آجاتا ہے۔ یہ طریقہ ۱۸۹۶ء مین خود لوگون کی درخواست پر جاری کیا گیا ہے جبری نہین ہے۔ مین خود جبریہ

ملازمت کے بہت خلاف ہون اور کبھی یہ نہین چاہتا کہ لوگون سے اُن کے خلافِ مرضی کوئی کام لیا جائے یا فوج مین بھرتی کیے جائین۔ اس مین شک نہین کہ افغان بڑے بہادر ہین اور ہر شخص پورا سپاہی ہے مگر بغیر قواعد جانے اور بے فوجی تعلیم پائے اونکی بہادری اقوام یورپ کے باقاعدہ فوجون کے مقابلہ مین کیا سر برہوسکتی تہی۔ مین بہت خوش ہون کہ میرے ملک مین یہ طریقہ جاری ہوا۔ اور اب میری سلطنت و رعیت کے پاس ایک عمدہ باقاعدہ فوج تیار ہے اور لشکرکشی کے لئے بقدر کافی روپیہ بھی موجود ہے۔ مجھے خدا سے اُمید ہے کہ اگر کوئی قوی سے قوی سلطنت میرے ملک پر حملہ کرکے لینا چاہیگی تو میری فوج بخوبی اُس کا مقابلہ کریگی اور اپنا ملک بچالیگی۔ یہ ثابت ہوجائیگا کہ افغانستان کے گذشتہ حالات ایک خواب و خیال ہین۔ مجھے اس موقع پر ایک واقعہ یاد آیا جو میری جلاوطنی کے زمانہ مین روس مین مجھپر گذرا تھا۔ مین اُسے مختصراً بسبیل تذکرہ یہان بیان کرتا ہون۔

روسی ایک بڑی بھاری توپ لائے تھے جس سے قلعہ توڑنے کی مشق کرتے تھے۔ مین بھی اُس کا تماشا دیکھنے گیا۔ ایک روسی افسر نے میرے پاس آکر کہا کہ یہ توپ اس لئے آئی ہو کہ ہرات پر حملہ کرکے قلعہ ہرات چھین لین۔ مین نے جواب دیا کہ اگر خدا نے افغانستان کی حکومت میری قسمت مین لکھی ہے تو تم دیکھنا کہ جہان یہ توپ بیکار ثابت ہوگی وہ مقام ہرات ہی ہوگا۔ لیکن اگر مین بادشاہ نہوا تو مین نہین کہہ سکتا کہ کیا گذرے گی۔ روسی افسر نے حقارت سے یہ کہا کہ آپ تو ہماری گورنمنٹ کے وظیفہ خوار ہین آپ کیون ایسا فرماتے ہین۔ مین نے جواب دیا کہ مین نے تمہاری گورنمنٹ کے ہاتھ اپنا ملک۔ اپنی قوم۔ اپنا مذہب اور اپنی حمیت و حب الوطنی بیچکر یہ وظیفہ نہین قبول کیا ہے۔ مین اُن بزدلون مین نہین ہون جو افغانستان کی تباہی اور بربادی کا حال سنین اور چپ رہین۔ اگر تم سچی بات سننا نہین چاہتے تو بہتر ہو تاکہ تم مجھ سے اس توپ کا ذکر ہی نہ کرتے۔ قوم افغان جو کہ فطرۃً سپاہی ہین اور بچپن سے لڑائی کے عادی۔ اگلے زمانہ مین اس طرح جنگ کیا کرتے تھے کہ ہر ایک سردار۔ زمیندار۔ سید۔ ملا

کے پاس سپاہیون کا ایک جرگہ ہوتا تھا جو ایک جھنڈا اور ایک ڈہل اور ایک شہنا اپنے ساتھ رکہتا تھا - جس وقت ڈہل پر ضرب پڑی اور شہنا بجی ہزارون آدمی جمع ہو جاتے تہے اور جنگ کے لئے روانہ ہوتے تہے - یہ ڈہل اور شہنا میدانِ کارزار مین گویا اُن کے بینڈ تہے - اور جب بجاے جاتے تہے ہر مسلمان پر یہ فرض ہوتا تھا کہ کسی نہ کسی جھنڈے کے نیچے جا کر کھڑا ہو جاے - اون کی قواعد صرف صداے "اللہ اکبر" یا "چار یار" تھی - اون کے ہتہیار پیتل یا تانبے کی توپین نالی سے بھرنے کی بندوقین قدیم وضع کے تفنگچے ایرانی و گجراتی تلوارین و کابلی تنچے تہے - ہر شخص غازی تہا - اب بھی یہ حالت ہے کہ ہر افغان جب رات کے وقت سونے کو لیٹتا ہے تو خدا سے یہ دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ مجھے میدان جنگ مین سپاہی کی موت نصیب ہو - مین اپنے بستر پر نہ مرون - یا اللہ مین تیری راہ مین شہید ہون ہم مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کوئی شہید ہو گا وہ بلا مواخذہ قیامت کے دن جنت مین داخل ہو گا - جو لوگ غازی ہین وہ خدا کے نزدیک معصوم خیال کئے جاتے ہین - یہ قدیم طریقہ جنگ اسی صدی کے شروع تک جاری رہا میرے دادا کے وقت سے پہلے فوج کی کوئی ترتیب نہ تھی کہ ایک انبوہ کثیر ہوتا تہا جسمین سوار پیدل سب ملے ہوتے تہے نہ کوئی باقاعدہ توپخانہ تہا - نہ رجمنٹ نہ پلٹن - میرے والد نے اسکی بنا ڈالی اور فوج کو مختلف حصون پرون - توپخانون - رسالون - رجمنٹون مین ترتیب دیا اور یہ سب میرے دادا کے حسب ہدایت عمل مین آیا - اُنہین اس کام مین ایک یوروپین فوجی افسر مسمی مسٹر کیمبل جنکا ذکر اول ہو چکا ہے اور دوسرے ہندوستانی فوجی افسرون سے مدد ملی جو انگریزی اور مغلیہ فوجون مین نوکر تہے اور غدر کے زمانہ مین اپنا ملک چھوڑ کر میرے والد کی فوج مین آ ملے - اس سے فوج کو باقاعدہ بننے مین بڑی مدد ملی امیر شیر علیخان نے بھی تخت پر بیٹھنے کے بعد یہ طریقہ جاری رکھا بلکہ کچھ اور اصلاح کی جو انہین بعض انگریزی کتابون کا پشتو مین ترجمہ کرانے سے معلوم ہوئی - یہ کتابین انگریزی فوج کے استعمال مین

تھین۔ مگر بعض امور مین اُن کی فوج ناقص تہی۔ مثلاً سپاہیون کو ماہ بماہ تنخواہ نہ ملتی تہی
اون کو اختیارات دیے گئے تہے کہ رعایا سے بجبر روپیہ وصول کرلین اور اُن کے
ظلم و تشدد کی کچہہ داد فریاد نہ تہی۔ فوج کے افسر کاہل و عیاش تہے اور ہر قسم کے عیوب
مثل قمار بازی۔ چانڈو بازی۔ مدک بازی مین مبتلا تہے۔ علاوہ اس کے اور بری
بری عادتین رکہتے تہے جن کا ذکر اس کتاب مین نہین ہوسکتا۔ اسلیے کہ ناظرین کو
تنفر ہوگا۔ ان سب پر طرہ یہ تہا کہ جبریہ ملازمت کا طریقہ جاری تہا جس سے ملک مین عام
بد دلی پہیلی ہوئی تہی۔ اس جبریہ ملازمت اور افسرون کی بدافعالی کی وجہ سے اس کی
فوج اتنی بہی نہ تہی کہ انگریزی فوج کے مقابلہ مین اتنا ٹھہر سکے جتنا کوئی معمولی سردار۔
الحمدللہ کہ اب میری فوج باقاعدہ یورپین فوجون کی طرح آراستہ ہے۔ اور میرے
سپاہیون کو برابر ہر دوسرے مہینے تنخواہ تقسیم ہوجاتی ہے۔ ہر رسالہ کے رجمنٹ
اور توپخانہ کی پلٹن مین سیپرس و مائنرز و انجنیرز۔ بینڈ۔ خیمے۔ دواخانے
(جن مین حکیم و جراح بہی ہین) امام جماعت و محاسب و کمسریٹ وغیرہ مقرر ہین۔

میری فوج مین نئی سی نئی وضع کی نارڈن۔ فلٹ۔ ہاچ کس اور کرپ۔ بریچ
بوڈنگ (کوٹہی دار) توپین مہیا ہین۔ اور انگریزی وضع کا کوہی توپخانہ۔ خچر کا توپخانہ میگزم
گارڈنر اور گیٹلنگ توپین بہی ہین۔ سپاہیون کے پاس بندوقین بہی اُسی وضع کی
ہین جو انگریزی فوج مین استعمال کیجاتی ہین۔ لی متفورڈ۔ ریپٹر۔ مارٹنی ہنری۔ اسنائڈر
اِسکے علاوہ ماسر وضع کی بریچ لوڈنگ قرابین بہی ہین جو آسٹریا کی فوج مین استعمال
ہوتی ہین اور بعض نئی وضع کی روسی توپین بہی ہین۔ انگلستان کے نو ایجاد پرکشن۔
اور ٹایم فیوززبہی کابل کے کارخانون مین مثل انگلستان کے کلون سے بنائے جاتے
ہین۔ اس وقت اگر ضرورت پڑے تو میرے یہان تین لاکھ سپاہیون کے لئے تمام مہیا
اور سامانِ جنگ مع مثل (گولہ) و کارتوس تیار ہین۔ سامانِ رسد۔ روپیہ باربرداری



شاہی پلٹن کا یونیفارم

کے جانور غرضکہ سب چیزین جو فوری نقل وحرکت کے لئے درکار ہون مہیا ہین - مین اب اس
کوشش مین ہون کہ ایسے دس لاکھہ سپاہی تیار ہو جائین - جن کے پاس کل نئی وضع کے
ہتیار ہون - اور اتنا سامانِ جنگ - سامان رسد - اور روپیہ فراہم ہو جائے کہ دو برس کے
لئے کافی ہو سکے تاکہ اگر اتفاق سے جنگ چھڑے تو دو برس تک اطمینان سے لڑ سکون
اگرچہ افغانستان مین دو ہفتہ کے اعلان جنگ پر اتنے آدمی بہم پہنچانا کچھہ دشوار نہین ہے مگر
جو لوگ حالات جنگ سے واقف ہین وہ سمجھہ سکتے ہین کہ اتنے آدمیون کے لئے باربرداری
کا سامان - کہانا تنخواہ - اور جمیع مایحتاج مہیا کرنا آسان بات نہین ہے - البتہ ایک بڑی
چیز میرے حسب دلخواہ ہے وہ یہ کہ ملک ہتیارون سے بھرا ہوا ہے - ہر مرد و زن کے
پاس ایک بندوق اور ایک تلوار تو ضرور ہی ہے بلکہ بعض قبائل افغان مین یہ دستور ہے کہ دلہن
کے جہیز مین محض سامان جنگ دیا جاتا ہے - باربرداری کے لئے بھی عمدہ سامان مہیا ہے
مثلاً ہاتھی - اونٹ - گھوڑے - ٹٹو خچر - گدہے بکثرت ہین - اور اُن کے لئے ملک مین
افراط سے چارہ موجود ہے - ہان جس چیز کی کمی ہے وہ روپیہ ہے اور اُس کے جمع کرنے
مین مین شب و روز مشغول ہون - مگر خوش نصیبی کی بات یہ ہے کہ ہم کسی کے زیر بار نہین
ہین - دو قومین یعنی انگلستان و افغانستان جن کے اغراض متحد ہین گویا اس طور پر ایک
دوسرے کی اعانت کے لئے تیار ہین - کہ انگلستان کو افغانی سپاہیون کی ضرورت ہے -
جو اُس کے لئے پشت و پناہ ہون اور اُس کے پاس سامان جنگ اور روپیہ بیشمار ہے
افغانستان کے پاس سپاہی موجود ہین مگر اوسے روپیہ اور سامان جنگ کی ضرورت
ہے جو انگلستان کے پاس بکثرت ہے -

اس بات کا تو یقین نہ ہے کہ کوئی سلطنت دس لاکھہ سپاہی افغانستان مین نہین لا سکتی
اور نہ انہین ایک عرصہ دراز تک لڑا سکتی ہے - افغانون کو یہ نعمت حاصل ہے کہ وہ مضبوط آدمی
ہین اور اپنے ملک مین گھوڑے کی چال سے جلد جلد سفر کر سکتے ہین - اور اپنے ڈیرے - تو سدان

بندوق اور تیس روٹیاں جو مہینہ بھر کے لئے کافی ہون اپنے کاندھے پر لیجا سکتے ہین -
مگر یہ ہے کہ کسی سلطنت کو قلب افغانستان مین اتنی فوج لانے کے لئے جتنی مدت چاہیئے
اُس سے پہلے افغانستان اُس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیگا - مین نے یہ انتظام
کیا ہے کہ ہر توپ کے لئے کم سے کم پانسو شل کے گولے اور ہر بندوق کے لئے پانچہزار
کارتوس مہیا رہین - جس قدر بندوقین مین نے انگلستان اور جرمنی سے خرید کر منگائی
ہین اور جو برٹش گورنمنٹ نے مجھے عنایت کی ہین - اُن سب کے لئے فی بندوق پانچہزار
کارتوس موجود ہین - علاوہ اُس سامان جنگ کے جو میری تخت نشینی کے وقت سے
اب تک برٹش گورنمنٹ نے مجھے دیا اور بہت سے سلاح و سامان جنگ خود میرے
کارخانون مین تیار ہوے ہین اور اون کی کثرت روز بروز ہوتی جاتی ہے - مثلاً ہر سال
ہاچکس و نارڈن فلٹ وضع کی بریچ لوڈنگ توپین ۲۰ تیار ہوتی ہین جن کا ساز
و سامان گاڑیان گولے وغیرہ سب لیس ہوتے ہین - اب افغانستان کو باقاعدہ تعلیم یافتہ
افسرون کی بہت ضرورت ہے تاکہ یہ سب سامان جنگ کام مین لاسکین جون جون وقت
گذرتا ہے - مین اِس نقص کو رفع کرتا جاتا ہون -
اولاً مین نے مصنوعی جنگ کا طریقہ جاری کیا ہے اور کل قسمون کے قواعد و فنون
جنگ سیکھنے کے لئے فوجی امتحانات مقرر کئے ہین تاکہ توپون کی زد کا فاصلہ دریافت
کرنے کا اصول اور دوسری مفید باتین جو فوجی مشق سے متعلق ہون سکھائی جائین میرے
سپاہی کل قسم کی توپون کے پرزے علیحدہ علیحدہ کر کے پھر جا سکتے ہین - اور یہ کام
افسر و سپاہی دونون بغیر شرکت کاریگر کر سکتے ہین - اونھین بارود کا پیمانہ اور پرکشن د
ٹایم فیوزز وغیرہ کا استعمال بھی سکھایا گیا ہے - سیپرس و مائینرز کو علاوہ فن انجنیری کے
سڑک بنانا - پل باندھنا - خندق کھودنا - سنگر بنانا اور توپچیون اور پیدلون کا کام بھی
آتا ہے - چونکہ افسرون کی عملی تعلیم کے لئے علمی تعلیم بھی ضروری چیز ہے لہذا اون کو ہر کام

کے لئے تحصیل علم مین بھی کوشش کرنی پڑتی ہے تاکہ اپنے فرایض کو انجام دے سکین
اُن کی لیاقت کی تشخیص کے لئے امتحانات مقرر ہین - **جامی** فرماتے ہین ؎

فزونی لشکر نیاید بکار	دو صد مرد نیدان بہ از صد ہزار

مجھے بارہا یہ مشورہ دیا گیا (جیسا کہ مین نے اور جگہ بیان کیا ہے) کہ ایک جگہ سے
دوسری جگہ فوج لیجانے کے لئے بہترین تدبیر یہ ہے کہ ملک مین ریل بنائی جاے
مگر مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو یہ وہی نصیحت کرونگا کہ اونہین یاد رکھنا چاہیئے
کہ فی زمانناجس اصول پر اکثر اقوام عمل کرتی ہین وہ یہ ہے "جس کی تیغ اوسکی دیگ"
چونکہ ابھی افغانستان کے پاس اتنا کافی سامان جنگ موجود نہین ہے کہ کسی بڑے
حملہ آور سلطنت کا خاطر خواہ مقابلہ کر سکے ایسی حالت مین تمام ملک مین ریل بنانا حماقت
ہے - میرا محکمہ مخبری ایسا ہے کہ مجھے اپنے ہمسایون کی فوج کی نقل و حرکت سے
برابر خبر رہتی ہے - اور مین جس قدر فوج جب چاہون سرحد پر پہنچا دون - قبل اس کے
کہ غنیم اوسکی نصف تعداد بھی وہان لا سکے -

مین بیان کر چکا ہون کہ برطانیہ اعظم اور افغانستان کی اغراض ایک ہین اور یہ بات
بالکل سچ ہے مگر چونکہ زمانہ کے اتفاقات ہر قوم کے خیالات کو بدلتے رہتے ہین لہذا
میرے جانشینون کو چاہیئے کہ کبھی غافل نہون اور برطانیہ اعظم کی مدد پر پورا بھروسہ نکرین
ممکن ہے - کہ وہ سلطنت ان روابط کو جو اس وقت افغانستان کے ساتھہ ہین -
بدل دے یا کسی وقت افغانستان کو مدد دینا اپنی مصلحت کے خلاف سمجھے - میرے
جانشینون کو چاہیئے کہ ہمیشہ اُس سچی حکمت کی پیروی کرین جو ہمارے مذہب نے ہم کو
سکھائی ہے " یعنی ہر دشواری کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو - اور خدا پر بھروسہ کرو "
برطانیہ اعظم نے میرے ملک کی حفاظت اور بقاے دولت کی نسبت جو عہد و پیمان کئے
ہین اُس کا امن سے پہنا دشوار ہے اس لئے کہ انگلستان کا فائدہ اسی مین ہے

کہ افغانستان قومی اور خودمختار رہے تاکہ روس اور ہندوستان کے درمیان سد سکندر کی طرح حائل رہے۔

محکمہ سول یا ملکی

علاوہ اُن صیغون کے جو اس باب کے پہلے حصتہ مین بیان ہو چکی ہین۔ کُل صیغے سِول محکمہ کی نگرانی مین ہین۔ اس چھوٹی سی کتاب مین اتنی گنجائش نہین کہ سب کے نام یا تفصیلی حالات بیان ہو سکین تاہم چند ضروری صیغون کا ذکر کرتا ہون۔

خزانہ

میرے ملک کا جملہ محاصل خزانہ مین داخل ہوتا ہے اور کل اخراجات خزانہ سے ادا کئے جاتے ہین۔ خزانہ دو حصون مین منقسم ہے۔ خزانہ عامرہ و خزانہ خاص۔ خزانہ خاص میرا خانگی خزانہ ہے جس مین میری جاگیر یا تجارت وغیرہ کی خانگی آمدنی جمع ہوتی ہے۔ مین بجز کھانے یا کپڑہ وغیرہ کے خرچ کے خزانہ عامرہ سے کوئی رقم اپنے ذاتی اخراجات کے لئے نہین لیتا ہون ان دونون خزانون کی دو اور تقسیمین ہوئی ہین۔ یعنی خزانۂ نقود و خزانۂ اجناس۔ یہ دونون خزانے قلعہ کابل کے اندرونی احاطہ مین جو قلعہ ارک کہلاتا ہے واقع ہین۔ اس قلعہ کے بیرونی احاطہ مین مختلف سرکاری دفاتر اور دربار عام کا مکان بنا ہوا ہے۔ قلعہ کے گرداگرد باغ اتنا بڑا ہے کہ سارا شہر کابل سما جاے۔ میری تخت نشینی سے پہلے نہ اس قلعہ کا وجود تھا نہ باغ کا۔ اس خزانہ کی شاخین قریب قریب افغانستان کے ہر ایک ضلع اور قصبہ مین واقع ہین اور تمامی سال پر بعد وضع اخراجات جو کچھ خزانہ مین بچتا ہے وہ صدر خزانہ مین بھیجدیا جاتا ہے۔ اگر کسی ضلع کے اخراجات اُس کی آمدنی سے زیادہ ہوتے ہین تو کمی صدر خزانہ سے پوری کی جاتی ہے۔

اپنی گورنمنٹ کے مداخل ومخارج سے ہمیشہ واقف رہنے کے لئے مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر شب کو صدر خزانہ سے میرے پاس ایک گوشوارہ آتا ہے جس مین یہ درج ہوتا ہے۔ کہ اس دن خزانہ مین کس قدر رقم داخل ہوئی اور کس قدر صرف ہوئی اور گوشوارہ بناتے وقت خزانہ مین کس قدر رقم باقی تھی۔ چنانچہ ہر شب کو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ خزانہ مین کس قدر روپیہ موجود ہے۔ اس ذریعہ سے مین سنین گذشتہ کے اخراجات کا مقابلہ بھی کرسکتا ہون۔

صدر خزانہ اور اُس کی شاخین پریسیڈنٹ (خزانہ دار) و کونسلر خزانہ کی نگرانی مین ہین۔ ان عہدہ دارون کا یہ فرض ہے کہ صدر محاسب کے روبرو اپنا حساب پیش کیا کرین جس قدر روپیہ خزانے سے دیا جاتا ہے اس کی رسید لیجاتی ہے جب تک احکامات پر میری یا میرے بڑے بیٹے **حبیب اللہ خان** کی مُہر اور اُن افسران محکمہ کی تصدیق نہو جو محکمون کے اخراجات کے لئے روپیہ چاہتے ہین کوئی رقم خزانہ سے نہین دیجاسکتی۔

میرے ملک کے خاص ذرائع آمدنی حسب ذیل ہین

(۱) مالگذاری آراضی و درختہائے میوہ دار۔

(۲) محاصل درآمد و برآمد کرورگیری۔

(۳) پوسٹ آفس (جہان پر امیسری نوٹون کے لئے مختلف قسم کے اسٹامپ۔ نقشجات تعہد و بلہائے اکسچنج وغیرہ فروخت ہوتے ہین۔)

(۴) محاصل تجارت و حرفت (۵) محاصل آرضی سرکار

(۶) سرکاری دکانون و سراؤن وغیرہ کا کرایہ۔

(۷) رقم جرمانہ جو مختلف جرایم کی سزا مین مجرمین سے وصول ہوتی ہے۔

(۸) محاصل جائداد ضبط شدہ (۹) محاصل معدنیات

(۱۰) سالانہ رقم امدادی (۱۸ لاکھ) جو گورنمنٹ ہند سے ملتی ہے یہ رقم عموماً یورپ سے سامان جنگ اور کلین منگانے مین صرف ہوتی ہے۔

تحصیل کا طریقہ یہ ہے کہ مختلف محکمون سے لوگون کے نام اس مضمون کے احکامات جاری ہوتے ہین کہ اتنا سرکاری روپیہ جو واجب الادا ہے فلان تاریخ تک خزانہ مین داخل ہوجائے یا اُس عہدہ دار کو حوالہ کیا جائے جو خزانہ کی طرف سے مقرر ہوا ہو اور جو کچھ روپیہ اُسے دیا جائے اس کی رسید لیجائے۔ لوگون کو یہ تاکید ہے کہ اپنی رسیدین اُس افسر محکمہ کے روبرو پیش کرین جس کے دفتر سے ادائے مال کی بابت احکامات صادر ہوئے ہون۔ ان رسیدون کی نقل کتابچون مین درج ہوتی ہے اور اصل رسیدین واپس کردیجاتی ہین تاکہ لوگون کے پاس ادائے مال کی سند رہے۔

مختلف اضلاع مین جو فوج تعینات ہے اُس کے لئے یا سرکاری جانوران باربرداری کے لئے یہ محکمہ کسریٹ کیلئے غلہ اور گھاس کا انبار یا محلات شاہی کے اخراجات کے لئے یا اور دوسری ضرورتون کے لئے رعایا کو اختیار ہے کہ نقد کے بدلے غلہ گھاس ہیزم سوختنی دیا کرے اور ان چیزون کی رسید لیا کرے۔ ان چیزون کی قیمت اُن کے ٹیکس مین بحساب نرخ بازار وضع کرلیجاتی ہے۔

افغانستان مین حساب وکتاب رکھنے کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے پرچون پر جو آٹھ انچہ لنبے اور چھ انچہ چوڑے ہوتے تھے حساب لکھا جاتا تھا۔ ہر ایک پرچہ ایک فرد کہلاتا تھا نہ کوئی کتابچہ تھا نہ بہی۔ ان پرچون کے نصف حصہ مین دفتر کا نام تاریخ سنہ اور کچھ غیر ضروری عبارت لکھی جاتی تھی اور باقی نصف مین دو چار لفظ اور ہوتے تھے۔ بس فرد پوری ہوجاتی تھی۔ جو کچھ ایک کتابچے کے دو ورقون مین سما سکتا ہے۔ اس کے لئے ایسے سو پرچے درکار ہوتے تھے اور جس وقت کسی رقم کے حوالہ کی ضرورت ہوتی تھی تو اُسوقت ہزارون پرچون کی ورق گردانی کرنا ہوتی تھی جس سے بہت وقت ضایع ہوتا تھا۔ سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ اگر کوئی افسر یا محاسب سرکاری رقم تغلب کرنا چاہتا تھا تو بہ آسانی اُس پرچہ کو غایب کردیتا۔ پھاڑ ڈالتا یا اُن کی جگہ دوسرے لکھ کر رکھ دیتا تھا۔

مین نے اس کام کے لئے کتابین بنوائی ہین جن کے پہلے صفحہ پر ہر صفحہ یا ورق کے نمبر درج ہوتے ہین اور کتاب کی جلد مین میری مہر کیجاتی ہے تاکہ بغیر مہر توڑے کوئی ورق کتاب سے نکل نہ سکے۔ ابتداءً بعض لوگون نے مجھے دہوکا دیا اور کتابون سے ورق پہاڑ لئے جس کی سزا مین اُن کی اُنگلیان کاٹی گئین۔ اب ہر شخص کتاب لیتے وقت پہلے صفحہ پر اپنے ہاتھ سے یہ لکھتا ہے کہ اگر وہ کتاب پہاڑے تو اُس کے ہاتھ قطع کئے جائین۔

مندرجہ ذیل عہدہ دار کل سرکاری مداخل و مخارج کا حساب لکھتے ہین اور ان کو ترتیب دیتے ہین یہ عہدہ دار حسب ذیل دفاتر سے تعلق رکھتے ہین۔

خزانہ۔ دفتر گورنر۔ دفاتر امور مذہبی۔ منیوسپلٹی۔ و بورڈ آف ٹریڈ۔ کوتوالی یا عدالت ہاے فوجداری قافلہ باشی یا صدر افسر دفتر کاروان۔ چبوترہ یا کرورگیری۔ دفاتر مالگذاری سمت شمالی۔ جنوبی۔ مشرقی و مغربی۔ دفاتر پوسٹ آفس کل قسم کے کاغذ ممہور فروخت کرنے کے دفاتر دفاتر روزانہ اخراجات سرکاری۔ دفاتر تحویلات سرکاری ریکارڈ آفس یا دفتر شاہی جہان کل سرکاری کاغذات رہتے ہین۔ دفتر راہداری۔ دفتر روز نامچہ جہان کل احکامات کے نقول رہتے ہین جو روپیہ دینے یا لینے کے لئے خزانہ پر جاری ہون۔ دفتر حساب فہمی یا دفتر صدر محاسب جہان کل حسابات کا آخری تصفیہ ہوتا ہے۔ یہ دفتر دو کونسلو نکی نگرانی مین ہے۔ ایک کونسل محاسبون کی اور دوسری ثالثون کی جن پر فرض یہ ہے کہ تصحیح حسابات کی تصدیق کرین۔ ان محکمون کی جو شاخین جو اضلاع مین ہین اونکا اپیل اول صدر دفاتر کابل مین ہوتا ہے جہان میرا بڑا بیٹا **حبیب اللہ** اسپر تجویز لکھتا ہے بعد ازان وہ تجاویز میرے پاس آتے ہین۔ میرے اور ان دفاتر کے درمیان ایک اور دفتر بہی ہے جو میرے کورٹ سکرٹری کا دفتر کہلاتا ہے اور جسپر ایک چیف سکرٹری کی صدارت ہے۔

علاوہ اِن دفاتر کے معتمد فوج کا دفتر ہے۔ کمسریٹ آفس ہے۔ ناظر کا دفتر ہے جو مطبخ شاہی کا داروغہ ہے اور کرک شاپ کے دفاتر ہین اور دفاتر امور عامہ وغیرہ ہین۔

عدالت ہائے دیوانی و فوجداری

کل محکمے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے عدالتی اختیارات بھی رکھتے ہین اور اُن کے دائرہ حکومت بھی جدا جدا ہین۔ جن کا مرافعہ اُسی سلسلہ مین کیا جاتا ہے جو پہلے بیان کرچکا ہون اب اُس کے اعادہ کی ضرورت نہین مگر یہ ضرور کہونگا کہ یہ عدالتین اب ویسی نہین ہین جیسی میری تخت نشینی سے پہلے تھین۔ بعض مقدمات مین فیصلہ شرع محمدی کے مطابق ہوتا ہے مگر اُس مین بھی میری منظوری لیجاتی ہے لیکن اور معاملات کے لئے ملک کے رواج اور حالت کے لحاظ سے قانون مین ترمیم ہوئی ہے۔ مثلاً پہلے انسان کا خونبہا تین سو روپیہ تھا مین نے یہ قانون منسوخ کرکے دوسرا نافذ کیا جسکی رو سے قاتل مقتول کے اعزّہ و احبّا کے بالکل اختیار مین ہوتا ہے اگر وہ اُس کو معاف کرنا چاہین تو جب بھی سرکار کو اختیار شاہی باقی رہتا ہے کہ معاف کرے یا نہ کرے۔ اگر سرکار اور مقتول کے دوست اور عزیز بھی اس کو معاف کردین تب بھی اُسے اپنی جان بچانیکے لئے سات ہزار روپیہ جرمانہ دینا ہوتا ہے۔ اگر وہ خود جرمانہ نہ دیسکتا ہو تو اُس کے عزیزون اور دوستون کو اجازت ہے کہ اس قدر روپیہ دیکر اُس کی جان بچائین۔ افغانستان کے قدیم رواج کے موافق ایک زوجہ اپنے شوہر کی ملک خیال کیجاتی تھی بلکہ شوہر کے بھائیون عزیزون اور سارے خاندان کی ملک ہوجاتی تھی۔ اگر اس کا شوہر مرگیا تو شوہر کے عزیز قریب کو اُس کے ساتھ بجبر شادی کرنیکا اختیار حاصل تھا۔ یہ گویا ملک کا قانون تھا۔ اگر کوئی بیچاری عورت بدقسمتی سے کسی خاندان کے پالے پڑگئی تو پھر وہان سے اُسکی رہائی غیر ممکن تھی اس لئے کہ بعد انتقال شوہر اسکو ماں باپ کے گھر بھیجنے مین خاندان کی بےعزتی سمجھتے تھے۔ اس پر طرہ یہ تھا کہ اسے

شرع محمدی کی پیروی کہتے تھے حالانکہ یہ شرع شریف کے بالکل برعکس تھا۔ مین نے
جو قانون بنایا ہے یہ ہے کہ جس وقت شوہر مر جائے اُس کی زوجہ بالکل آزاد ہے
اور اُس کی مرضی کے خلاف کوئی اُسے کسی کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور نہین کر سکتا۔
علاوہ اس کے میرے قانون کے رو سے کوئی لڑکی جس کا عقد اُس کے والدین نے
ایام طفولیت مین کر دیا ہو سن بلوغ کو پہنچنے پر اُسے اختیار ہے کہ اُس عقد کو منظور کرے یا
نہ کرے اور منظور کرنے کے بعد بھی اگر شوہر بے رحمی سے پیش آئے یا اُس کے اخراجات
کا کفیل نہو تو وہ اُس پر نان و نفقہ کا دعوی کر سکتی ہے یا طلاق لے سکتی ہے اس کے علاوہ
بعض بڑے بڑے خاندانون مین یہ دستور تھا کہ دامادون سے اُن کی مرضی کے خلاف
بڑی بڑی رقمین لکھواتے تھے جن کی ادائی ایک داماد تو کیا اُس کے سارے خاندان کے
امکان سے باہر تھی مثلاً کوئی شخص جسکی ماہانہ آمدنی دس۱۰ روپیہ ہوتی تھی اُس سے یہ لکھوایا
جاتا تھا کہ وہ اپنی بی بی کو پانچ لاکھ روپیہ مہر دیگا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ عدم ادائی کی صورت
مین اُس بیچارے کو غلامی کرنی ہوتی تھی مین نے اس رواج کو بھی منسوخ کیا۔ اور یہ قرار
دیا کہ خاندان شاہی کے شہزادون کو ہزار ۱۰۰۰ روپیہ سے تین ہزار ۳۰۰۰ تک اور عوام کو تین سو ۳۰۰ سے
نوسو ۹۰۰ تک مہر دینا چاہیئے البتہ اگر کوئی شخص مستطیع ہو اور اس سے زیادہ دینا چاہے
تو اُسے اختیار ہے وہ دیسکتا ہے۔

قدیم کے مضحک طریقہ عدل و انصاف مین جو تغیرات عمل مین آئے ہین اگر مین سب کی
تفصیل بیان کرو تو اُسی کے لئے ایک کتاب ہو جائے۔ مین نے یہ طریقہ جاری کیا ہے
کہ کل شادیان درج رجسٹر ہوا کرین تاکہ آیندہ اُسکے ثبوت مین کوئی جھگڑا نہو۔ اگر جبراً
کوئی ناجایز شادی یا جبریہ عقد درج رجسٹر کرے تو اُس کو سخت سزا دیجائے۔

صیغہ تعمیرات عامّہ

مین نے اپنے زمانہ مین اِس صیغہ کی طرف جتنی توجہ کی ہے پہلے کبھی افغانستان مین نہین
ہوئی اس لئے کہ سارے ملک مین ایک مکان مین بھی ایسا نہ تھا جو سنگی ہو یا پختہ کل مکانات
مٹی کے تھے - سوا چند مقامات کے جہان کچھہ آثار قدیمہ نظر آتے تھے قدیم شہر بلخ اور غزنی
کی ٹوٹی پھوٹی عمارتین تھین یا کابل مین قصر بالا حصار اور چند مقبرے یا پانچ چھہ مسجدین
اطراف وجوانب مین پھیلی ہوئی تھین - مین خوش ہون کہ میرے وقت مین پختہ عمارتین
ملک کے خاص خاص ضلعون مین تعمیر ہوئین - اور سارے ملک مین وسیع سڑکین بنین اور
بن رہی ہین جن مین خاص خاص سڑکین یہ ہین - کابل سے بلخ تک ایک سڑک ہے جو حدود
روس مین جاملی ہے - کابل سے ہرات تک اور ہرات سے قندہار تک اور پھر قندہار سے غزنی
ہوتی ہوئی کابل تک دوسری سڑک آئی ہے - پھر کابل سے حضرجات اور جلال آباد سے
آسمار و کافرستان تک ایک سڑک ہے - کابل سے تنگفرون ہوتی ہوئی پشاور کو ایک
سڑک گئی ہے - یہ سڑک دس برس مین طیار ہوئی - اور ہزار ہا آدمی اسکی تعمیر مین لگائے
گئے - اس سڑک سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسافرون کو جلال آباد اور کابل کے درمیان دشوار
گذار کوہستانی راستے اور گھاٹیان طے کرنا نہین پڑتی ہین - ان کل سڑکون اور پلون کا
سالانہ معاینہ کیا جاتا ہے اور مرمت ہوتی رہتی ہے - اور سڑکون کے دونون جانب درخت
لگائے گئے ہین جن اضلاع اور قریہ جات مین سے ہوکر یہ سڑکین ہوکر گزری ہین وہان
کے باشندے ان سب سڑکون اور درختون کی حفاظت کے ذمہ دار ہین -

اسی طرح ہر ایک گانون اور ضلع کے لوگ اُن مسافرون اور سپاہیون کی حفاظت
کے ذمہ دار ہین جن کے حدود مین سے وہ گزرین - مثلاً اگر کسی گانون یا ضلع کے نواح مین
کوئی مسافر مار ڈالا جائے یا لُٹ جائے تو وہان کے لوگون کو مجرم کا پتہ لگانا پڑتا ہے نہین
تو ارتکاب جرم کا خود ذمہ دار ہونا پڑتا ہے - اس انتظام سے یہ فائدہ ہے کہ سارے ملک
مین کہین کوئی بدمعاش و بداطوار آدمی رہنے نہین پاتا کیونکہ وہ جہان جاتا ہے لوگ کہتے ہین

کہ ہم تمہارے افعال کے جوابدہ نہین ہوسکتے تم کو چاہیئے کہ کسی اورطرف کا راستہ لو۔یہی وجہ ہے کہ میرے تمام ملک مین کل سڑکین مسافرون کی لئے اب بالکل محفوظ ہین گو اُن کی حفاظت کے لئے کوئی خاص لوگ گورنمنٹ کے طرف سے تعینات نہین ہین۔مین فی الحقیقت اپنے یہان کی خفیہ پولیس اور دوسرے مختلف انتظامات کی بہت تعریف کرتا ہون جنکی وجہ سے یہ دائمی خدشہ جو مسافرون اور سپاہیون کے لئے تہا دور ہوا۔

مین نے بعض خاص اضلاع کے گرد مستحکم قلعہ اور شہر پناہین بھی تعمیر کرائی ہین مثلاً قلعہ **وہ وادی** جو بلخ کے قریب ہے اور جہان سے اوس سڑک کی پوری مدنظر ہوتی ہے جو روس سے بلخ کو آتی ہے۔ یہ قلعہ بہت بڑا اور نہایت مستحکم ہے اور ایسا قلعہ افغانستان مین کبھی نہین تعمیر ہوا۔

مین نے اینٹون کے لئے پژاوے اور چونا پکانے کے لئے بھٹیان قایم کی ہین۔کل عہدہ دار جنہون نے صیغۂ تعمیرات کو ترقی دی بہت ہی تعریف کے قابل ہین۔انہین سے مین چند عہدہ دارون کے نام لکھتا ہون **عبدالرحمن خان** اور سیر **عبدالرحیم خان** اور میر **عبدالسبحان خان** سرویر۔میر مراد معتمد صیغہ تعمیرات۔منشی نظیر۔منشی محمد بخش جو اوّل گورنمنٹ پنجاب کے صدر نقشہ نویس تھے بعدازان میرے ملازم ہوئے اور یہ بھی حسب ہدایت بہت سے کابلی نقشہ نویسون کو نقشہ نویسی کا کام سکھا دیا

صیغہ طبابت

اِس صیغہ کی دو شاخین ہین۔ایک قدیم جو یونانی کہلاتی ہے اور دوسری ڈاکٹری جو یورپین طریقہ کے مطابق ہے۔ہر ضلع مین سول اور ملٹری دونون محکمہ کے لوگ اِن دونون قسم کے معالجین سے استعلاج کراتے ہین۔انگریزی دواؤن کے دواخانے جو اوّل اوّل افغانستان مین قایم ہوئے۔ہندوستانی اسپتال اسسٹنٹ مسمی ڈاکٹر دایم خان و ڈاکٹر عبدالرحیم خان

نے قایم کئے اِن دونون صاحبون نے انگریزی ڈاکٹرون کے نیچے کام کیا تھا اور میری تخت نشینی کے بعد ہی وہ میرے ملازم ہوئے۔ بس یہی دواخانے اِن ڈاکٹرون نے کھولے اُس کے بعد کئی سال تک کوئی دواخانہ قایم نہین ہوا۔ چھاونیون مین فوجی مریضون کے لئے سرکار کے طرف سے کھانا۔ دوا وغیرہ مقرر رہے۔

پہلا شفاخانہ میرے شاہی ڈاکٹر **مس ہملٹن ام۔بی** ۔ نے ۱۸۹۴ء مین قایم کیا ان لیم صاحب کو چند مددگار اور ایک تعلیم یافتہ انگریزی نرس مسماۃ مسیز ڈیلی سے بہت مدد ملی جن کو یہ میم صاحب انگلستان سے اپنے ساتھ لائی تھین۔ علاوہ اِس شفاخانہ کے جو بالکل انگریزی طرز پر چلتا تھا مس ہملٹن نے ٹیکا لگانا اور گوسالہ سے ٹیکا لگانے کے لئے لمف نکالنا بھی شروع کیا۔ یہ چیز اطفال کے لئے گویا ایک برکت ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ بہت سے بچے مرض چیچک مین ضائع ہوتے تھے اور جو بچ جاتے تھے اُن کی صورتین اس مہلک مرض کی وجہ سے بہت خراب ہو جاتی تھین چند دیسی حکیم بھی مس ہملٹن کے سپرد کئے گئے تا کہ ٹیکا لگانا اور گوسالہ سے لمف نکالنا سیکھین اور میرے حسب الحکم اس مضمون مین ایک رسالہ بھی لکھا گیا جسکی کاپیان میرے تمام ملک مین لوگون کو تقسیم کی گئین۔ میرے ممالک کے دور و دراز مقامات سے حکیم بلائے گئے کہ مس ہملٹن کے شاگردون سے یہ کام سیکھین۔ میرا ایک تجارتی ایجنٹ مسٹر پیک کابل مین آکر سخت بیمار ہو گیا۔ مس ہملٹن نے اُس کا بہت اچھی طرح سے علاج کیا اور اُس نے شفا پائی۔ اُس نے اپنی صحت یابی کے شکریہ مین ایک ہنگامی شفاخانہ کابل مین بالکل اپنے خرچ سے کھولا۔

ان شفاخانون سے جو فائدہ ہوا ہے اس سے مجھے قوی امید ہے کہ تمام ملک مین ایسے

نوٹ۔ افغانی بھی مثل ہندیون کے دیسی حکیمون سے زیادہ یورپین ڈاکٹرون کا علاج پسند کرتے ہین کچھ اس وجہ سے کہ دیسی دوائین بدمزہ ہوتی ہین۔ اور کچھ اس لئے کہ دیسی علاج کے لئے بہت عرصہ درکار ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے مریضون کو گوشت یا اور کوئی ثقیل چیز کھانے کی ممانعت کیجاتی ہے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۶۱)

شفاخانے پھیلین گے اور مریضون کا علاج باقاعدہ اور تعلیم یافتہ ڈاکٹرون کے ہاتھ سے ہوگا۔
ایک اور خدمت کے متعلق مس ہملٹن کا پھر ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ ۱۸۹۵ء مین وہ میرے بیٹے
نصراللہ کے ساتھ اسکی ڈاکٹر ہوکر انگلستان گئین اس وقت انہین ملکہ معظمہ وکٹوریا کی
شرف ملازمت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

معدنیات

افغانستان مین کانین اس کثرت سے ہین کہ اُسے دنیا مین سب سے زیادہ دولتمند ملک
ہونا چاہیے تھا مگر بقول شخصے: جو جوہری نہو اسکے نزدیک الماس اور کانچ دونون مساوی ہین۔
اُن عمدہ کانون سے نہ افغانستان کے کسی حکمران نے فائدہ اٹھایا نہ رعایا نے کچھ پایا۔
میرے زمانہ مین بہت سی کانین کھولی گئی ہین۔ جن مین یاقوت لاجورد یداخشی۔ سونا۔ چاندی
سیسہ۔ لوہا۔ تانبا۔ کوئلہ۔ حجر الفتیلہ۔ پتھر۔ نمک کی کانین ہین مین ان کانون کے لئے مختلف
اقسام کی کلین جمع کر رہا ہون۔ ایک انگریز معدنی انجنیر مسٹر مڈلٹن نے جلال آباد کی معدن یاقوت
اور گھوڑبندکے معدن سیسہ کے کام مین بہت مدد دی۔ مین اپنے بیٹون اور جانشینون پر
یہ تاکید کرتا ہون کہ کبھی کسی غیر ملکی کو ان معدنیات کا اجارہ نہ دین اور نہ ان معدنیات کا کام
کسی غیر ملک کی کمپنی کو حوالہ کرین۔ وہ میری نصیحت کے خلاف کرینگے تو بہت سی پیچیدگیون
مین پھنسین گے اور غیر اقوام کو اس ملک کے معاملات مین مداخلت کا ایک بہانہ ملیگا کیونکہ غیر
اقوام کی طمع روز بروز بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ مین اس کے متعلق کوئی تفصیلی حال لکھنا نامناسب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰) اور کچھ یہ سبب ہے کہ افغان لوگ جدت پسند ہین اور کسی نئی چیز کا علم حاصل کرنیکے بڑے
خواہشمند ہین۔ مین نے خود دیکھا ہے کہ لوگ مس ہملٹن کے پاس جاکر دوا مانگتے تھے اور جب وہ پوچھتی ہین کہ کیا
شکایت ہے تو یہ جواب دیتے تھے کہ بالفعل کوئی شکایت نہین مگر شاید آیندہ پیدا ہو۔ یہ کہکر وہ دوا پی لیتے تھے
اور چلدیتے تھے۔

سمجھتا ہون مگر بہت سی مثالین دنیا مین ایسی ملین گی جہان ایک قوی سلطنت محض اپنی رعایا کے حفظ حقوق کو پردہ بنا کر ایک کمزور ملک سے لڑی ہے جس نے اوسکی رعایا کے ساتھ تعلقات پیدا کئے تھے اور ملک کی بربادی کا باعث ہوئی - میرے لڑکون اور جانشینون کے لئے یہ اشارہ کافی ہے - وہ کبھی غیر اقوام کے مغالطہ مین نہ آئین اُن کو چاہیئے کہ اپنے ملک مین غیر ملکیون کو کسی قسم کا اجارہ نہ دین اور اس بات کا بھی خیال رکھین کہ کوئی یورپین ملک مین بسنے نہ پاوے - جس وقت کوئی یورپین ملازم یا کاریگر یا معلم اپنا کام ختم کر چکے اور دیسی لوگون کو کام بخوبی آجائے اور وہ اُس کی تعلیم کے محتاج نہ رہین تب اس کو ہدایت ہو کہ پھر اپنے ملک کو واپس جائے -

محکمہ کمسریٹ اور اسٹڈ کے گھوڑے

اگرچہ یہ ممکن ہے کہ جس وقت ضرورت ہو لدّو ٹٹو - اونٹ وغیرہ بکثرت کرایہ پر مل سکتے ہین مگر بنظر تقدم بالحفظ و بخیال جزرسی مین سواری اور باربرداری کے لئے چوبیس ہزار سرکاری گھوڑے ہمیشہ تیار رکھتا ہون اسکے علاوہ بہت سے ہاتھی - خچر اور اونٹ بھی ہین - ہاتھی خاصکر بھاری توپون کے اور سڑک کے انجنون کے واسطے اور بڑی بڑی کلون کے کھینچنے کے لئے ہین جسے اونٹ یا دوسرے جانور نہین لیجا سکتے - بغرض افزائش نسل میرے اسٹڈ مین دو ہزار گھوڑیان اور اسّی سانڈ بھی ہین جن مین سے بعض انگریزی اسٹڈ کے ہین - بعض پرنس آف ویلز کے اصطبل کے بعض عربی کمیت کے - بعض ویلر - ترکمانی - ہندوستانی اور دوسرے مقامات کے - ان گھوڑون کے علاج وغیرہ کے لئے متعدد وٹنری سرجن مقرر ہین پہلے کچھ دیسی سلوتری بھی تھے مگر اونہین یورپین طریقہ کا علاج نہ آتا تھا - اس وجہ سے مین نے ایک انگریز مسٹر کلیمنس کو اس کام کے لئے نوکر رکھا تھا - اس شخص نے گھوڑون کا علاج افزائش نسل وآب کی نگرانی اچھی طرح کی اور افغانستان کے

بیس نوجوانون کو اپنا فن سکھا دیا - یہ شخص چند انگریزی بھیڑیان اپنے ساتھ لایا تہا مین نے ان مین اور بہت سی آسٹریلین بہیڑیان خرید کر ملا دین تاکہ افغانستان مین پشمینہ کی تجارت کو ترقی ہو جس سے ملک کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ وصول ہوا کرتا ہے

تعلیمات

مین نے اپنے خاندان و ملازمین و خدمتیان و اساری و اہل فوج و عہدہ داران ملک کے بچون اور تمام رعایا کی تعلیم کے لئے بہت سے مدرسہ جاری کئے ہین - اس کے علاوہ خود لوگون نے بھی اپنے ذاتی خرچ سے اپنے بچون کی تعلیم کے لئے ہر جگہہ مدرسے کھولے ہین - ہر عہدہ دار کو (اس کے فرائض کچھہ ہی ہون) امتحان دینا امر لازمی ہے یہانتک کہ ملاؤن اور مذہبی پیشواؤن کو جو پہلے اپنے تئین نبی سمجھتے تھے بغیر امتحان دئے کوئی جگہ نہین مل سکتی - نہ واعظ کہنے کے مجاز ہوتے ہین - جب انہین مجلس ممتحنین سے کامیابی کی سند مل جاتی ہے تب خدمت کے قابل سمجھے جاتے ہین - مین بیان کر چکا ہون کہ ہر پیشہ اور حرفہ کی تعلیم ہوتی ہے - اب اس کے تفصیلی اعادہ کی ضرورت نہین - میرے بڑے بیٹے نے زبان انگریزی - علم تاریخ - علم جغرافیہ - علم ریاضی مصوری - علم پیمایش اور علم ہئیت تحصیل کیا ہے -

تجارت و حرفت

علاوہ قدیم طرق تجارت کے جو میرے ملک مین جا بجا رائج تھے مین نے اس صیغہ کی ترقی کی طرف بہت توجہ کی اور اب بھی مین سخت کوشش کر رہا ہون کہ جس طرح ہو سکے تجارت کی حالت درست ہو - اِس لئے کہ ملک کے دولتمند ہونے کا یہی ایک بڑا ذریعہ ہے - قدیم زمانہ مین صدہا قسم کا مال غیر ملکون سے افغانستان مین آتا تھا اور فروخت ہوتا تھا - اب وہی

مال کابل مین بنتا ہے اور وہی روپیہ دوبارہ سہ بارہ پھر اسی مین لگایا جا سکتا ہے۔ منجملہ اُن چیزون کے جو باہر سے یہان آتی تھین ایک مقدار کثیر نمک کی تھی۔ مین نے حکم دیا ہے کہ ہرگز نمک باہر سے یہان نہ آنے پائے اور لوگون کو تاکید ہے کہ ملک ہی کا کافی نمک خرید کرین جو یہان کی کانون سے نکلتا ہے۔ کثرت سے استراخانی پوستین۔ یاقوت۔ سونا لاجورد بداخشی بہت قسم کے میوے۔ اُون۔ گھوڑے۔ مکان بنانے کی لکڑی۔ افیون دوائین میرے ملک سے باہر جاتی ہین اور اُن کا روپیہ ملک مین آتا ہے۔

صیغۂ زراعت مین بڑی ترقی ہوئی ہے۔ میری تخت نشینی سے پہلے کہین ترکاریون کا نام تک نہ تھا۔ اب ہر قسم کے پھل اور ترکاری ہوتی ہے مین نے قندہار و لگمان کے اضلاع مین نیشکر کی کاشت جاری کی ہے۔ کیلے اور سنگترے وغیرہ کے درخت ہندوستان سے منگائے ہین۔

پہلے جو کچھہ تجارت افغانستان مین ہوتی تھی وہ بھی غیر ملکیون کے ہاتھہ مین تھی یعنی ہندی مسلمان اور ہندوؤن سے کرتے تھے اس سے ملک اور زیادہ مفلس ہوتا جاتا تھا کیونکہ جو کچھہ روپیہ یہ لوگ تجارت مین پیدا کرتے تھے سب اپنے وطن کو بھیجتے تھے اب مین نے اپنے لوگون کو تجارت کی طرف مائل کیا ہے اور انہین اس کام کے لئے سرکاری خزانہ سے بلا سودی روپیہ قرض دیتا ہون۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس روپیہ سے کوئی نفع نہین ہوتا۔ مین ایسا آدمی نہین ہون کہ کسی کو مفت روپیہ دیدون مین جانتا ہون کہ اس روپیہ سے مجھے دو چند نفع حاصل ہوتا ہے۔ اول تو کل مال پر ڈھائی روپیہ سیکڑہ چنگی کا محصول وصول ہوتا ہے جو معمولی شرح سود سے زیادہ ہے۔ علاوہ اِس کے وہی روپیہ (جو مین نے دیا ہے) سال مین کئی دفعہ تجارتی مال کی صورت مین آتا جاتا رہتا ہے اور ہر دفعہ اُس سے چنگی وصول ہوتی ہے۔ دوسرا نفع یہ ہے کہ میری رعایا آسودگی سے بسر اوقات کرتی ہے اور اس طرف مشغول رہتی ہے اسے بیدل ہونے یا بلوہ کرنے کا

خیال نہین آتا -

بسبیل تذکرہ مَین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مہمات سلطنت مین اس قدر مشغول ہونے پر بھی مین جزئیات کو فروگذاشت نہین کرتا تاآینکہ مین نے ایک انگریز مسٹر رچز سے پیانو درست کرنا سیکھہ لیا - بعدازان مین نے بعض لوگون کو بھی سکھا دیا - مین نے ایک قسم کی سندہی مرغ اور مرغیان خریدین اور اوّل خود اُنکے بچے نکالے بعدازان اور لوگون مین بھی اِس قسم کی مرغیون کا پالنا جاری کرادیا -

مین نے صدہا قسم کے اسٹامپ ونقشہ جات تعہد - تمسک - پرامیسری نوٹ - عقدنامے اور راہداری کے پروانے جاری کئے ہین جس سے ملک کی آمدنی بڑہی ہے میرے زمانہ سے پہلے افغانستان مین کوئی اِن چیزون کا نام بھی نہ جانتا تھا -

مگر میرے ملک کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ وہ بیشمار کارخانہ جات صنعت وحرفت ومعدنیات ہین جو مین نے جاری کئے ہین - فوجی معاملات کے بعد مین اپنی زندگی کا بڑا حصہ اِن تجارتی معاملات مین صرف کرتا ہون - میرے اکثر عہدہ دار جو اپنے تئین بڑا عقلمند سمجھتے ہین - مجھے ہمیشہ یہ راے دیتے رہتے ہین کہ ملک مین ریل اور تار جاری کرون اسلئے کہ بغیر اس کے معدنیات اور دوسری پیداوار ملک سے پورا فائدہ اُٹھانا غیرممکن ہے - لیکن مین ہمارے بیٹون اور جانشینون کو یہی نصیحت کرونگا کہ ان لوگون کی راے پر ہرگز عمل نہ کرین اور اسمین شک نہین مین جانتا ہون کہ جوکچہہ وہ کہتے ہین سچ ہے مگر اُس کے ساتھہ ہی وہ لوگ اس بات کا خیال نہین کرتے کہ اگر میرے ملک مین آمدورفت کے ذرایع آسان ہوجائین گے تو غیر سلطنتون کے لوگون کو میرے ملک مین آنا اور ملک مین پھیلنا چندان دشوار نہوگا - افغانستان کی سب سے بڑی پناہ اُس کا ناممکن التسخیر قدرتی موقع ہے - اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے ہر پہاڑ کی چوٹی کو ایک قدرتی قلعہ بنایا ہے اور غیر سلطنتین خوب جانتی ہین کہ افغان خلقی سپاہی ہین اور جب تک انہین پہاڑیون

کی آڑ ملے اور میدان مین غنیم کا مقابلہ کرنا ہو وہ ہمیشہ لڑ سکتے ہین اور لڑائی مین جاری رکھ سکتے ہین - اسمین شک نہین کہ ایک دن آئیگا جب ریل اور تار بہت مفید ہونگے اور ملک مین جاری کئے جائینگے مگر وہ دن تب آئے گا - جب ہمارے پاس ایک بڑی فوج ہو جو ہمارے ہمسایون کا مقابلہ کر سکے لیکن جب تک ہم اتنے قوی نہ ہولین کہ کسی کے پرواہ نہ کرین - اُس وقت تک ہمکو چاہیئے کہ اپنے پہاڑی ملک کی قوت کو اپنے ہاتھون سے کمزور نہ کرین - ہمکو چاہیئے کہ ویسی غلطی نہ کرین - جو ایک شخص نے کی تہی جس کے پاس ایک مرغی سونیکا انڈا دیتی تھی مگر اوسنے اس لالچ سے کہ کل انڈے ایک دم ملجائین اُسے مار ڈالا جس کا نتیجہ ہوا کہ اُسے کچھ نہ ملا اور روز کا انڈا بھی ہاتھ سے گیا

پوسٹ آفس

میری تخت نشینی سے پہلے برائے نام اس محکمہ کا وجود تھا - ڈاک کے لئے کابل سے پشاور تک صرف ایک سڑک تھی اور خطوط کے آنے جانے مین جو عرصہ لگتا تھا وہ بہت زیادہ تھا علاوہ اسکے خطوط کی حفاظت کا یقین نہ تھا - اب پوسٹ آفس کے لئے بہت معقول انتظام کیا گیا ہے - میرے ملک کے ہر قصبہ مین پوسٹ آفس ہے - خطوط اسقدر جلد پہنچتے ہین کہ ہندوستان سے کابل تک خطوط کے آنے مین صرف چھتیس گھنٹے صرف ہوتے ہین اور ستعد ہرکارہ معین ہین جو گرد و نواح کے شہرون مین - روس ایران - چین - اور ہندوستان کو ڈاک لیجاتے ہین - خطوط کی رجسٹری ہوتی ہے رسید لیجاتی ہے اور اطلاع دیجاتی ہے - پارسل بھیجے جاتے ہین - منی آرڈر وغیرہ بھی جاری ہوتے ہین - غرضکہ یہ کل چیزین بالکل مکمل ہین اور ہندوستان کے پوسٹ آفس طریقہ پر جاری ہین - اس سے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ اسی محکمہ کے اخراجات مین صرف کیجاتی ہے -

باب چہارم

میری روزانہ زندگی کے بعض تفصیلی حالات

بچپن سے اب تک میرا طرز معاشرت ایشیا کے تمام شہنشا ہون اور حکمرانون کے طرز معاشرت سے بالکل برعکس رہا ہے وہ لوگ عموماً عیش وکاہلی مین مبتلا ہین بلکہ ان کا یہ خیال ہے کہ اگر کوئی بادشاہ پیدل چلے یا اپنے ہاتھ سے کچھ کام کرے تو اُس کی شان جاتی ہے میرے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہین کہ ہم اپنے دماغ اور اپنے ہاتھ پیرون کو بیکار رکھین اور کچھ کام نکرین - یہ گویا کفران نعمت ہے ناظرین کتاب میرے حالات پڑھ کر خود فیصلہ کرلین کہ مین ساری عمر پورا سپاہی رہا یا نہین اور مین نے غالباً ایک معمولی مزدور یا کاریگر سے بھی زیادہ جفاکشی کے ساتھ کام کیا یا نہین - میرا طرز معاشرت اور لباس ہمیشہ سادہ اور سپاہیانہ رہا - مین نے ہمیشہ شب وروز کسی نہ کسی کام مین اپنے تئین مشغول رکھا اور چند گھنٹے سے زیادہ نہین سویا - چونکہ عادت بھی انسان کی دوسری فطرت ہوجاتی ہے - اب یہ امر میری فطرت مین داخل ہوگیا ہے اگر مین بہت شدید بیمار بھی ہوتا ہون یہان تک کہ اپنے پلنگ سے حرکت نہ کرسکون تب بھی مین حسب معمول کام مین مصروف رہتا ہون اور سرکاری کاغذات کو پڑھتا ہون اُنپر حکم لکھتا ہون رعایا کے استغاثون کو سنتا ہون اون کا فیصلہ کرتا ہون جن لوگون نے مجھے ایسی حالت مین کام کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ جانتے ہین کہ مین کیسا جفاکش ہون - اونہون نے مجھے بارہا یہ کہتے سنا ہے کہ اگر میرے ہاتھ پیر جواب دیدین گے تب بھی مین کام کرنا نہ چھوڑون گا - اور جو لوگ میرے قریب ہونگے اونہین زبانی حکم ونگار ربا کرنا چاہیے - مجھے

کام کرنے سے تکلیف نہین ہوتی بلکہ مجھے کام سے عشق ہے اور مین کبھی تھکتا نہین کیونکہ محنت سے مانوس ہون - دنیا مین ہر شخص کوئی نہ کوئی ہوس رکھتا ہے مجھے کام کی ہوس ہے - جو کچھ مین محنت کرتا ہون وہ محض اس لئے ہے کہ اپنے ملک کا انتظام پورا کرون - ایک شاعر کہتا ہے ؎

نگہہ ناز کسے ندہد رخصت یار	کام ہمت نتواند کہ ہند عاشق زار

یہ کام کا شوق خدا کی دین ہے - میری ساری آرزو اور دلی تمنا یہ ہے کہ اُس مخلوق کی حفاظت کرون جو خدا نے اس ناچیز بندہ کے سپرد کی ہے - خدا قرآن مین فرماتا ہے - واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرنا ها تدميرا - ترجمہ - جب خدا کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اُسکے لئے کوئی ضروری سامان بھی مہیا کر دیتا ہے -

چونکہ خدا کو منظور تھا کہ افغانستان اندرونی جھگڑون سے اور بیرونی حملون سے محفوظ رہے اُسنے اُس ناچیز بندہ کو اُسپر مسلط کیا اور میرے خیالات کو قوم کی بہبودی کی طرف مایل کیا اور میرے دل مین یہ بات ڈالی کہ اس قوم کو ترقی دینے مین مشغول رہون اور اُن کی بہبودی اور نبی برحق محمد کے دین حق کے لئے اپنی جان تک فدا کرون -

مین جس قدر زیادہ اور قومون اور دوسرے مذاہب کو جلد ترقی کرتے ہوئے دیکھتا ہون میری نیند حرام ہو جاتی ہے اور مجھے چین نہین پڑتا - تمام دن مین یہ سوچتا رہتا ہون کہ کس طرح ان تیز رفتار اقوام کا مقابلہ کر سکون گا رات کو عالم رویا مین خواب بھی یہی دیکھتا ہون - ایک مثل مشہور ہے کہ بلی کو خواب مین صرف چوہے ہی نظر آتے ہین اسیطرح مجھے بھی خواب مین بجز اس کے اور کچھہ نہین دکھائی دیتا کہ میرے ملک کی حالت کیسی خطرناک ہے - کس طرح اس کی حفاظت کرون - مین دیکھتا ہون کہ یہ بیچارہ گوسفند (افغانستان) ایک شکار ہے جسپر ایک طرف سے ایک شیر اور دوسری جانب سے ایک خوفناک ریچھ تاک لگائے ہے اور موقع کا منتظر ہے کہ اُسے ہضم کر جائے - میرے اہل دربار کو معلوم ہے کہ مسئلہ حدود افغانستان جبتک میرے

کے چند سال قبل مین نے ایک خواب دیکھا تھا جو طبع ہوکر تمام ملک مین شایع کیا گیا۔ اوس خواب کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ مین اپنی وفات سے پہلے افغانستان کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط دیوار بنا جاؤنگا۔ منجمین نے اس خواب کی تعبیر یہ بیان کی کہ افغانستان کے حدود مین اس طرح قایم کرجاؤنگا کہ ہمیشہ کے لئے ہمسایون کی پیشقدمی رک جائیگی۔ جو سال بہ سال آہستہ آہستہ بڑہتے چلے آتے ہین۔

مثل اِس خواب کے میرے اور بہت سے خواب جو مین اپنے اہل دربار سے بیان کرچکا ہون صحیح ہوے۔ اونہون نے دیکھہ لیا کہ افغانستان کی حدود قایم ہوگئے اور مین اب تک زندہ ہون۔ گو اس بات سے اُن لوگون کو بہت رنج ہے جو میری موت کے خواہان ہین اور ہر ہفتہ مین میرے مرنے کی جہوٹی خبر اوڑایا کرتے ہین۔ مین نہین سمجہتا کہ کوئی شخص اتنی دفع مرا ہوگا جتنی مرتبہ کہ مین اُنکے خیال مین مرچکا ہون۔

یہ عجیب بات ہے کہ جسقدر زیادہ مین محنت کرتا ہون تھکنے کے بدلے اوتنا ہی کام کرنے کا اشتیاق بڑھتا ہے۔ سچ ہے جو چیز انسان کہانیکا عادی ہوتا ہے اوسی سے بہوکھہ بڑہتی ہے۔

جو لوگ میری روزمرہ زندگی کا کچہہ تفصیلی حال سننا چاہتے ہین اونہین مین یہ سنانا چاہتا ہون کہ میرے سونے یا کہانے کا کوئی وقت معین نہین ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کہانا میرے سامنے میز پر پہرون رکہا رہتا ہے اور مین اپنی فکر مین ایسا غرق ہوتا ہون کہ بالکل اُسے بھول جاتا ہون۔ مین جب ترقی کے ذریعون کو اور امور سلطنت کے تدبیرون کو سوچتا ہون تو اپنے خیالات مین ایسا محو ہوتا ہون کہ مجھے یہ نہین معلوم ہوتا کہ میری حضوری مین کون لوگ موجود ہین۔

اکثر راتون کو مین پڑھا کرتا ہون اور خطون کے جواب لکھتا ہون اور جب تک رات گذر کر صبح نہ ہولے سر نہین اوٹھاتا۔ میرا حال بعینہ اُس عاشق کا سا ہے جو مشرق مین مجنون کے نام سے مشہور ہے۔ وہ ایک عورت لیلی کے عشق مین ایسا غرق تھا کہ ایک دن لیلی کا کتا دیکھہ کر اُسکے

پیچھے پیچھے ہولیا اور اُسے نہ مسجد معلوم ہوئی اور نہ وہ لوگ جو وہان نماز پڑہ رہے تھے۔ جب امام مسجد نے اوس سے اس بے ادبی کی وجہ پوچھی تو اوسنے یہ جواب دیا کہ مین اِس کتے کے عشق مین ایسا غرق تھا کہ مجھے مسجد یا نمازی مطلق نظر نہ آئے۔ جتنی اوسے کتے سے محبت تھی اوتنی اونہین اپنے خدا سے نہ تھی اس لئے کہ اُن کی خیالات اُس شخص کی طرف اور اوس کتے کی طرف مشغول تھے پھر ایسی نمازون کی کیا عظمت ہوسکتی ہے۔

میرے ڈاکٹر اور طبیب مجہ سے کہتے ہین کہ میری ساری بیماریون کا سبب یہی بیقراری ہے کہ بہت محنت کرتا ہون اور اوقات معینہ پر کھانا نہین کھاتا۔ مین اونہین یہ جواب دیتا ہون کہ عشق اور منطق کبھی متفق نہین ہو سکتے چونکہ مین اپنی قوم کی فلاح و بہبودی کا عاشق ہون مجھے بجز اپنی قوم کے ضعف اور تکالیف کے اپنی تکلیف نہین محسوس ہوتی اور مین اون کی تکلیف اوٹھا نہین سکتا۔ پس جو لوگ عشق کے مزے سے نا آشنا ہین وہ عاشقون کی تکلیف کیا جانے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؏

ہست مر عشاق را در کار خود لذت بزرگ	گرد پائے گوسفندان توتیائے چشم گرگ

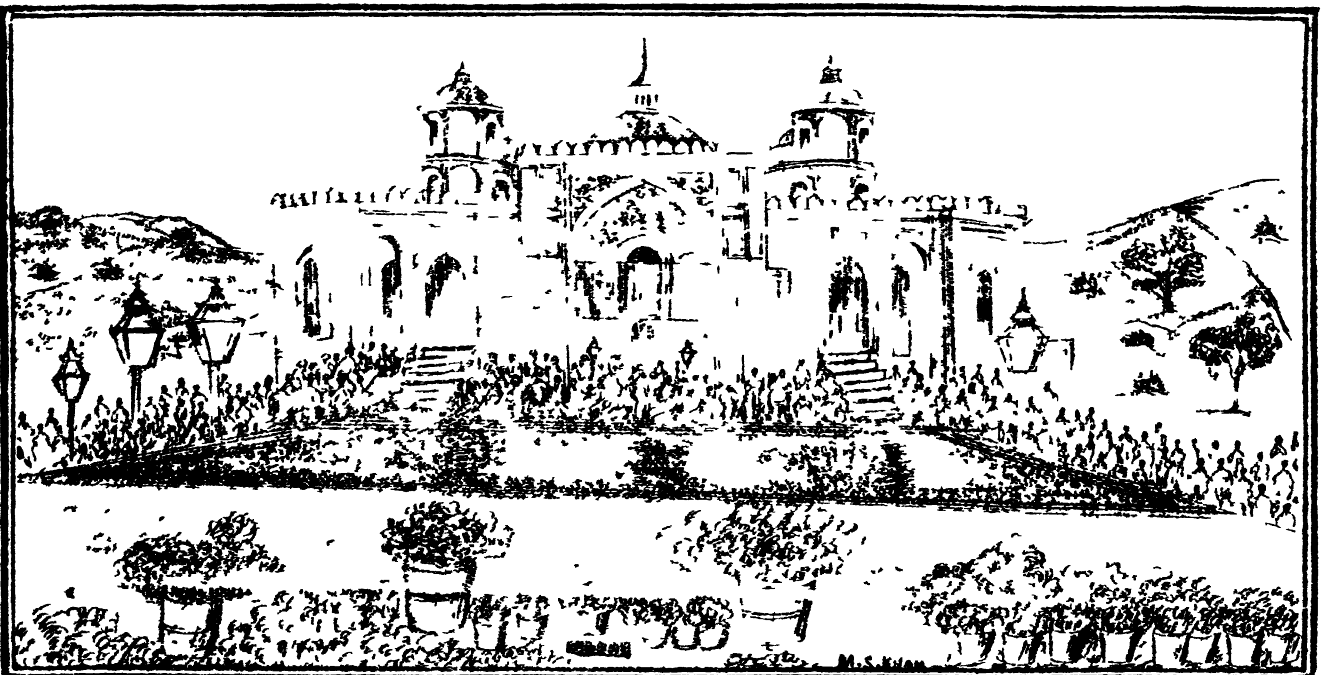
چنانچہ افغانستان کی بہبودی مین جون جون مین ترقی کے آثار دیکھتا ہون اوتنا ہی اور زیادہ سرگرم ہوتا ہون جسطرح کوئی عاشق اپنے معشوق کے پاؤن کے نشان پاکر آگے چلنے کو اور زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔ میری دعا یہ ہے کہ خدایا میری مدد کر تا کہ مین اپنے فرض کو جس کے لئے تونے مجھے منتخب کیا ہے پورا کرسکون۔ اکثر مین اپنے لوگون کو بیہودگیون سے مایوس ہو جاتا ہون جو ہمیشہ لڑتے جھگڑتے ہین اور ایک دوسرے کے خلاف سازش کرنے مین مصروف رہتے ہین اور مجھ سے ایک دوسری کی جھوٹی شکایتین کیا کرتے ہین۔ مجھے ان چیزون کی تحقیقات کرنی پڑتی ہے جسمین میرا بہت قیمتی وقت ضایع ہوتا ہے۔ مین جتنا ترقی کے قدم بہ قدم چلنےکی کوشش کرتا ہون اوتنا وہ مجھے اور پیچھے کھینچتے ہین۔ بعض اوقات مین اُن کی حرکتون سے عاجز آجاتا ہون۔ اور یہ خیال کرتا ہون کہ اون کی حالت بدلنی ناممکن ہے اُنکی

سازشین لا علاج ہین اور یہ محال ہے کہ وہ کبھی اِس درجہ کو ہونچ سکین جو بلحاظ قوت و خصائل
انسانی اُنھین اپنے ہمسایون کا ہم پلہ بنائے - بعض وقت مین یہ سونچتا ہون کہ میرے لئے
بہتر ہوگا اگر مین اِس دایمی تشویش اور افکار کی زندگی سے کنارہ کش ہوجاؤن اور کہین گوشہ
عافیت مین اپنی زندگی بسر کرون اور ان لوگون کو یونہین اِن کے حال پر چھوڑ دون تاکہ وہ آپس
مین لڑ لڑ کر تباہ و برباد ہوجائین - مگر یہ نہایت نامردی کی بات ہے اور اُن فرایض کے ادا کرنے
سے گویا صریحی انکار ہوگا جس کے لئے خداوند عالم نے مجھے خلق کر کے معین کیا ہے میری
راے مین ایک سچے عاشق کو کبھی اُن دشواریون سے جو اُسے پیش آئین مونہہ نہین پھیرنا
چاہیے بلکہ اپنے معشوق کے ناز اور جور کو مزہ لیکر اوٹھانا چاہیے - عاشق کی تکلیفین عشق کی
لذتین ہین کوئی رئیس قوم تشویشون سے اور دشواریون سے ہمت نہین ہارتا بلکہ یہ چیزین
اُس کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہین -

شب و روز کے چوبیس گھنٹون مین میرے کام کے لئے کوئی وقت معین نہین ہے - مین صبح
سے شام تک اور شام سے صبح تک مثل ایک مزدور کے کام کرتا رہتا ہون - جب بھوکھ لگتی ہے کھانا
کھا لیتا ہون - بلکہ مجھے یاد ہے کہ کئی کئی دن بغیر کھائے گذر جاتے ہین - کھانا ہی بھول جاتا ہون
اور دفعتًا کام سے سر اوٹھا کر حاضرین دربار سے پوچھتا ہون کہ آج مین نے کھانا کھایا نہین - اِس
طرح پر جب تھک جاتا ہون سو رہتا ہون اور اُسی جگہ سو جاتا ہون جو میرے کام کرنے کی کرسی
ہے - مجھے نہ کسی خوابگاہ کی ضرورت ہے اور نہ کسی تخلیہ یا ملاقات کیلئے کسی خاص کمرے
کی - یون میرے قصر مین ایسے کمرے متعدد ہین مگر مجھے اتنی فرصت نہین کہ ایک کمرے
سے دوسرے کمرے مین جاؤن - البتہ مین کبھی کبھی شام کو اپنے حرم سرا مین جانا پسند کرتا ہون
کہ مجھے دیکھ کے سب خوش ہوتے ہین - مگر مین عدیم الفرصت ایسا ہون کہ گاہے ماہے وہان
جانا ہوسکتا ہے -

مین اوپر بیان کرچکا ہون کہ میرے کھانے یا دوسرے ضروریات زندگی کے لئے کوئی وقت

معین نہین ہے۔ عموماً مین علی الصباح پانچ یا چھہ بجے سوتا ہون اور دو بجے سہ پہر کو اوٹھ بیٹھتا
ہون۔ جب تک مین سونے کے لئے پلنگ پر لیٹا رہتا ہون میری نیند ہر گھنٹے مین اُچاٹ ہوتی
ہے اور مین اپنے ملک کی حالت اور تدابیر اصلاح و ترقی کو سوچتا رہتا ہون اُسکے بعد پھر سو جاتا ہون
سہ پہر کو دو اور تین کے درمیان بیدار ہوتا ہون۔ اوسوقت اول ڈاکٹر اور طبیب باریاب ہوتے
ہین۔ وہ مجھے دیکھتے ہین اگر کسی دوا کی ضرورت ہوتی ہے تو دوا دیتے ہین۔ بعدازان خیاط
آتا ہے اور اپنے ساتھ یوروپین وضع کے چند سادے کپڑے لاتا ہے مین اُن مین سے
اُس دن کے لئے ایک جوڑا پسند کرلیتا ہون۔ تب مُنہ ہاتھ دہوکر مین لباس پہنتا ہون اوسوقت
چارخانہ والا چار اور کچھہ مختصر کہانے کی چیزین لیکر حاضر ہوتا ہے مگر اِس عرصہ مین یعنی طبیبون
کی باریابی کے وقت سے چارخوری تک عرض بیگی۔ معتمدین۔ ناظر (مہربردار) اور دو ایک اور
عہدہ دار میری صورت تکتے رہتے ہین اور اپنے دل مین گویا یہ کہتے ہین کہ کسی طرح جلد ختم کیجئے
تاکہ ہم اپنا کام پیش کرین۔ مین اُن لوگون کو اس بات کا الزام نہین دیتا کیونکہ معتمدین کو اُس روز
کے کل کاغذات اور کل خطوط پیش کرکے جواب لینا ہوتا ہے۔ اور ناظر کو کل سرکاری احکامات پر جو
گورنمنٹ کے روزانہ اخراجات کی بابت ہون مہر کرنا پڑتا ہے۔ اور محکمہ مخبری کی کل رپورٹین جو
میرے سونے کے وقت سے اِسوقت تک آئی ہون پیش کرنا ہوتی ہین۔ عرض بیگی کا یہ کام
ہے کہ صدہا آدمیون کو پیش کرتا ہے جن کے مقدمات یا مرافعہ میرے سامنے پیش ہین
یا جو بعض خدمتون اور کامون پر مقرر ہونے والے ہین۔ جون ہی مین چار سے فارغ ہوتا ہون
سب عہدہ دار اور میرے لڑکے۔ اور خانگی ملازم اپنے مختلف کامون کے متعلق میرا حکم حاصل
کرنے کے لئے حاضر ہوجاتے ہین۔ مثل پیش خدمت باشی جن کی تعداد سیکڑون تک ہے
اور محکمہ مخبری کے لوگ ہاتھون مین خط لئے ہوئے آموجود ہوتے ہین۔ یہ خطوط کسی نہ کسی
ستم رسیدہ کی عرضی ہوتی ہے جو مجھ سے داد چاہتا ہے۔ اسطرح اتنے لوگون کا ہجوم مجھے گھیرے
رہتا ہے جو اپنے کام کی طرف مجھے متوجہ کرنا چاہتے ہین اور مجھے اور زیادہ کام دیکر اپنی سرگرمی



ایوان شاہی واقع باغ بالا (کابل) جو دربار کے لئے مخصوص ہے۔

دکھاتے ہین - جتنا مین کام کرتا ہون اُس کا دسوان حصہ بھی کسیکو نہین کرنا ہوتا - مین پانچ یا چھہ بجے صبح تک برابر کام کرتا رہتا ہون اور پھر ادسی طرح سو رہتا ہون صرف چند منٹ کھانے مین صرف کرتا ہون - اُسوقت بھی میرے اہل دربار مجھہ سے کچھہ نہ کچھہ پوچھتے رہتے ہین - اور حقیقت امر یہ ہے کہ مجھ کمبخت کو کسی وقت چین نصیب نہین -

۱۸۹۱ء سے جب مین نے اپنے بیٹے **حبیب اللہ خان** کو اپنے بدلے دربار عام کرنے کا اختیار دیا ہے جو کام کہ مین خود کرتا ہون اور ہر روز دیکھتا ہون - وہ حسب ذیل ہے

(۱) امور متعلق فارن آفس (۲) محکمہ مخبری

(۳) امور متعلق پولٹیکل (۴) خزانہ

(۵) مجرمین جو بغاوت مین یا اور جرائم مین ماخوذ ہون -

(۶) گورنرون کی عدالت ہائے ماتحت اور حبیب اللہ کی صدر عدالت کے مرافعہ -

(۷) کل قسم کا سامان جنگ تیار کرنے اور کارخانون کے لئے ضروری چیزین خرید نیکے متعلق احکام

(۸) نئی عدالتون کی تعمیر اور ملکی قانون مین ترمیم و اصلاح -

(۹) اپنے بیٹے اور عہدہ دارون کو ہدایتین کرنا -

(۱۰) اپنے خانگی معاملات اور کل غیر ملک کے شہزادون اور سردارون کے معاملات جو میرے یہان پناہ گزین ہین -

(۱۱) حاکمون اور عہدہ دارون اور پیش خدمتون کے معاملات -

اہل دربار - جو لوگ ہمیشہ میرے پاس بیداری کے وقت سے سونے تک حاضر رہتے ہین وہ حسب ذیل ہین -

معتمدین - عرض بیگی ناظر - سرکردہ محکمہ مخبری - داروغہ مطبخ شاہی - جو عرائض میرے ملاحظہ مین لاتا ہے اس خدمت سے بڑھکر کوئی معزز اور معتبر خدمت نہین - جو شخص اب اس کام پر معین ہے اُس کا نام صفر خان ہے - برٹش ایجنٹ کے خطوط بھی اس کے ذریعہ سے آتے ہین - ایک حکیم

ایک ڈاکٹر ایک سرجن ایک دواساز - باڈی گارڈ کے دو تین افسر جو علاوہ افسری کے جب تک میرے دربار میں حاضر رہتے ہیں - جلاد کا کام بھی کرتے ہیں - چند مکاندار چند پیش خدمت باشی، جو خاصہ کہلاتے ہیں) میوہ خانہ والا - چا خانہ والا (جو امیر اور اہل دربار کو چا تقسیم کرتا ہے) آب خاصہ والا - سقا - خانزاد - سائیس - خزانچی جیب خاص - داروغہ سلاح خانہ وغیرہ - قلیان بردار چند فراش - چند خیاط و خدمت گار - ایک کتب خانہ کا مہتمم - چند دربان اور منجم - عرض بیگی - چوبدار - میراخور - علاوہ اِن لوگون کے حسب ذیل لوگ دربار کے قریب رہتے ہین اور جب ضرورت ہو بلالئے جاتے ہین شطرنج اور بیگلمین کھیلنے والے - چند مصاحب ایک داستان گو اور ایک کتاب خوان بعض عہدہ دار جو دن کو اپنی رپورٹین پیش کرتے ہین - مین انہین شام کو بھی جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو لیتے ہین بلا بھیجتا ہون تاکہ میری صحبت مین شریک ہون - شب کو چند امرا اور سردار جو کابل مین رہتے ہین مجھ سے ملنے آتے ہین - اگر مین کام سے فارغ ہوتا ہون تو وہ لوگ جو میرا دل بہلانے یا مجھ سے ملنے کے لئے بلائے گئے ہین ٹھہرے رہتے ہین اور باقی سب چلے جاتے ہین کئی ایک گویے ہندوستانی ایرانی افغانی بھی نوکر ہین - شب کو حاضر ہوتے ہین اور اگر مین کام سے فارغ ہوا تو اندر بلا لئے جاتے ہین اور گاتے بجاتے ہین - گو مین کبھی کام سے بالکل فارغ نہین ہوتا تاہم میرے اہل دربار راگ کا حظ اوٹھاتے ہین اور اثناء کار مین اگر وقفہ ہوا تو مین بھی کچھ سن لیتا ہون - اِن لوگون کی نوکری محض شب کی ہے - تیسرے درجہ کے کچھ اور خانگی ملازم ہین جو ہمیشہ میرے کمرے کے قریب حاضر رہتے ہین - یا اگر مین سفر مین ہوتا ہون تو میرے خیمہ کے قریب اور خیمون مین وہ بھی موجود رہتے ہین تاکہ جس وقت اُن کی ضرورت ہو فی الفور حاضر ہو سکین - یہ لوگ حسب ذیل ہین -

گاڑیون کے کوچبین - حمال - باغبان - حجام اور اصلاح ساز - خاکروب - داروغہ گودام - نقشہ نویس پیمائش کنندہ یا جریب کش - سیپرس[1] و مائنرس - طبیب معہ عملہ طبابت - انجنیر معہ عملہ - ہلکارے

[1] یہ وہی لفظ ہے جسکو بگاڑکر فوجی لوگ سفرمینا کہتے ہین - مترجم

(پیدل و سوار دونون قسم کے) علاوہ صیغہ پوسٹ آفس اور میرے ذاتی مصاحبین بھی ہمراہ ہوتے ہین - مُلّا پیش امام - پیش خدمتون کے مدرسے بینڈ - ڈہل بردار - چتر بردار - نشانبردار وغیرہ -

جب مین گھوڑے پرسوار ہوکرکسی طرف جاتا ہون تو یہ سب لوگ میرے ہمراہ چلتے ہین اور باڈی گارڈ کا رسالہ اور پلٹن اور توپخانہ بھی ساتھ ہوتا ہے - میرے درباریون کے اور پیش خدمت باشی وغیرہ کے گھوڑے طلائی و نقرئی سازون سے آراستہ ہوتے ہین - یہ سب جلوس جب روانہ ہوتا ہے تو بہت ہی خوشنما نظر آتا ہے - اس جلوس کی ترتیب اِس طرح پر ہوتی ہے کہ گو مجھے ایک مکان سے دوسرے مکان تک ہی کیون نہ جانا ہو امین بیچ مین ہوتا ہون اور میرے گرد اہل دربار اور خاص خاص ملازمین اور خدمتی وغیرہ ہوتے ہین - یہ لوگ ہرطرف سے حلقہ کئے رہتے ہین اور باری باری سے باتین کرتے جاتے ہین - ہلکارے معہ گھوڑون کے اور چپراسی میرے گھوڑے کے ساتھ پیدل چلتے ہین یا پالکی مین ہوتے ہین - یہ اندرونی حلقہ کی ترتیب ہے - بیرونی حلقہ مین دوسرے درجہ کے ملازمین مثل - خیاط - فراش - قلیان بردار - دوا - ساز وغیرہ ہوتے ہین - تیسرے حلقہ مین میرے باڈی گارڈ کی پلٹن ہوتی ہے جو آگے اور پیچھے چلتی ہے - چوتھے حلقہ مین باڈی گارڈ کا رسالہ ہوتا ہے جو میرے سامنے اور عقب مین رہتا ہے - توپخانہ کی ترتیب سمت اور وقت اور موقع کے لحاظ سے کی جاتی ہے

گارڈ

میرے اور میرے لڑکون اور بی بیون کے باڈی گارڈ مین دو قسم کے لوگ ہین - اوّل شاہی خاندان کے جنکا رسالہ رسالہ شاہی قندہاری کہلاتا ہے جسمین قندہار کے درانی شہزادے ملازم ہین اسی طرح کی پلٹن بھی ہے - دوسرا باڈی گارڈ رسالہ شاہی کابلی ہے جس مین افغانستان کے امرازادے شامل ہین اور اسی طرح کی ایک شاہی پلٹن بھی ہے - مین نے اس قندہاری

اور کابلی باڈی گارڈ کے علاوہ ایک اور تیسرا باڈی گارڈ بنایا ہے جسکے رسالہ اور پلٹن مین ترکمانی امرازادے ملازم ہین۔ باڈی گارڈ کے رسالے اور پلٹن۔ اور توپ خانہ کے افسر افغانستان کے خاص سردار ہین جن پر مجھے کمال بھروسہ ہے یا میرے بھائیون کے اور خاص رفقا کے فرزند ہین جو میرے والد کے بڑے وفادار نوکر تھے یا میری اوایل عمر مین جنھون نے میرا ساتھ دیا۔ میرے باڈی گارڈ کے کل سپاہیون کو اور سب افسرون کو بہ نسبت دوسری فوج کے سپاہیون کے کسی قدر زیادہ تنخواہ ملتی ہے۔ اِس لئے کہ شاہی خاندان شاہی مکانات خزانہ اور میگزین اونکی نگرانی مین ہے یہ سب فوج اور ایک چھوٹا سا توپ خانہ جسمین میگزم۔ گارڈنر اور کوہی توپین ہین اور دو ایک اور سبک توپخانہ ہمیشہ تیار رہتے ہین اور جس وقت مین کہین جانا چاہون میرے ہمراہ چل سکتے ہین مین خود مثل ایک سپاہی کے جنگ کے لئے ہمیشہ اسطرح تیار رہتا ہون کہ اگر ضرورت پڑے تو فی الفور چل کھڑا ہون۔ میرے کوٹ اور پتلون کی جیبون مین ہمیشہ بھرے ہوے ریوالور (پستول) اور دو ایک روٹیان جو ایک دن کے لئے کافی ہون رکھی رہتی ہین۔ یہ روٹیان ہر روز بدلی جاتی ہین۔ کئی بندوقین اور تلوارین ہمیشہ میرے پلنگ یا کرسی کے قریب جہان مین بیٹھتا ہون رکھی رہتی ہین اور میرے آفس کے سامنے میرے لئے اور تمام اہل دربار اور پیش خدمتون کے لئے زین کسے ہوے گھوڑے ہمیشہ تیار رہتے ہین۔ مین نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میرے گھوڑون کے زین مین جو سفر کے لئے درکار ہون اشرفیان سی دیجائین اور زینون کے قبور مین طپنچہ رکھدئے جائین ایسے جنگ جو ملک مین مین یہ ضروری سمجھتا ہون کہ بادشاہ کو خصوصًا ایسا بادشاہ جو خود بھی سپاہی ہو ہمیشہ سپاہیون کی طرح میدان جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ گو اب میرے ملک مین بہ نسبت اور ملکون کے بہت امن ہے تاہم کوئی نہین کہہ سکتا کہ کس وقت کیا اتفاق پیش آئے۔

جب مین سوتا ہون میرے کل مصاحبین بھی سو جاتے ہین۔ مگر حسب ذیل اشخاص باری باری سے جاگتے رہتے ہین۔ گارڈ معہ افسر۔ چاءخانہ والا۔ آب خاصہ والا۔ دواساز۔ قلیان بردار۔ خدمتگار ورزمی۔

میرے پیش خدمتون مین شاہزادہ امرزادہ اور عہدہ دارون کے لڑکے نوکر ہین۔ اِن کے علاوہ میرے یہان غلام بہی ہین جو کافری۔ شغنانی۔ چترالی۔ بدخشی ہزارا وغیرہ قبایل کے ہین۔ دراصل یہ غلام بہ نسبت اور ملازمین کے خاص میری نگرانی اور تعلیم مین رہتے ہین۔ اونکے یونیفارم نہایت قیمتی مثل شاہزادونکے ہوتے ہین۔ سواری کے لئے اونہین بہت عمدہ گھوڑے دئے جاتے ہین۔ اور کام کے لئے نوکر پیش خدمت مقرر ہوتے ہین۔ کہانے کپڑے گھوڑے مکان اور نوکرون کے علاوہ اونہین سرکار سے میوہ خوری کے لئے روپیہ ملتا ہے۔ اور جب وہ جوان ہوتے ہین تو حسب لیاقت اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت دیجاتی ہے۔ مثلاً ایک چترالی غلام فرامرزخان جو اب ہرات مین تعینات ہے میرا نہایت معتبر کمانڈر ان چیف ہے اور ایک چترالی غلام محمد صفرخان ناظر میرے دربار کا نہایت معتبر عہدہ دار ہے میری مُہر اُسی کے پاس رہتی ہے اور کل سرکاری کاغذات اور میرے کہانے وغیرہ پر وہی مُہر کرتا ہے۔ المختصر میری جان اور میرے ملک کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ پروانہ خان سابق ڈپٹی کمانڈر انچیف اور جان محمد خان سابق افسر خزانہ جو میرے ملک مین اعلیٰ درجہ کے عہدہ دار تہے دونون ابتدا مین میرے غلام تہے۔

اگر سچ پوچھو تو لفظ غلام محض برائے نام ہے اس لفظ کے اصلی معنی میرے عہد مین افغانستان مین یہ ہین کہ ملک کے تمام عہدہ دارون سے یہ غلام زیادہ معتبر اور معزز خیال کئے جاتے ہین۔ جب وہ بڑے ہوتے ہین مین اُن کی شادیان اُمرا اور معزز خاندانون کی لڑکیون کے ساتھ کر دیتا ہون اور اُنہین مکان فرنیچر اور کل مایحتاج معیشت جو شاہزادون کے پاس بہی نہ ہو دیتا ہون۔ اُن کی بی بیون کو علحدہ علحدہ خرچ ملتا ہے اور سرکار سے پیش خدمت مقرر ہوتے ہین۔ مین نے اس طرح پر وہ ظالمانہ طریقۂ غلامی جو پہلے رائج تہا اپنی ملک سے اُٹہا دیا ہے۔ اب صرف برائے نام لفظ غلامی باقی رہگیا ہے ورنہ اگر دیکہا جائے تو افغانستان مین ایک غلام بہی نہین۔ قانوناً غلام ہونے کی تجارت ممنوع کر دیگئی ہے اور مختلف خاندانون مین جو قدیم زمانہ سے لونڈی غلام چلے آتے ہین۔ اون کے ساتھ بہی اب برابر والونکا

سلوک کیا جاتا ہے۔ غلامون کی اولاد خانہ زاد توکہلاتی ہے مگر اونکے ساتھ وہی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیاجاتا ہے جو خاندان کے اور بچون کے ساتھ ہے۔ اگر کوئی غلام مار ڈالے جیساکہ اگلے زمانہ مین دستور تھا تو اوسے سزاے موت دیجاتی ہے۔ اگر کسی غلام کے ساتھ بُرا سلوک کیاجاوے اور ظلم ثابت ہوجائے تو میرے حکم سے وہ غلام آزادی پاتا ہے اس لئے کہ خدا نے تمام انسان ایک مان باپ سے خلق کئے ہین لہذا سب کے حقوق مساوی ہین۔ کوئی وجہ نہین کہ ایک ظالم ہو اور دوسرا اوس کے ظلم کا شکار بنے۔

افغانستان مین یہ غلام مرد اور عورت دونون عموماً اُن قیدیون کے بچے ہین جو لڑائی مین گرفتار ہوکر آئے یا جن کے والدین لڑائی مین مارے گئے اور اونکا کوئی پرسان حال نہ رہا۔ اُمرا کے گھرون مین اور دولتمند خاندانون مین ان بچون کے ساتھ وہی سلوک ہوتا ہے جو خود اونکے بچون کے ساتھ ہوتا ہے اور مثل شاہی پیش خدمتون کے جب وہ بڑے ہوتے ہین تو دھوم سے شادی کردیجاتی ہے اور اپنے آقاؤن کی سفارش سے بہ نسبت غریبون کے اُنہین معقول خدمت ملجاتی ہے۔ اور تعلیم یافتہ امیرزادون کی صحبت سے اُنکے عادات واطوار مہذب ہوجاتے ہین اور اپنی لیاقت کے بموجب وہ اعلیٰ درجہ کی ترقی کرسکتے ہین۔

سنہ ۱۸۹۶ء مین جب مین نے ملک کافرستان فتح کیا مین نے حکم دیا کہ کوئی قیدی غلام بناکر نہ بھیجا جائے اور کوئی شخص کسی کافر عورت کے ساتھ اوس کی مرضی کے خلاف شادی نہ کرے۔ مین نے اوس کی عوض مین اُن لوگون کو جنہون نے کافرون کو گرفتار کیا تھا اور اُنہین ایک غنیمت سمجھتے تھے اور اُن کے تصرف کا اختیار رکھتے تھے روپیہ دے دیکر قیدیون کو رہا کروایا اور آزاد کیا۔

اکل و شرب

میرا یہ عقیدہ ہے کہ ہم بقائے حیات کے لئے کھاتے ہین مگر بہت سے مشرقی حکمرانون کا اُسکے خلاف عمل ہے اور اُنکا یہ خیال ہے کہ وہ محض کھانے پینے کے لئے خلق ہوئے ہین۔ مین نے شراب خواری

کی سخت ممانعت کی ہے جو کوئی پیئے گا اوسے سخت سزا دیجائے گی۔ مین خود شراب نہین پیتا اور نہ
کسی مسلمان اہل دربار پیش خدمت اور مصاحبین کو شراب پینے کی اجازت ہے۔ البتہ بیاری کی حالت
مین اگر ڈاکٹر تجویز کرے تو مضایقہ نہین ہے۔ میرے کل خانگی ملازمین کو جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے
شاہی باورچیخانہ سے پکا پکا یا کھانا ملتا ہے۔ میری بی بیان اور پوتے اور کل اونکے ملازمین۔
شاہی باورچی خانہ سے کہانا منگاتے ہین۔ ہفتہ مین ایک دفعہ میرا بیٹا حبیب اللہ خان دربار
عام کرتا ہے جس مین کل عہدہ دار اہل قلم اور اہل سیف حاضر ہوتے ہین اور اسکے ساتھ سلام خانہ
مین کھانا کھاتے ہین (سلام خانہ ایک وسیع عمارت ہے جس کے ایک بڑے دالان مین پندرہ سو
آدمی بیٹھ سکتے ہین) ۱۸۹۱ء تک مین خود اسی طرح دربار کیا کرتا تھا
کہانے کے اخراجات شاہی باورچی خانہ کو خزانہ عامرہ سے دئے جاتے ہین اور افغانستان
کی کل اضلاع مین یہ طریقہ رائج ہے۔ کل اضلاع کے گورنر جو میرے امین ہین تمام سول، فوجی عہدہ دارون
کو اور اون سردارون کو جو سرکاری وثیقہ یاب ہین۔ دعوت دیتے ہین۔ یہ مہمانداری کا طریقہ ہمیشہ
سے افغانستان مین چلا آیا ہے اور گو اس مین خرچ زیادہ ہوتا ہے تاہم اسے ہمیشہ قایم رکہنا چاہئے
جو کہانے میرے لئے یا میرے عہدہ دارون اور خاندان کے لوگون کے لئے پکتے ہین
وہ حسب ذیل ہین۔ پلاؤ۔ کباب یالوان مختلف اُزبکی۔ و ترکمانی کہانے۔ ہندی کہانے اور کل
اقسام کے یوروپین کھانے ان مین سے جس کو جو چیز مرغوب منگا لیتا ہے۔ مختلف قومون کے
لوگ میرے ملازم ہین۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہانے کے اوقات یہ ہین کہ اول علی الصباح
حاضری ہوتی ہے۔ جس مین چاء میوہ۔ بسکٹ۔ کیک۔ گندم بریان اور مسکہ ہوتا ہے پہر سہ پہر کو
دو اور تین کے درمیان (لنچ) ہوتا ہے اور پہر سر شام چاء۔ اور میوہ آتا ہے شب کو دس اور بارہ
کے درمیان (ڈنر) کہانا ہوتا ہے۔ گو مین خود دن مین صرف ایک دفعہ کہاتا ہون اور کسی وقت ناشتہ
بھی کر لیتا ہون مگر میرے اہل دربار اور ملازمین اور میرے لڑکے اُن کی بی بیان اور نوکر چاکر سب
دو دفعہ کہانا کھاتے ہین۔ اور بیچ مین ناشتہ کرتے ہین۔

جن عہدہ دارون اور نوکرون کو میرے سامنے یا میری بی بیون کے اور لڑکون اور لڑکیون کے سامنے میز پر بیٹھنے کی اور ساتھ کھانے کی اجازت ہے وہ بیٹھتے ہین اور کھاتے ہین اور باقی اور لوگ اپنے اپنے درجہ کے لحاظ سے دوسرے کمرون مین بیٹھکر کھاتے ہین بعض کیلیئے کھانا۔ میوہ چا ر اونکے گھرون پر بہیجی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے گھرون مین کھاتے ہین۔ جو کچھہ کھانا بچ رہتا ہے وہ فراشون مین اور خدمتگارون مین تقسیم ہو جاتا ہے۔

کھانا کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑا سا میز جسپر کل مہمان بیٹھہ سکین لگایا جاتا ہے اور اُسپر دسترخوان بچھاکر قابین چن دیجاتی ہین۔ بعد ازان پیش خدمت ہاتھہ دہلانے کے لئے گرم پانی لاتے ہین اور ہاتھہ دہوکر میز کے گرد بیٹھتے ہین اُسوقت میز کے نوکر وہان حاضر رہتے ہین۔ جب کھانا ختم ہوتا ہے تو پیش خدمت ہاتھہ دُہلانے کے لئے پھر گرم پانی لاتے ہین۔ جب سب مہمان ہاتھہ دہو چکتے ہین۔ تو میوے لائے جاتے ہین۔ مہمانون کو ہاتھہ دہونے کے لئے کمرہ سے باہر جانیکی زحمت نہین ہوتی

جن کمرون مین مین بیٹھتا ہون وہان اور میرے خوابگاہ کے کمرے مین اور میری بی بیونکے لڑکونکے اور لڑکیونکے کمرونمین طرح طرح کے خوشنما پھول درخت۔ تصویرین بیازون اور ہر طرح طرح کے باجے رکھے رہتے ہین۔ اس کے علاوہ عمدہ عمدہ چینی گلدان اور ہر طرح کی آرائش کا سامان۔ ایرانی اور ہراتی قالین۔ بلبل ہزارداستان اور مرغان خوش الحان کے پنجرے رکھے ہوتے ہین۔ سب خوبصورت اور قیمتی فرنیچر ہے۔ غرضکہ ہر ایک چیز جو میرے ہم جلیسون کی خوشی کا باعث ہوسکتی ہے میرے ایوانات مین موجود ہے۔ اگر کھانے کے وقت کوئی ملکی یا یورپین موجود ہوتا ہے تو اُسے مدعو کرتے ہین۔ اگر وہ مسلمان ہے تو ہمارے ساتھہ کھانا کھاتا ہے ورنہ کسی دوسرے کمرے مین یا علیحدہ میز پر کھانا دیا جاتا ہے۔ مین نے اکثر یورپین کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میرے یہان کا کھانا بہ نسبت یورپین کھانون کے بہت مزے دار ہوتا ہے۔ اُن کے دل کا حال خدا جانے اگر یہ بات محض میرے خوش کرنے کے

لئے نہین کہتے ہین تو مین بہت محظوظ ہون۔ عجب نہین کہ وہ سچ کہتے ہین۔ اس لئے کہ مینے بارہا دیکھا ہے کہ وہ یوروپین کھانون کے مقابلہ مین میرے یہان کا افغانی کھانا زیادہ کھاتے ہین۔ اگر اونہین پسند نہوتا تو محض میرے خوش کرنے کے لئے اتنا زیادہ نہ کھاتے میری بی بیون اور لڑکیون اور لڑکون بہوؤن اور پوتون اور اُنکے ملازمین کو علاوہ کھانے کپڑے گھوڑے اور مکانات کے اونکے درجہ اور ضرورت کے موافق سرکار سے ماہانہ نقد ماہوار ملتی ہے۔ میرے دونون بڑے لڑکے حبیب اللہ نصر اللہ ہر ایک بیس ہزار روپیہ ماہانہ پاتے ہین۔ اور اونکی بی بیون اور نوکرونکی علٰحدہ تنخواہین ہین۔ میری بی بیان (جنمین دو میر حکیم خان اور میر جہاندار شاہ کی لڑکیان ہین اور آخر الذکر حبیب اللہ اور نصر اللہ کی والدہ ہے) محمد عمر جان کی۔ امین اللہ جان کی والدہ۔ غلام علی کی والدہ۔ حفیظ اللہ و اسد اللہ مرحوم کی والدہ۔ اور میری لڑکی فاطمہ جان کی والدہ ان سب کے لئے علٰحدہ علٰحدہ تنخواہین تین ہزار سے لیکر آٹھ ہزار روپیہ تک مقرر ہین۔ اون کے لباس مکانات کھانے وغیرہ کا خرچ تنخواہ سے نہین وضع ہوتا ہے۔ اون کے لباس بکثرت اور مختلف وضع کے ہوتے ہین بعض یوروپین اور بعض مشرقی وضع کے میرے چھوٹے لڑکون اور پوتیون کو بھی علاوہ کھانے اور کپڑے وغیرہ کے ماہانہ مقرر ہے۔ بڑی بڑی عیدون مین جیسے شب برات اور نوروز ہے میری بی بیون کو اور بچون کو لباس اور نقد اور زیورات تحفے مین دئے جاتے ہین۔ جیسا کہ کرسمس مین تحفے دینے کا رواج یوروپین مین ہے ان عیدونمین مین اہل دربار وعہدہ دار اور نوکرون کے کل بچون کو بھی تحفے دیتا ہون۔ میرے لڑکے جو تمام دن محنت سے کام کرتے ہین ہمیشہ رات اپنی حرم سرا مین اپنی بی بیون اور بچون کے ساتھ گذارتے ہین۔ ابتدا مین مین اپنی حرم سرا مین ہفتہ مین دو دفعہ جایا کرتا تھا۔ مگر جب کام بڑھا اور فرصت کمی ہیرا جانا مہینے مین دو ایک دفعہ ہو گیا لیکن اب مین ایسا مشغول ہون کہ سال مین دو تین دفعہ اپنی بیبیون اور بچون سے ملنے جاتا ہون۔ شب و روز مین اونہین کمرون مین رہتا ہون جہان کام کرتا ہون۔ البتہ میری بی بیان سال مین دس بارہ دفعہ دو چار گھڑی

کے لئے مجھ سے ملجاتی ہین۔

خدا نے مجھے اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسکے مخلوق کی حفاظت کرون جو میرے سپرد ہوئی ہے نہ اس لئے کہ اپنا وقت عیش وعشرت مین گذارون۔ میری سب سے بڑی خوشی یہی ہے کہ اوسکی راہ مین ہمیشہ مصروف بکار رہون۔

میرے دونون لڑکے حبیب اللہ خان اور نصر اللہ ہر روز دو دفعہ یا کم از کم ایک دفع مجھسے ملنے آتے ہین اور اپنے روزانہ کام کے متعلق مجھ سے مشورہ لیتے ہین۔

میرے چھوٹے بیٹے اور پوتے چند منٹ کے لئے ہفتہ مین دو دفعہ میرے پاس آتے ہین۔ چونکہ مین ہمیشہ مشغول رہتا ہون وہ میرے پاس بیٹھتے ہین یا تھوڑی دیر کھیلتے رہتے ہین یا بعض وقت آپسمین کشتی لڑتے ہین۔ یا کبھی میرے ساتھ کشتی لڑتے ہین۔ بعد ازان وہ اپنے اپنے گھرون کو واپس بھیجدے جاتے ہین۔

میرے لڑکون اور پوتون کی پرورش اس طرح پر ہوتی ہے کہ روز ولادت سے اون کو دودھ پلانے کے لئے انائین مقرر کیجاتی ہین۔ جو انھین دن مین دو ایک دفع آن کی ماؤنکے پاس لیجاتی ہین۔ اور کبھی کبھی اون کو میرے پاس بھی لاتی ہین۔ ایک سال کے بعد آنکے لئے ملا معلم۔ اتالیق۔ خدمتگار۔ اور باڈی گارڈ مقرر ہوتے ہین۔ اور اونکے رہنے کے لئے علٰحدہ مکان اور باغ دئے جاتے ہین۔ یہ مکان ہمیشہ میرے اور اون کی ماؤن کے مکان سے دور ہوا کرتے ہین۔ تا کہ لڑکے ہمیشہ اپنے معلم اور اتالیق کی نگرانی مین رہین۔ اتالیق ہمیشہ قدیم تجربہ کار پنشن یافتہ سرکاری ملازمین مین سے انتخاب کئے جاتے ہین اور لڑکے بجائے اس کے کہ اپنے ماؤن کے چاہ پیار مین پڑکر بیوقوف اور خراب ہون اچھی طرح تربیت پاتے ہین اور جب بڑے ہوتے ہین تو نیک چلن تعلیم یافتہ شریفون کے سے بچے ہوتے ہین۔ مین خود ہمیشہ آن کی نگرانی کرتا ہون اور آن کی تعلیم و تربیت پر عنایت توجہ رکھتا ہون اور آنکے عادات و اطوار اور تعلیم کو ایک ممتحن کی نظر سے دیکھتا ہون۔

جب وہ بالغ ہوتے ہین اُن کی شادی کردی جاتی ہے تب وہ اپنے گھر کے آپ مالک بنتے ہین اور دن مین کسی وقت جب کام سے فرصت ہوئی مجھے اور اپنی ماؤن کو دیکھ جاتے ہین۔ اون کو یہ بھی تنبیہ ہے کہ اپنے بزرگ عزیزون کے وہان جایا کرین اور اُن کا خیال رکھین کہ کسی چیز کی اونہین ضرورت تو نہین ہے اونکو ہدایت ہے کہ ہمیشہ پڑہنے کی عادت ہواخوری اور ورزش کی عادت اور شکار کی عادت جاری رکھین تاکہ کاہل نہ ہو جاوین یا بیمار نہ پڑین۔

میری بی بیون کو ہواخوری کے لئے گھوڑے یا گاڑی پر جانے کی اجازت ہے اُن کے مکانات اور باغ بہت عمدہ ہین اور شہر کے باہر واقع ہین۔ جب وہ اور میری بہوئین گھوڑے یا گاڑی پر کہین جاتی ہین تو اونکے باڈی گارڈ کا اسکارٹ ہمراہ ہوتا ہے۔

میری بی بیون کو بجز امور خانہ داری کے اور کوئی کام نہین ہے مگر میرے لڑکے مثل میرے اپنے ملک کی خدمت کرتے ہین۔ بالفعل جو کام میرے لڑکون کے سپرد ہین وہ حسب ذیل ہین۔

میرے بڑے لڑکے حبیب اللہ خان کو وہی کام کرنا ہوتا ہے جو مجھے یا کسی اور امیر افغانستان کو کرنا ہوتا تھا سوائے چند جدید دفاتر کے جیسے فارن آفس جو مین نے خاص اپنے متعلق رکھا ہے۔ حبیب اللہ کا روزانہ کام یہ ہے کہ وہ دس بجے صبح سے دربار کرتا ہے اور چار یا پانچ بجے تک دربار برخاست ہوتا ہے۔ روز شنبہ اور پنجشنبہ کو معتمدین دربار تمام عرضیان اور خطوط جو بذریعہ پوسٹ یا سوار ہرات۔ قندہار۔ بلخ۔ غزنی۔ جلال آباد۔ ہندوستان۔ یا میرے ملک کے اور مقامات سے آئے ہون اُس کے ملاحظہ مین پیش کرتے ہین۔ مختلف محکمون کے روزانہ اخراجات کے متعلق خزانہ پر احکامات جاری ہوتے ہین فوجی گورنرون اور سول افسرون اور کارخانون اور میگزین اور تعمیرات عامہ و دفتر مالگذاری وغیرہ کی رپوٹین تیار ہوتی ہین اور عہدہ داران متعلقہ کے حوالہ کیجاتی ہین۔ وہ لوگ کاغذات

اور جوابات خطوط وغیرہ پر اُس کی مہراور دستخط لیتے ہین اور بذریعہ پوسٹ اُن کو روانہ کرتے ہین - اس کے بعد اور جو کچہہ کام پیش ہوتا ہے اُسے انجام دیتا ہے تا اینکہ اُس کے آرام کا وقت آجاتا ہے البتہ سواری اور ہواخوری کے لئے وہ کچہہ وقت بچاتا ہے - قبل سونے کے چند منٹ کے لئے وہ میرے دربار مین بھی حاضر ہوتا ہے اور اگر ضرورت ہوئے تو صبح کو بھی میرے پاس آتا ہے - شنبہ کو وہ فوجی دربار کرتا ہے اور کل فوجی افسر اُس کے ساتھ کھانا کھاتے ہین - وہ فوج کے لئے نئے جوان بھرتی کرتا ہے - کل فوجی امور کا انتظام کرتا ہے اور فوجی جرایم یا فوجی مناقسات وغیرہ کا فیصلہ کرتا ہے چہارشنبہ کو اہل قلم کا دربار ہوتا ہے جہان سول عہدہ دار جو کابل مین موجود ہون حاضر ہوتے ہین اور سول مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے - جو اوسکے سامنے پیش ہوتے ہین - ہفتہ کو ملزمین کی تحقیقات کرتا ہے جو قابل سزا ہوتے ہین وہ قید کئے جاتے ہین اور جو بے گناہ ثابت ہوتے ہین - اونھین بری کرتا ہے - مقدمات فوجداری جو کوتوالی اور دوسرے ذریعون سے پیش ہوتے ہین اونکی تحقیقات کرتا ہے اور مرافعہ وغیرہ سنتا ہے - اتوار کو وہ کل کارخانون - صنعت وحرفت کے مدرسون اور ہر قسم کے میگزینون کا معائنہ کرتا ہے جو کابل مین موجود ہین اور کاریگرون کی درخواستون کو سنتا ہے اور اُنھین اُسکے حسب لیاقت ترقی و وظیفہ ورخصت وغیرہ دیتا ہے - جمعہ اُسکے لئے یوم الراحت ہے اوس روز وہ میرے پاس رہتا ہے یا شکار کو جاتا ہے وہ برابر نماز جمعہ مین بھی شریک ہوتا ہے اور اپنی والداؤن اور عزیزون کی ملاقات کو جاتا ہے -

میرے ملک کی کل عدالتون مین طریقہ تحقیقات مقدمات بہت آسان ہے - ہر شخص مجھ سے اور میرے گورنمنٹ کے بڑے عہدہ دارون سے مل سکتا ہے اور بلا وساطت وسفارش اپنا مقدمہ بیان کرسکتا ہے - مقدمہ کی شہادت اور ثبوت کے بموجب مین اور میرا لڑکا فوراً فیصلہ کردیتا ہے - اگر کوئی شخص پبلک مین اپنا مقدمہ بیان کرنا نہین چاہتا تو اوسے اختیار ہے ساری کیفیت لکھکر پیش کرے اِس طریقہ سے لوگون کی طولانی عرضیان پڑھنے مین وقت بہت ضایع ہوتا تھا



M S KHAN

شبیہ۔ شاہزادہ نصر اللہ خان

اِس لئے کہ لوگ زبان ہلانے مین بڑے کاہل ہین۔ مگر جب لکھنے پر آتے ہین تو فضول ورق کے ورق
سیاہ کر ڈالتے ہین۔ اِس لئے مین نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ عدالتی عہدہ دارون کے سوا ہر شخص
جو تحریری استغاثہ پیش کرنا چاہے تین روپیہ کا اسٹامپ خریدے اور اوس پر عرضی لکھے اس سے
وہ فضول تکلیف جو طولانی عرایض کے پڑھنے مین ہوتی تھی رفع ہو گئی معتمدین عدالت ان عرضیون
اور خطوں کے خلاصہ پیش کرتے ہین جو مستغیث میرے لڑکے کے روبرو استغاثہ پیش کرنے کے لئے
حاضر ہوتے ہین۔ ایک چوبی کٹہرہ کے پیچھے کھڑے ہوتے ہین اور باری باری ایک ایک شخص
بڑھکر استغاثہ پیش کرتا ہے۔ اس کام کے لئے عرضبیگی معین ہین جو اُنہین باری باری پیش کرتے
ہین۔ اگر کوئی ضعیف عورت یا ضعیف مرد یا اور کوئی شخص جو بوجہ ضعف کے یا اور کسی وجہ سے
اپنا معاملہ اچھی طرح نہ بیان کر سکے تو عرض بیگی مدعیون کے سامنے باآواز بلند کل حال اُس سے
عرض کرتے ہین جسپر وہ تحقیقات کرکے آخری فیصلہ کرتا ہے۔ میری عدالتون مین امیر وغریب
کے لئے کوئی امتیاز نہین رکھا گیا ہے۔ اگر ایک فقیر اور ایک شاہزادہ دونون ایک دوسرے
کے شاکی ہون تو دونون برابر خیال کئے جاتے ہین۔ اور دوران تحقیقات مین میرے یا میرے
بیٹے کے سامنے دونون برابر کھڑے ہوتے ہین۔ اب افغانستان مین وہ قدیم زمانہ کا لغو
طریقہ باقی نہین ہے۔ جب بااختیار لوگ اپنے دوستون کی سفارش سے غریب اور کمزور کے مقابلہ
مین خاص رعایتین حاصل کر لیتے تھے بعض پیچیدہ اور طولانی مقدمات جن کے لئے بہت کچھ
شہادتون کی اور ثبوت کی ضرورت پڑتی ہے میرا بیٹا **حبیب اللہ خان** اوّل ابتدائی تحقیقات
کے لئے عدالت امور مذہبی یا عدالت فوجداری یا عدالت مالگذاری و تجارت مین جہان سے اُس مقدمہ
کا تعلق ہو بھیجدیتا ہے۔ اِس کے بعد وہ مقدمہ آخری فیصلہ کے لئے مختصر ہوکر میرے سامنے پیش
ہوتا ہے۔ **حبیب اللہ** کا چھوٹا بھائی **نصر اللہ** صدر محاسب اور دفتر حساب فہمی کا افسر اعلیٰ ہے
حسابی مقدمات مین جب فریقین کے حسابات محاسبین کے فیصلہ کے مطابق اچھی طرح پر طے ہو جاتے
ہین تو ثالثی کی طرف سے اوپر مُہر ہوتی ہے۔ بعد ازان **نصر اللہ** کی منظوری حاصل کی جاتی ہے

اور اُس دست آویز پر نصر اللہ کی مہر اور دستخط ہوتے ہین اور نزاع کا فیصلہ ہو جاتا ہے - اگر کسی مقدمہ مین فریقین محاسبین کے فیصلہ کو جو حسابات کے متعلق ہوا ہو منظور نکرین - تو ثالثی نصر اللہ کے سامنے اوس مقدمہ کی مکرر جانچ کرکے آخری فیصلہ کرتی ہے - جو مقدمات نصر اللہ کے اختیارات سے باہر ہوتے ہین وہ حبیب اللہ کے پاس یا میرے پاس بھیجدیئے جاتے ہین - میرے دوسرے بیٹے ابھی اتنے بڑے نہین ہین کہ کسی خدمت پر مقرر کیئے جائین -

سنہ ۱۸۹۱ء سے حبیب اللہ کو کل امور مملکت جو اوپر بیان ہوئے سپرد کیئے گئے - جب سے میرے لئے کوئی خاص دن کسی خاص کام کا معین نہین رہا لیکن جس وقت سے مین بیدار ہوتا ہون اور جب تک سونے کو لیٹتا ہون جو کچھہ کام میرے سامنے پیش ہوتا ہے اوسے نہایت شوق سے اوسی وقت کردیتا ہون -

اہل دربار کے لئے ایک امام مقرر ہے جو دن مین پانچ دفع نماز پڑہاتا ہے اور تمام ملک مین محتسب مقرر ہین جو لوگون کو مسجد مین آنے اور نماز پنجگانہ پڑہنے کی ہدایت اور ماہ صیام مین روزہ رکہنے کی تاکید کرتے ہین - اسپر بھی اگر لوگ انحراف کرتے ہین تو اونہین درے لگائے جاتے ہین - اس لئے کہ جو قوم اپنے مذہب کی پابند نہو اُس کے اخلاق بگڑ جاتے ہین اور تباہ و برباد ہو جاتی ہے کیونکہ بداطواری کی وجہ سے لوگ اِس دنیا مین بھی خوش نہین رہتے اور عقبیٰ مین بھی ذلیل ہوتے ہین - میرے ملک مین دوسرے مذاہب کے جو لوگ ہین اُنہین میرے ہم مذہب لوگون سے بھی زیادہ آزادی حاصل ہے اور اُنکے ساتھہ کوئی متعصبانہ سلوک نہین کیا جاتا - اونہین میری گورنمنٹ مین اعلےٰ سے اعلیٰ عہدہ ملتے ہین جو چیز انگلستان مین بالکل خلاف قانون سمجھی گئی ہے یعنی وہان جو لوگ اسٹیابلشڈ چرچ انگلستان کے پیرو نہین ہین - وہ بعض خدمتون سے محروم کیئے جاتے ہین - میرے یہان ایسا نہین ہے مین ایک سُنّی ہون مگر میرے ملک مین بعض اعلیٰ سے اعلیٰ خدمتون پر شیعی اور ہندو ممتاز ہین -

ہر شخص اپنا استغاثہ میرے سامنے اِس طرح پیش کرسکتا ہے کہ وہ در دولت پر حاضر ہوتا
ہے اور عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے مین اُسے فوراً اندر بلالیتا ہون تاکہ جو کچھ کہنا ہے
مجھسے کہے یا اپنی کل کیفیت لکھکر ناظر یا اُس کے مددگار یا میرے معتمدین مین سے کسیکو دیدے
یا اگر چاہے تو ڈاک مین ڈالدے مگر اِس صورت مین اُسے لفافہ پر یہ لکھنا چاہیئے کہ سوا میرے
اور کوئی اوسے نہ کھولے۔ ایسے کل خطوط مین اپنے ہاتھ سے کھولتا ہون اور اگر ضرورت ہوئی
تو جواب بھی اپنے ہاتھ ہی سے لکھتا ہون۔ اور مستغیث کے پاس اُسی طرح پر روانہ کردیتا ہون جس
طرح پر اوس کا خط میرے پاس آیا ہو۔ اگر وہ اِن ذرائع سے بھی اپنی عرضی مجھ تک نہ پہونچا سکے
تو میرے خانگی اور سرکاری مخبرون کے اور خفیہ پولیس کے ذریعہ سے مجھ تک پہونچائے اگر وہ
لوگ کسی مقدمہ کو مجھ تک پہونچانے مین دریغ کرتے ہین تو اونہین سخت سزا دیجاتی ہے۔ فی الحقیقت
افغانستان مین یہ بات مشہور ہے کہ ہر شخص میرے دستخط بنا سکتا ہے۔ اور ہر گھر مین ایک خفیہ
پولیس کو راہ ہے۔ حالانکہ اسمین بہت مبالغہ ہے۔ میرے کل شاہی مکانات نہایت پرفضا ہوادار
مقامات پر بنائے گئے ہین۔ اور اُسکے گرداگرد باغات ہین۔ ان مکانون کی تعمیر اس وضع پر
ہوئی ہے کہ موسم سرما و گرما دونون کے لئے بکار آمد ہوسکین۔ یعنی موسم سرما کے لئے گرم کمرے
موجود ہین اور موسم گرما کے لئے کھلے ہوے برآمدے اور بڑی بڑی کھڑکیان ہین۔ کمرون کی
تقسیم اسطرح پر ہوئی ہے کہ اگر کوئی مکان مین بیٹھکر ان کھڑکیون سے موسم بہار کا لطف اٹھانا
چاہیے۔ تو شگوفہ ہاے درخت اور موسم خزان مین زرد زرد پتون کی بہار یا کھلی ہوئی برف کے
چمکتے ہوئے آبشار صاف نظر آتی ہے اور شب ماہ کا سمان بھی عجب دلفریب ہوتا ہے مین عموماً
موسم گرما اور موسم بہار اور خزان شہر کے باہر گذارتا ہون اور آٹھ آٹھ دن تک خیمون مین رہتا ہون
جو اُن پرفضا مقامات مین نصب کئے جاتے ہین یہان سے گلہاے رنگا رنگ و غروب
آفتاب کا لطف اور موسم خزان کی زرد زرد بہار دکھائی دیتی ہے۔ مین ہمیشہ سے خوبصورت فضا
پھول۔ سبزہ۔ راگ تصاویر اور ہر قسم کی صنعت کردگار کا شیفتہ ہون۔

میرا روزانہ یونیفارم نہایت سادہ اور یوروپین وضع کا ہوتا ہے خاص خاص موقعون پر مین فوجی یا ٹو پلو ٹیکل یونیفارم پہنتا ہون۔ شب کو یا اور فرصت کے وقت مین عربی یا ترکمانی یا منگولی وضع کا لباس پہنتا ہون جو چینی یا جاپانی اطلس کا ہوتا ہے۔ ایک چھوٹی سی کلاہ بھی پہنتا ہون جسپر مختصر سی حریر یا ململ کی پگڑی بندھی ہوتی ہے یہ ڈھیلا لباس پہننے اور اوتارنے مین بہت آسان ہوتا ہے اور خاصکر بیماری کی حالت مین بہت آرام دیتا ہے۔

جہان کہین مین ہون سفر ہو یا حضر ہمیشہ میرے خدمتیون کا مدرسہ ساتھ رہتا ہے۔ اس مدرسہ مین اُن کو مذہبی تعلیم دیجاتی ہے اور تاریخ جغرافیہ علم الحساب السنہ جدیدہ سکہائے جاتے ہین اوسکے علاوہ بندوق کے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہین جس وقت اُن کا ایک گروہ میرے پاس حاضر رہتا ہے دوسرا گروہ تعلیم مین مصروف رہتا ہے۔ القصہ جب وہ تحصیل علم سے فارغ ہوکر بڑے ہوتے ہین تو اُنہین خدمتین ملتی ہین۔

اوراُ فوج مین ایک پلٹن ہے جس کا نام خانہ آبادی ہے۔ اس پلٹن مین فوجی افسرون اور امیرون کے چھوٹے چھوٹے بچے بھرتی ہین۔ اُنہین قواعد سکھائی جاتی ہے اور فنون جنگ کی تعلیم دیجاتی ہے بعدازان مختلف رجمنٹون اور پلٹنون مین مقرر کئے جاتے ہین۔

مین اور میرے چند عہدہ دار سگرٹ پیتے ہین۔ اور بعض حقہ کے عادی ہین۔

میرا روزمرہ بہت ہی سادہ ہے۔ جب مین کام مین مصروف رہتا ہون تو اثنا رکار مین ذرا ٹھہر کر اپنے عہدہ دارون اور اہل دربار سے باتین بھی کرلیتا ہون۔ شام کو شطرنج اور بیک گیمن کھیلنے والے میرے سامنے کھیلا کرتے ہین مین اُن کا کھیل دیکھتا ہون اور کبھی خود بھی کھیلتا ہون مگر ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے۔ قوال۔ گوئے حاضرین مجلس کا دل بہلانے کے لئے گاتے بجاتے رہتے ہین اور کبھی مین بھی دو ایک منٹ کے لئے اُن کا گانا سن لیتا ہون۔ مجھے راگ کا بہت شوق ہے اور میرے قصرون مین ہمیشہ عمدہ سے عمدہ پیانو ستار۔ وائیولن (سارنگی) بیگ۔ پائپ وغیرہ رکھے رہتے ہین۔ مجھے خود راگ مین دخل ہے۔ اور وائیولن

ورباب بجا سکتا ہون - میرے عمدہ دار میرے پاس حاضر رہنے کی آرزو کرتے ہین - اِس لیئے
کہ یہ سارے سامان عیش جو مین نے فراہم کئے ہین اُس کا لطف اُٹھاتے ہین - جو لوگ
ایمانداری اور وفاداری سے میرا کام کرتے ہین اُن کے ساتھ مین دوستانہ طرز رکھتا ہون -
اُن سے مذاق بھی کرتا ہون اور بعض وقت وہ بھی ہنسی دلگی کرتے ہین غرض کہ ہمیشہ چہل پہل رہتی
ہے مگر جو لوگ مکار و بیوفا ہین اُنکے ساتھ مین بہت سختی سے پیش آتا ہون - بقول سعدی
شیرازی ؎

نکوئی با بدان کردن چنانست	که بد کردن بجائے نیکمردان

مین پلنگ پر لیٹتے ہی سو نہین جاتا - اوسوقت میرا کتاب خوان جو خاص اس کام کے لئے
مقرر ہے - پلنگ کے پاس بیٹھکر کوئی کتاب پڑہتا ہے مثلاً مختلف ملکون اور لوگون کی تواریخ یا بڑے
بڑے بادشاہون اور ریفارمرون کی سوانح عمری یا علم جغرافیہ و سیاست مدن کی کوئی کتاب مین
سنتا ہون یہانتک کہ نیند آجاتی ہے اُسوقت ایک داستان گو آتا ہے اور وہ صبح تک
داستان بیان کرتا رہتا ہے - اِس سے مجھے بہت آرام ملتا ہے کچھ داستان گو کی بکواس
میرے تھکے ہوئے دماغ کو اور اعصاب کو تسکین دیتی ہے - مین نے خود بھی کئی کتابین لکھی ہین
جو مطبع کابل مین چھپی ہین - اس طرح باآواز بلند کتاب خوانی سے مجھے کئی فائدہ ہین اول تو یہ کہ مین نے
اپنی عمر مین ہزارہا کتابین پڑہوا کر سن لین جس سے میری معلومات مین بہت وسعت ہوئی - علاوہ
اِس کے جو کچھ قصہ کی صورت مین بیان کیا جائے وہ اچھی طرح یاد رہتا ہے -

اسمین شک نہین کہ قصے اغراقات و توہمات سے بھرے ہوتے ہین - تاہم اِن سے قدیم
لوگون کے خیالات اور عادات کا بہت کچھ حال معلوم ہوتا ہے اور مین اِس زمانہ کی ترقی کو اُس سے
مقابلہ کرتا ہون - دوسرا فائدہ اِس داستان کا یہ ہے کہ مین شور و غل مین سونے کا عادی ہوگیا
ہون اور مجھے میدان جنگ مین بھی نیند آسکتی ہے -

مین حسب ذیل زبانین لکھ پڑھ سکتا ہون اور بول سکتا ہون - پشتو جو افغانستان کی زبان قدیم

ہے۔ فارسی جو میرے دربار اور عدالت کی زبان ہے۔ ترکی جو میری ترکمانی رعایا کی زبان ہے۔ علاوہ ان کے مین روسی۔ عربی اور ہندوستانی بھی جانتا ہون گو عربی او ہندوستانی زبان مین مجھے پورا دخل نہین مگر تاہم مین اونہین سمجھہ سکتا ہون۔ مین ہمیشہ ہر چیز کے متعلق کچھ نہ کچھ دریافت کرتا رہتا ہون اور کوئی نئی بات معلوم کرنے کا موقع ہاتھ سے نہین دیتا۔ جب کبھی کوئی غیر ملکی یا میرے ملک کا آدمی میرے پاس آتا ہے مین اُس سے ہر قسم کا سوال کرتا ہون خاصکر اُن امور کے متعلق جس مین اوسے پوری واقفیت ہو۔ اس طرح مین ہر شخص سے کچھہ نہ کچھہ سیکھتا ہون

اعیاد و تعطیلات

افغانستان مین پانچ عیدین معین ہین۔

(۱) عید الفطر (۲) عید الضحی (۳) شب برات (۴) نوروز جو ہر سال ۲۱ مارچ کو ہوتا ہے۔ اِن عیدون مین مین اپنے عہدہ دارون اور نوکرون کو خلعت و انعام دیتا ہون اور اپنے عزیز و اقارب کو ہدایا بھیجتا ہون۔ عیدین مین تجار میرے پاس تحفے گذرانتے ہین۔

نوروز کے دن مین کل سامان جنگ ہتیار اور مختلف اسباب تجارتی کو جو سال بھر مین کابل کے کارخانون اور ورک شاپون مین تیار ہوتا ہے (علاوہ اُس سامان کے جو گوداموں مین بھرا ہے) معائنہ کرتا ہون اور کاریگرون کو ہر چیز کی عمدگی یا نقص کے موافق انعام دیتا ہون یا اُن پر جرمانہ کرتا ہون اور سال آیندہ کے لئے ہدایت کرتا ہون اور نقص بتا کر یہ حکم دیتا ہون کہ آیندہ زیادہ خیال رکھا جائے۔ جو توپین بندوقین کارتوس وغیرہ میرے معائنہ سے گذرتے ہین داغ کر اُن کا امتحان کیا جاتا ہے۔ بعد ازان وہ سرکاری سلاح خانون مین اور میگزینون مین بھیجدیے جاتے ہین۔ جو ناقص ہوتے ہین وہ بغرض اصلاح پھر ورک شاپ کو واپس کیے جاتے ہین۔

پانچوان جشن خطاب ضیاء الملت والدین کی یادگار مین ہے جو میری قوم نے مجھے عطا کیا

یہ خطاب ۲۵ رمئی ۱۸۹۶ء مین عید الفطر کے دن مجھے دیا گیا تھا مگر چونکہ افغانستان کے کل شہرون اور ضلعون کی منظوری ماہ اگست مین مجھہ تک پہونچی جو شمسی مہینون کے حساب سے چوبیسوین آذر کی تھی اِس لئے یہ جشن ہمیشہ ۲۴ آذر کو ہوتا ہے۔

میری گورنمنٹ کے آرڈرز (یعنی تمغے) وغیرہ جو مختلف عہدہ دارون کو دئے گئے ہین حسب ذیل ہین۔

تمغائے شرافت۔ تمغائے عزت۔ تمغائے شجاعت۔ تمغائے دیانت۔ تمغائے صداقت تمغائے اخلاص۔ تمغائے خیر خواہی اسلام۔ یہ آخری تمغہ بس ایک شخص کو عطا ہوا ہے وہ میر منشی سلطان محمد خان ہے جن کو ۱۸۹۳ء مین اُس دن یہ تمغہ ملا ہے جس روز میری گورنمنٹ اور سر مارٹمر ڈیورانڈ کے عہدنامہ پر دستخط ہوئے۔ یہ سب تمغے طلائی ہین مگر اُن مین سے بعض جواہرات سے مرصع ہین اسکے علاوہ بہت سے نقرئی تمغے بھی ہین جو اہل فوج کو اُنکے کارہائے نمایان کے صلہ مین دئے جاتے ہین تمغے پر اُس مقام کا نام جہان فتح حاصل ہوئی ہو کندہ ہوتا ہے۔

اگرچہ مجھے یقین نہین کہ ہمارے مقدس نبی نے کبھی یہ حکم دیا کہ بے بیان گھرون مین بند کرکے رکھی جائین۔ اِس مسئلہ پر ہمیشہ بحث ہوئی ہے۔ مگر زمانہ قدیم سے امرا اور دولتمند لوگون مین یہ رواج چلا آتا ہے کہ اپنی بی بیون کو حرم مین رکھتے ہین یعنی مکانون مین اُن کے رہنے کے لئے علیحدہ جگہ معین ہوتی ہے۔ وہ بی بیان جو مکانون سے باہر نہین نکلتی ہین اون کے لئے کچھہ سلسلہ روابط واخبار ہونا ضرور تھا اسکے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ میرے ہر حرم سرا مین کئی پیش خدمت لڑکے اور چند عورتین مقرر ہین۔ اِن سب کے اوپر ایک نوجوان عورت سردار ہوتی ہے جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔ یہ نوکر پیام و سلام و خطوط لیجاتے ہین مین نے قدیم طریقہ خواجہ سراؤن کا جو اول حرم سراؤن مین نوکر ہوتے تھے اُٹھا دیا ہے۔ ان نوکرون کے علاوہ میری بی بیون کے خانگی محکمے ہین اور اُن کے ذاتی ملازمین مثل عرض بیگی

دربان - خزانچی - میرآخور اور داروغہ توشک خانہ وغیرہ ہین میری بی بیان اگر کہین جانا چاہین
توگاڑیون مین جاسکتی ہین یا نقاب پہنکر گھوڑونپر سوار ہوکر جاسکتی ہین۔

باب پنجم

تعلقات انگلستان وافغانستان

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۝[1]

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اس باب کے عنوان سے تو لوگ یہ سمجھین گے کہ مین برطانیہ اعظم اور افغانستان کے
تعلقات جو ابتدا سے چلے آتے ہین اور دونون ملکون کی سرحدین جو وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی
ہین۔ اُنکے متعلق جو دونون سلطنتون مین مراسلت وغیرہ ہوئی ہے اُس کا ذکر کرون گا
اوران دونون کے آیندہ تعلقات کے متعلق کچھ اپنی رائے ظاہر کرونگا مگر ایسا نہین ہے۔
اِن دونون امور کی نسبت مین نے علٰحدہ دو باب لکھے ہین۔ جن مین حدود افغانستان
اور آیندہ تعلقات کی بابت بحث کی گئی ہے۔ اِس باب مین فقط خاص خاص امور کا ذکر
کرتا ہون جو میرے ملک اور برطانیہ اعظم کے درمیان میرے عہد مین واقع ہوئی ہین اور
بہت اختصار کے ساتھ بیان کرونگا۔ اِس لئے کہ جو کچھ میرے دل مین ہے وہ سب بالفرض
اگر مین بیان بھی کرسکون تو اوسکا ذکر کرنا خلاف مصلحت ہوگا۔

[1] اپنی قسمون اور اپنے وعدونپر مستقل رہو۔

ایک خاص امر جو میری ابتداے تخت نشینی سے آجتک انگریزون اور افغانون کے درمیان معرض بحث مین ہے اور جس کے متعلق مختلف رائین ظاہر کی گیئن ہین - مین اوسکی نسبت کچھ بحث نہ کرونگا - مجھے اونکے اختلاف سے کچھ تعلق نہین - اِس لئے مین یہ چیز اونہین لوگون پر چھوڑتا ہون - کہ وہ آپسمین خود اس بات کا فیصلہ کرلین - وہ امر زیر بحث یہ ہے - بہت سے انگریز اور انگریزی اخبار یہ کہتے ہین کہ ہمنے امیر عبدالرحمن خان کو کابل کا تخت عطا کیا لہذا وہ ہمارے نوکر ہین" افغان لوگ یہ جواب دیتے ہین - کیا انگریزون نے امیر عبدالرحمن خان کو دعوت دی کہ آپ روس سے آیئے اور کابل کا تخت قبول کیجئے - ہرگز نہین کیا برٹش گورنمنٹ نے اونہین روس کی نگرانی سے آزادی دلائی یا روس سے درخواست کی کہ اونہین یہان آنے دیجئے تاکہ تخت کا دعوی کرین - ہرگز نہین - کیا برٹش گورنمنٹ نے امیر عبدالرحمن خان کو روس مین کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ کی خواہش ہو تو تخت کا دعوے کیجئے - ہم اس بات کے منتظر ہین کہ کوئی دعویدار پیدا ہو - نہین - کیا انگریزون نے اونہین تخت نشینی سے پہلے کوئی مالی مدد دی یا روس سے کابل تک اونکے اخراجات سفر ادا کئے یا اور کسی قسم کی مدد کی - نہین -

افغانون کا یہ بیان ہے کہ جسوقت امیر عبدالرحمن خان سرحد افغانستان پر پہونچے میر سلطان مراد بیگ اور دوسرے میران کتغان و ترکستان نے اونہین روکا - اور کابل مین آنے کو مانع ہوئے اِس لئے کہ جو انگریز کابل مین تھے اُنکا یہ خیال تھا کہ امیر عبدالرحمن خان روس کی اجازت سے اُس کے فرستادہ آئے ہین - اس سبب سے وہ چاہتے تھے کہ - وہ کابل مین نہ آنے پائین اور خود بھی ملک پر مسلط نہ ہوسکتے تھے اِس لئے کہ وہان کے لوگ بہادر سپاہی ہین اور یہ ملک بھی مابین انگلستان و روس نیوٹرل خیال کیا جاتا تھا - اس لئے اونہون نے کابل کا تخت موسی جان اور دوسرے دعویدارون کو دینا چاہا لیکن جب دیکھا کہ عبدالرحمن خان بہ تائید الٰہی اپنی قوت بازو سے اُن تمام دشمنون پر غالب آئے جو اُنکی راہ مین

حائل ہوئین اور کل امیرون نے اونکی اطاعت قبول کی اور سارا ترکستان فتح کرلیا۔ اور قندز مین داخل ہو گئے جہان ہزار ہا غازی اور تمام فوج اُن سے جاملی۔ اور موسیٰ جان نے تخت سے انکار کیا کوئی دعویدار بھی تخت کے لئے پیدا نہ ہوا۔ سارے ملک مین غازیون کے اجتماع سے ولولہ پیدا ہوگیا۔ اور انگریزون کی مخالفت کا خیال روز بروز پھیلنے لگا۔ ایوب ہرات سے قندہار کو روانہ ہوا کہ انگریزی فوج پر حملہ کرے۔ اسوقت انگریزون کو بجز اسکے اور کچھہ بن نہ آئی کہ امیر عبدالرحمن خان کے ساتھ اتحاد پیدا کرین تاکہ ملک سے صحیح وسلامت اپنے گھر پہونچین۔ دراصل ہم افغانیون نے اپنے وکیل اور نائب بھیجکر عبدالرحمن خان کو روس سے بلایا۔ کہ آپ یہان تشریف لائے اور ہمارے بادشاہ بنئے اونھون نے ہماری درخواست منظور کی اور روس سے روانہ ہوئے اگر کوئی شخص ذرا تکلیف گوارا کرکے اُس مراسلت کو پڑہے جو سرلپل گرفن اور عبدالرحمن خان مین ہوئی ہے وہ خود اِس بات کا فیصلہ کرلیگا۔ اوسمین امیر نے صاف لفظون مین یہ لکھا ہے کہ مین بجز رعایائے افغانستان اور کسی کے ہاتھ سے تخت قبول نکرونگا۔ چنانچہ ہم نے اونہین بمقام چاریکر بادشاہ بنایا اُس کے بعد وہ کابل مین داخل ہوئے۔ اور تب سرلپل گرفن بھی اُن سے ملنے آئے۔ البتہ ہمارے اِس اعلان کی سرلپل گرفن اور دوسرے برٹش افسرون نے جو اوسوقت کابل مین موجود تھے تصدیق کی اور وہ سب بطریق دوستانہ امیر سے رخصت ہوئے۔ امیر نے اپنے تئین بہت ہی صادق القول ثابت کیا اِس لئے کہ جو انگریزی فوج اسوقت کابل مین تھی وہ ۱۸۴۱ء سے بھی زیادہ نازک حالت مین تھی کیونکہ اونہین یہ خبر پہونچ چکی تھی کہ قندہار مین انگریزی فوج پسپا ہوئی۔ مگر امیر نے ایسا انتظام کردیا کہ وہ سب بحفاظت تمام ملک سے روانہ ہو گئے۔ انگریزی گورنمنٹ جو امیر کو ماہانہ روپیہ کی مدد دیتی ہے اگر اُس کی کوئی غرض نہ ہوتی تو کبھی کچھہ نہ دیتی۔ امیر یہ سب روپیہ بلکہ اِس سے زیادہ انگلستان سے ہتیار اور اسباب جنگ منگانے مین صرف کرتے ہین۔ تاکہ سرحد ہندوستان کی حفاظت کے لئے کام آئین۔ امیر بعض مقامات کے دعوے سے بھی دست بردار ہو گئے ہین۔ اور

بغیر اطلاع گورنمنٹ ہند کسی غیر سلطنت سے مراسلت بہی نہین کرتے۔ اونہون نے دشمنان ہند کی شرکت سے بھی علٰحدگی اختیار کی ہے۔ اور جو کچہہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ وعدہ کیا ہے اوسپر قایم ہین۔ اگر انگلستان اُن کی دوستی کو قابل قدر نہ سمجہتا تو اونہین ماہانہ رقم امدادی نہ دیتا۔ اس لئے کہ ہندوستان مین اور بہت سے والیان ملک شاہزادے نواب اور راجہ موجود ہین جن مین بعض مثلاً سرکار نظام کا ملک امیر کے ملک سے بھی بڑا ہے۔ مگر کسی کے ساتھ اِس قسم کی مدد نہین کیجاتی علاوہ برین یہ امدادی رقم امیر کے دادا کے وقت سے چلی آئی ہے جو کل والیان افغانستان کو دیگئی اِس سے غرض یہ ہے کہ افغانستان کی حفاظت اور قوت کی بدولت ہندوستان بھی غیر حملون سے محفوظ رہے۔ مین عام لوگون کی اِن باتون مین کچہہ دخل نہین دیتا۔ یہ بحث مین اونہین لوگون پر چھوڑتا ہون۔ وہ خود آپس مین فیصلہ کرلین۔ انگلستان اور افغانستان کا فائدہ اسی مین ہے کہ دونون مین اتحاد قایم رہے اسلئے کہ اس اتحاد سے ہر ایک کا ذاتی نفع ملحوظ ہے۔ مین اپنے اور ملکہ معظمہ کے بیٹون اور جانشینون کو یہ مشورہ دیتا ہون اور وصیت کرتا ہون کہ ہمیشہ اِس دوستی کو روز بروز اور مضبوط کرتے جائین۔ اِس لئے کہ ہندوستان اور افغانستان کی حفاظت توام ہے۔ دونون کے اتفاق سے دونون کی قوت ہے اور نفاق سے دونون کا زوال۔ مین جب تک لوگون کے دلون سے یہ بات دور نہ کرلون کہ سر لپیل گریفن اور برٹش افسرون نے جو کابل مین تھے میرے بادشاہ ہونے کے اعلان کو محض تصدیق کیا اس بحث کو نظر انداز نہین کر سکتا۔ فی الحقیقت اونہون نے دولت برطانیہ اور قوم افغان کے ساتھ بڑا سلوک کیا جو ایسے مدبرانہ طور سے دونون کی بحث کو ختم کیا۔

میری یہ رائے ہے کہ سر لپیل گریفن نے اپنی گورنمنٹ کی خیر خواہی مین اِس معاملہ کو بڑی دانائی سے سلجھایا اور اِس اتحاد کی بنا ڈالی۔ میرا خیال ہے کہ اُنکے ساتھ اِن خدمات کا پورا معاوضہ نہین کیا گیا۔ وہ مستحق ہین کہ لارڈ آف کابل کا خطاب پائین جیسے رابرٹس کو لارڈ آف قندہار

کا خطاب ملا ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہین۔ [1] لَا تَنظُر اِلیٰ مَن قَالَ وَانظُر اِلیٰ مَا قَالَ۔ اِس بحث سے کچھ غرض نہین کہ بارنسٹ کد ہر زیادہ ہے۔ خاص بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ دونون قومون کے اغراض ایک ہین۔ مین نے اسی بات کا خیال کرکے اپنے عہد کے اول ہی روز سے یہ اتحاد بڑہانا شروع کیا۔ مین مارکوئیس آف رپن کا بہت مشکور ہون جنہون نے اپنے زمانہ مین مجھے بہت مدد دی اور اِس دوستی کا ہر طرح پر یقین دلایا۔ اُنکے وقت مین میرا پہلا سفیر جنرل امیر محمد خان مقرر ہوا۔ جو بچپن سے میرا نہایت معتبر ملازم رہ چکا تھا۔ یہ شخص ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار مدبر تھا۔ میرے دربار مین بھی گورنمنٹ ہند کی طرف سے ایک مسلمان سفیر مقرر ہوا جس سے گویا گورنمنٹ ہند کے اخلاص کا اور زیادہ ثبوت ہوا۔ ۱۶ رجون ۱۸۸۳ء مین مارکوئیس آف رپن نے مجھے لکھا کہ حفظ حدود اور درستی فوج کے لئے میری گورنمنٹ کو سالانہ رقم امدادی بارہ لاکھ روپیہ ملا کرینگے۔

اس موقع پر ایسے نیک نیت اور کشادہ دل وائسرائے کی نسبت وہ ایک لفظ لکھنا بیجا نہوگا جسے کسی مذہب یا قوم کا کچھہ تعصب نہ تھا اور جس کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا کے سامنے سب کو اپنے افعال کا جواب دینا ہوگا۔ اوس نے اِس اصول کی ہمیشہ پابندی کی کہ خدا کی نظرون مین سب برابر ہین۔ پس کوئی وجہ نہین کہ اُس خدا کے جانشینون کے یہان جو اس دنیا کے بادشاہ ہین سب کے ساتھ مساوی سلوک نہ کیا جائے۔ اُس نے ملکہ معظمہ کی رعایائے ہند کو بھی وہی حقوق دینا چاہیے جو گورے چمڑے والون کو حاصل تھے۔ اس بات سے بعض گورے چمڑے والے ناخوش ہوئے۔ مگر اِس سوئے تدبیر کی وسعت نے لوگون کو مسخر کرلیا۔ اور اُن کے

---

[1] یہ مت دریافت کرو کہ کس نے کیا یا کس نے کہا بلکہ اس کی قدر کرو کہ کیا کیا اور کیا کہا۔

یہ لفظی ترجمہ انگریزی عبارت کا ہے جو اصل کتاب مین درج ہے حضرت کے قول کی عبارت اگر اس ترجمہ سے مطابقت نہ کرے تو مترجم ذمہ دار نہین۔ مترجم۔

دلون مین نہایت محبت اور وفاداری پیدا ہوئی اوس کے سارے زمانہ ویسرائلٹی مین میرے
اور مارکوئس آف رپن کے درمیان نہایت دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات رہے۔
ایک مشہور مثل ہے۔ کہ جس چیز کے پھیلانے مین سالہاسال درکار ہوتے ہین ۔ اوس کے
سمیٹنے مین بھی برسون کی ضرورت پڑتی ہے ۔ پس یہ ممکن تھا کہ جو مخالفت عداوت نفرت بے اعتباری
اور بدگمانی انگریزون اور افغانون مین پچاس برس سے چلی آتی تھی ۔ اور جس کی وجہ سے
دونون قومون مین جنگ وجدل اور کشت و خون ہوا کیا ۔ دفعتاً رفع ہو جاتی ۔ دونون
قومون کے لوگون نے ایک دوسرے کے خلاف متعدد کتابین اور قصے لکھے تھے جس
مین ایک دوسرے کو دغاباز بے اعتبار اور بدعہد کہا تھا ۔ پس اِن سب باتونکا خیال کر کے
اگر یہ امر دشوار نہین تو ایسا آسان بھی نہین تھا کہ اِن دونون قومون کے دلون سے گذشتہ
واقعات محو کئے جائین ۔ اونکے خیالات کی اصلاح ہو ۔ اور وہ ایک دوسرے پر اعتبار
کرنے کی طرف مائل کئے جاوین خصوصاً ایسے وقت مین جب اخلاص مندی بھی بدگمانی
کی نظر سے دیکھی جاتی ہو ۔ اس اتحاد کے خلاف مین بہت سے امور تھے ۔ یہ بہت دشوار
تھا کہ دوستانہ تعلقات ایسے قوی ہون جیسا کہ ہونا چاہیے ۔ گورنمنٹ ہند کو نہ اتنا اختیار
تھا کہ مجھے کافی مدد دے سکے یا وعدہ کر سکے اور نہ اوسے میری دوستی اور صداقت اور
وفاداری پر اتنا بھروسہ تھا کہ خود اوسکی پروا کرے مین بھی جیسا چاہیے ویسا دوستی کا اظہار عام
طور پر نہ کر سکتا تھا ۔ کیونکہ لوگ جاہل اور متعصب تھے ۔ اگر مین انگریزون کی طرف اپنا میلان
ظاہر کرتا تو لوگ مجھے کافر کہتے ۔ اور یہ مشہور کرتے کہ مین کافرون سے مل گیا ہون ۔ اور میرے
خلاف جہاد کا اعلان کرتے ۔ مین جانتا تھا کہ جب تک اپنے ملک سے اِن تمام متعصبون اور باغیون
کو نکال نہ لون تب تک نہ پورے طور پر اپنی دوستی کا اظہار کر سکتا ہون ۔ اور نہ اُس پر اچھی
طرح عمل کر سکتا ہون ۔ مین امیر یعقوب کی طرح بیوقوف نہ تھا جس نے اظہار دوستی کی غرض سے
بغیر لوگون کی منظوری حاصل کئے بغیر اس کے کہ اپنے تئین اچھی طرح مضبوط بنائے ۔

سر لوئی کینری اور اُن کے مشن کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ اِس ذمہ کا بار اوٹھانا اوسکے
اختیار سے باہر تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کینری مارے گئے وہ خود تخت سے اوتار دیا گیا۔ اور قید
ہوکر ہندوستان گیا۔ اور ہزارہا آدمی قتل ہو گئے گورنمنٹ ہند نے میرے ساتھ ایک عہدنامہ
کیا تھا جسکی رو سے مین افغانستان کے اندرونی دشواریون مین کچھ دخل نہ دے سکتا تھا
پس ایسی حالت مین اگر مین گورنمنٹ ہند کے ساتھ اظہار دوستی کرتا۔ اور رعایاے افغانستان
مجھ سے ناخوش ہوکر مجھ پر جہاد کا اعلان دیتی تو مجھے گورنمنٹ ہند سے کوئی توقع نہ تھی کہ اندرونی
اور خانگی دشواریون مین میری مدد کرے گی۔ اس کے علاوہ مین اِس دوستی کے لئے گورنمنٹ
ہند سے ایسی خوشامد کی باتین نہین کرنا چاہتا تھا جس سے میرا نام بھی خوشامدیون اور بزدلون
کی فہرست مین داخل ہوتا۔ مین نے اپنے عہد مین وہ عزت وحمیت دکھا دی جو میری قوم
کی موروثی صفت ہے اور مین نے بڑے بڑے نازک وقتون مین کبھی اسے ہاتھ سے نہین دیا
مین جانتا ہون کہ ایک کی دوسرے کی ناواقفیت نقیض کا باعث ہوتی ہے۔ اور جون جون
یہ نقیض کہنہ ہوتی جاتی ہے۔ اُس سے فسادات پیدا ہوتے ہین۔ اور کہنہ فسادات جنگ
جدل اور تباہی کا باعث ہین۔ مین اِسی لئے چاہتا ہون اور میری یہ خواہش ہے کہ انگریز اور
افغان مین ارتباط بڑھے جس سے باہمی تعلقات وسیع ہون۔ اِس لئے کہ دونون قومون
مین جس قدر اعتبار بڑھیگا اوتنا ہی دونون کے لئے زیادہ مفید ہوگا۔ مین نے اِس بات کے
لئے ہرچند کوشش کی مگر گورنمنٹ ہند کی اُن بدگمانیون کا کوئی علاج نہین۔ وہ اپنی جگہ پر یہ
سوال پیش کرتی ہے۔ کیا افغانستان کی دوستی بکارآمد ہے یا نہین اگر ہے تو افغانستان
پر اعتبار کیا جا سکتا ہے یا نہین۔ اگر وہ قابل اعتبار ہین تو اون کی دوستی سے جو فائدہ ہوگا
وہ اُس ذمہ داری کا معاوضہ ہو سکتا ہے یا نہین۔ جو ہمین اُن کی حفاظت کیلئے کرنا ہوگی
اگر بالفرض ان تمام باتونکا خاطرخواہ جواب دیدیا جائے تب بھی ایک بڑا سوال یہ پیدا ہوتا
ہے کہ آیا پارلیمنٹ بھی یہ اختیار دیگی کہ یہ عہدوپیمان کئے جائین۔ اگر پارلیمنٹ نے اس قسم

کے عہد و پیمان کا اختیار بھی دیا اور روس کا سامنا ہوا تو یہ امر ممکن ہے یا نہین۔ اگر ممکن بھی فرض کیا جائے تو نفع و نقصان مساوی ہوگا یا نہین۔ اور جب دوسرا گروہ بااختیار ہوگا وہ اِس انتظام کو جو پہلے گروہ نے کیا ہے جائز رکھیگا۔ یا نہین۔ المختصر اونکی ساری حکمت اوس بیدل نوکر کی سی ہے جو اپنے آقا کی بیماری مین تیماردار۔ آقا نے نوکر سے کہا مین بیمار ہون۔ جاؤ ڈاکٹر کو بلالاؤ۔ نوکر نے جواب دیا ڈاکٹر شاید اسوقت مکان پر نہ ملے مالک نے کہا مین جانتا ہون وہ گھر ہی پر ہے۔ نوکر نے جواب دیا اگر وہ گھر پر ہے تو شاید آئے یا نہ آئے۔ مالک نے کہا وہ ضرور آئیگا۔ نوکر نے جواب دیا شاید اوس کے پاس دوا نہو۔ مالک نے کہا اوس کے پاس دوا ہے۔ نوکر نے عرض کیا کہ جناب آپ جانتے ہین کہ موت یقینی چیز ہے اور ممکن ہے کہ اتنی زحمت کے بعد بھی دوا کچھ فائدہ نہ کرے۔ پس جب قسمت مین مرنا ہی ہے تو کیا مضائقہ اگر چند دن آگے مرے یا بعد۔

مین گورنمنٹ ہند کو الزام نہین دیتا۔ کیونکہ اونہون نے قوم افغان کی دوستی سے ابتک کوئی فائدہ نہین اٹھایا اسلیئے کہ کسی نہ کسی پارٹی کی غلطی سے بجائے نفع اونہین افغانون کی دوستی مین ہمیشہ خسارہ رہا۔ جنگ و جدل ہوائی اور بہت سی جانین تلف ہوتی رہین۔ خصوصاً امیر شیر علیخان و یعقوب خان کی بدسلوکی کے بعد اونھین کسی امیر پر زیادہ بھروسہ نہین ہوسکتا۔ علاوہ ان بدگمانیون کے ایک دوسرے کے اتحاد مین اور بہت سے امور مانع ہین۔ یہ سب جانتے ہین کہ مشرقی خیالات اور معاملہ فہمی کا طریقہ مغربی طریقہ سے بالکل الگ ہے اور دونون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ علاوہ ازین اتنے لوگ مفسدہ پردازی پر تلے ہوئے تھے کہ اگر مارکوئس آف رپن سا دوراندیش شخص اور سر الفرڈ لائل (فارن سکرٹری) و سر ڈانلڈ اسٹوراٹ (کمانڈر انچیف) و سر لپل گریفن اور دوسر دانشمند عہدہ داران گورنمنٹ ہند سمجھ سے کام نہ لیتے اور مین بھی روسیون کے وعدون سے جو امیر شیر علی اور یعقوب خان کی تباہی کا باعث ہوئے پورا واقف نہ ہوتا

تو مفسدین کا فقرہ چل جاتا اور ہم دونون مین لڑائی ٹھن جاتی - امیر شیر علیخان جو تمام دوست واحباب سمیت افغانستان سے جلا وطن ہو کے ہندوستان مین پناہ گزین تھے ہمیشہ گورنمنٹ ہند کے عہدہ دارون سے میرے خلاف مین غمازی کیا کرتے تھے - اِس کے علاوہ چند افغانی سردار جنھین ملک مین لوٹ مار اور جنگ وجدل کی عادت تھی او نھین میرے ہاتھون اپنی بداعمالیون کی سزا پانا کب گوارا تھا لہذا اونھون نے یہ وتیرہ اختیار کر لیا تھا کہ جھوٹے قصے گھڑ کر گورنمنٹ ہند کو بدظن کرین مثلاً وہ یہ کہتے تھے کہ امیر اُن تمام لوگون کو مارے ڈالتے ہین - جو دولت برطانیہ کے دوست ہین یا جنھون نے خیر خواہی کی ہے ان جھوٹی باتون سے خواہ مخواہ عہدہ داران گورنمنٹ ہند کے دلون پر کچھہ اثر ہوتا تھا - گو مارکوئس آف رپن اور اونکے مشیر اور مین ہمیشہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی شکر رنجی نہونے پائے تاہم مین نے یہ ضروری خیال کیا کہ میرے اور وائسراے ہند کے درمیان ایک ملاقات ہونا چاہیے تاکہ دونون کے دلون سے سارے شکوک رفع ہو جائین ایسی ملاقات مین ہم زبانی اُن ضروری امور کو طے کر سکتے ہین جو تحریرا نہین طے ہو سکتے مگر افسوس ہے کہ اُس وقت تک اس ملاقات کی نوبت نہ آئی - جب تک کہ مارکوئس آف رپن ہندوستان سے روانہ ہو گئے اور اون کی جگہ لارڈ ڈفرن تشریف لائے - اوسوقت بعض اور امور ایسے پیش آئے جن کی وجہ سے یہ ضرور ہوا کہ مین جلد وائسراے ہند سے ملون - نہ صرف اظہار دوستی و خلوصیت مقصود تھا بلکہ کچھہ اہم معاملے درپیش تھے - جن کے متعلق بحث کرنا ضرور تھا - یہ معاملات حسب ذیل تھے -

روسیون نے اپنے اخبارون کے ذریعہ سے یہ افواہ اڑائی تھی کہ انگریزون نے کابل کو امیر عبدالرحمن خان کی دوستی کی وجہ سے نہین چھوڑا بلکہ ملک سے بھاگ گئے لہذا مین چاہتا تھا کہ خود ہندوستان جا کر وائسراے سے دوستانہ ملاقات کرون تاکہ دنیا کی نظر مین ہماری دوستی پوشیدہ نرہے جب وہ دیکھین گے کہ امیر افغانستان ایک خود مختار حکمران ملکہ معظمہ کے جانشین

اور ملکہ معظمہ کے فرزند دلبند کی ملاقات کے لئے اپنا ملک چھوڑکر اور صرف چند باڈی گارڈ ہمراہ لیکر ہندوستان گیا۔تب اونہین یقین ہوگا کہ بلاشبہہ اِن دونون قومون مین بڑی دوستی ہے اور ایک دوسرے پر پورا بھروسہ رکھتے ہین۔اِس تدبیر سے تمام افواہون کی تکذیب ہوجاے گی۔اور یہ ثابت ہوجائیگا کہ میری گورنمنٹ مین اور انگلستان مین حقیقی دوستی ہے اور اِس سے گورنمنٹ برطانیہ کی توقیر و تمکین بڑہے گی۔ہندوستان اور افغانستان کی قوت و حفاظت اسی مین ہے کہ اُن کے باہمی تعلقات عام طور پر ظاہر ہوجاوین۔

۱۸۸۵ء کے قبل روس کو ہندوستان پر حملہ کرنے مین چار چیزین حائل تھین۔اوّلاً بخارا اور خیوا کا صحراے لق و دق ثانیاً پامیر۔تیسرے ایران۔چوتھے ہرات۔چونکہ مین روس کی سازشون سے خوب واقف تھا۔برسون وہان رہ چکا تھا مین نے گورنمنٹ ہند کو اس سے متنبہ کیا اور اُسے آگاہ کیا کہ روس کی چالون سے ہوشیار رہو۔اور افغانستان و ہرات کے مشرقی و مغربی سرحدون کے استحکام کی طرف متوجہ ہو۔مگر افسوس ہے کہ کسی نے میرے مشورہ پر کچھ عمل نکیا۔بعض عہدہ دار تو ایسے تھے کہ جنہین روس کی پیشقدمی ہی کا شک تھا اور روس کے وعدون اور معاہدون پر پورا اعتبار کئے ہوئے تھے تا اینکہ روسیون نے صحراے خیوہ کو عبور کرکے مرو اور سارق پر قبضہ کرلیا جو افغانستان کے پھاٹک خیال کئے جاتے ہین اور ترکستان سے سینٹ پیٹرسبرگ تک برابر ریل اور جہاز کے راستے کھل گئے۔بغرض قیام فوج اُنھون نے مرو اور سارق کو خوب مستحکم کیا بعد ازان دریاے جیحون کی طرف سرگرمی سے متوجہ ہوئے۔

اِس زمانہ مین برطانیہ اعظم اور فرانس کے تعلقات بہت نازک حالت مین تھے۔اس لئے کہ برطانیہ اعظم نے برہما اور مصر پر قبضہ کرلیا تھا۔روس افغانستان کی طرف بڑھنے کے لئے محض ایک حیلہ ڈھونڈہتا تھا اوسے یہ اچھا موقع ہاتھ آیا۔ایسی حالت مین یہ ضرور ہوا کہ مین جلد وایسراے ہند سے ملکر پیچیدہ معاملات زبانی طے کرون اور سرحد افغانستان کی قلعہ بندی کا انتظام کراؤن تاکہ اگر روس حملہ کرے تو مین اُس کے مقابلہ کے لئے تیار رہون خط و کتابت مین بجز

تضیع اوقات کے اور کچھ نتیجہ نہ نکل سکے گا- چنانچہ باوجود میری متواتر تنبیہون کے روس نے ۱۸۸۵ء مین پنجدیہ پر قبضہ کر ہی لیا جو میرے ملک مین داخل تھا- اور اگر مین نے روسیون کے ساتھ پہلے ہی سے افغانستان کا مسئلہ طے نہ کر لیا ہوتا تو غالباً وہ اور چند مقامات پر قبضہ کر لیتے-

اس مقام پر یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ روسیون کی رفتار گو آہستہ و مستقل ہے مگر مضبوط اور غیر متبدل- جب وہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کر لیتے ہین تو پھر نہ رکھتے ہین نہ اپنی راے بدلتے ہین- اونکے یہان ایسا نہین ہے جیسا کہ اور ملکون مین-

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت   رفت و منزل بدیگرے پرداخت

اونکی چال ہاتھی کی چال سے مشابہ ہے جو دوسرا قدم بڑہانے کے لئے پہلے زمین کو دیکھ بھال لیتا ہے اور جب ایک دفعہ اپنا قدم وہان رکھدیا تو پھر پیچھے نہین ہٹتا اور جب تک پورا بوجھ پہلے قدم پر ڈال نہ لے اور جو کچھ پاؤن کے نیچے آوے اُسے مسمار نہ کر لے دوسرا قدم بڑہانے مین جلدی نہین کرتا- روس ساٹھ برس سے ہندوستان کی طرف آرہا ہے مگر آہستہ آہستہ اور استحکام کے ساتھ- اوسنے کسی مقام پر قبضہ نہ کیا- جب تک کہ پہلے کامیابی کا یقین نہ کر لیا- جب وہ کسی مقام پر قبضہ کرتا ہے تو ابتداءً صلح اور امن رکھنے کی بابت بہت کچھ شور وغل مچاتا ہے- نئے عہدنامے اور اقرار نامے لکھتا ہے اور صدہا قسم کے عہد و پیمان کرتا ہے اور قسمین کھاتا ہے کہ اب آگے نہ بڑھیگا یہ عہد و پیمان صرف اُس وقت تک قایم رہتے ہین جب تک وہ اُس نئے مفتوحہ مقام کو اچھی طرح قلعہ بندی سے مستحکم نہ کر لے اور وہان فوج نہ رکھ لے اور سارے ملک پر اپنا اختیار نہ پھیلالے اسکے بعد وہ سارے عہد و پیمان بالاے طاق کر کے آگے بڑھتا ہے اور دوسرا مقام لیتا ہے جو پہلے مقام سے قریب ہو- اتنا زیادہ آگے نہین بڑھتا کہ پھر پلٹنے کی ضرورت ہو- جب اِس مقام پر بھی پورا مسلط ہوجاتا ہے تب اور آگے بڑھتا

ہے اور سارے عہدنامے واقرارنامے طاق پر دھرے رہتے ہین۔

مین یہ نہین کہتا کہ وہ بغیر کسی عذر کے عہد وپیمان توڑتا ہے۔ یہ تو مثل مشہور ہے کہ عہد وپیمان توڑنے ہی کے لئے ہوتے ہین۔

جب کوئی قوی سلطنت عہد وپیمان توڑنا چاہتی ہے تو اُسے عذر پیدا کرنے مین کچھ دیر نہین لگتی اور یہ کہا جاتا ہے کہ فلان کمزور قوم کی بدسلوکیون کی وجہ سے یہ بالکل جایز تہا۔ اِن معاملات پر مجھے ایک نقل یاد آئی جو بیان لکھتا ہون۔

ایک گرسنہ ریچھ نے ایک گوسفند نوکر رکھا کہ تمام جانورون کا سراغ لگائے۔ اور جہان وہ رہتے ہون وہان اوسے لیجائے ان دونون مین عہد وپیمان یہ ہوا کہ ریچھ گوسفند کو جو اُس کا رہبر اور مشیر ہے نہ کہائیگا۔ جب ریچھ سارے جنگل کے جانور چٹ کر چکا۔ اوسوقت بجز گوسفند کوئی باقی نرہا۔ تب ریچہ نے جہنجلا کر گوسفند سے کہا کہ مین تجھے کہاؤن گا۔ اس لئے کہ تونے میری توہین کی اور وہ عہد وپیمان ٹوٹ گیا۔ بیچارے گوسفند نے اوسکی طرف دیکھکر یہ عرض کیا۔ حضور میری کیا مجال جو مین آپ کی توہین کرون۔ ریچھ نے جواب دیا کہ تمہارے باپ نے میرے باپ کی توہین کی تھی۔ گوسفند نے عرض کیا کہ اسکا کوئی ثبوت نہین اسلئے کہ ہم دونون کے والد مر چکے۔ ریچھ نے جواب دیا کہ فلان نے مجھ سے ایسا بیان کیا۔ گوسفند نے عرض کیا وہ آپ سے جھوٹ بولا۔ یہ سنکر ریچھ بہت ہی غضبناک ہوا اور کہا اب بیشک تونے میرے توہین کی کہ میرے سامنے میرے دوست کو جھوٹا کہا۔ یہ کہہ کر وہ بیچارے گوسفند پر آ گرا اور اُسے چٹ کر گیا۔

دوسرا امر جو اس ملاقات کا باعث ہوا یہ ہے کہ مین نے انگلش گورنمنٹ سے یہ عہد کیا تھا کہ مین بغیر اُن کی اطلاع ومشورہ کے روس سے یا کسی اور سلطنت سے خط وکتابت نکرونگا اور اسکے عوض مین انگلش گورنمنٹ نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر کوئی غیر سلطنت میرے ملک پر حملہ آور ہوگی تو وہ میرے ملک کی حفاظت کریگی۔ بس برٹش گورنمنٹ کے ساتھ میرا یہ

عہد و پیمان تھا اور گورنمنٹ روس سے مین نے کل تعلقات قطع کر لیئے تھے مگر وہ مجھے اپنا مرہون
منت سمجھتے تھے اِس لیئے کہ اتنے دنون اُنکے یہان رہا اور اون کا نمک کھایا۔ اور اونہون نے
مجھے افغانستان آنیکی اجازت دی جسکی وجہ سے مجھے تخت کابل ملا اس مین شک نہین کہ روسیون
نے اپنی طرف سے مجھے کابل بہیجا اور بالذات مین اونکا بہت ممنون ہون اور کبہی اونکا احسان
بھول نہین سکتا اِس لیئے کہ احسان فراموشی بدترین گناہ ہے۔ مگر اِس کے ساتھ ہی مین
یہ بہی کہونگا کہ مین اُس ذاتی احسان کے عوض مین اپنا ملک اور اپنی رعایا روسیون کے ہاتھ
بیچ نہین سکتا یہ ملک اور قوم خدا نے میرے سپرد کی ہے۔ اور مین اس لئے مقرر ہوا ہون کہ
اوسکی مخلوق کی نگرانی۔ اور حفاظت کرون۔ اگر کوئی سنتری یا گارڈ وہ مال جو اُس کی حفاظت
و امانت مین دیا گیا ہوا پنے دوستون کے حوالہ کردے تو اوس کے لئے بڑی شرم کی بات
ہے۔ کوئی سنتری جب تک اوسکے تن مین جان۔ بندوق کے لئے کارتوس۔ اور کاٹنے کے
لئے تلوار ہے کبہی ایسا نہ کرے گا۔ پس یہ قطعی امر تھا کہ روس میرے انگریزون سے ملجانے
پر ناراض ہو۔ جو چیز معاہدون اور وعدون کو قایم رکھتی ہے وہ ایمانداری اور عزت کا خیال
ہے جو خدا نے ہمارے دلون مین پیدا کیا ہے ورنہ عہدنامے بارہا ٹوٹے ہین اور ٹوٹ
سکتے ہین اسکی مثالین دنیا مین کم نہین۔ اگر عہدنامہ سے یہ مراد ہے کہ اپنے قول وایمان پر
قایم رہو تب تو عہد و پیمان خواہ زبانی ہو یا تحریری دونون مساوی ہین۔ چنانچہ جو عہد و پیمان
۲۰ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کو سر لیپل گریفن نے میرے ساتھ کیا وہ زبانی تھا۔ اور جسکا مقصد
یہ تھا کہ گورنمنٹ ہند افغانستان کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ اگر کوئی غیر سلطنت بلاوجہ
اوس پر حملہ کرے گی تو گورنمنٹ ہند اُسے بچاے گی۔ مین اِس زبانی عہد و پیمان کو بالکل
کافی سمجھا۔

بعض عہدہ دارون کی راے تھی کہ یہ عہد و پیمان ایک باقاعدہ عہدنامہ کی صورت مین
نہین کیا گیا اِس لئے مین نے سنہ ۱۸۸۳ء مین مارکوئس آف رپن سے اِس دست آویز

کی باضابطہ تصدیق کرائی مگر اسپر بھی مین یہ چاہتا تھا کہ خود وائسرائے ہند کی زبان سے صاف الفاظ مین اس کی تصدیق کرالون اور بغرض اطلاع عام ایک دربار عام مین اسکا اعلان اور تصدیق ہوجائے اسلئے مین وائسرائے سے ملنا چاہتا تھا تاکہ اِس امر کے متعلق جو کچہ شکوک ہون وہ رفع ہوجائین۔

روس اور افغانستان مین کبھی جنگ نہین ہوئی اور ان دونون قومون نے کبھی ایک دوسرے کو قتل نہین کیا۔ کبھی اِن دونون مین کوئی دشمنی نہ تھی اور مین سمجھتا ہون کہ اب بھی نہین ہے پھر روس کو افغانستان پر حملہ کرنے یا افغانی معاملات مین دخل دینے کی کوئی وجہ نہین بجز اسکے کہ افغانستان برطانیہ اعظم کا دوست ہوگیا ہے اور روس کے ساتھ اوسنے اپنے تعلقات قطع کرلئے ہین۔ اور روس اور ہندوستان کے درمیان حائل ہے اور روسیون کو ہندوستان پر حملہ کرنے مین سدراہ ہے پس جس حالت مین کہ اوسکو افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے محض یہ وجہ ہے کہ افغانستان اور انگلستان مین اتحاد قایم ہے تو انصاف یہ چاہتا ہے (خواہ کوئی عہدنامہ ہوا یا نہوا) کہ انگلستان افغانستان کی حفاظت اور اعانت کا ذمہ دار ہو اور یہ دونون قومین ایک ساتھ کھڑے ہوکر مقابلہ کرین یا ایک ساتھ پسپا ہون اور دشواریون کے وقت انگلستان افغانستان کا ساتھ دے اور اپنے وعدہ پر قایم رہے اور اگر نگر کو دخل نہ دے۔

چنانچہ **لارڈ ڈفرن** نے (جن سے بڑھ کر کوئی دانشمند مدبر حکمران کبھی ہندوستان مین نہین آیا) یہ ضرورت دیکھی کہ مجھسے ملاقات کرنا ایک ضروری امر ہے۔ چنانچہ جسوقت انہون نے گورنمنٹ ہند کا چارج لے لیا۔ مین نے فوراً ملاقات کی تجویز کی۔ اونہون نے اِس ملاقات کے لئے شہر راولپنڈی تجویز کرکے مجھے مدعو کیا کہ وہان آؤن مین اس سے بڑھکر اور کیا چاہتا تھا فوراً ہندوستان کو روانہ ہوا۔ ۳۱ مارچ کو وہان پہونچا۔ بڑی شان و شوکت سے میرا استقبال کیا گیا۔ وائسرائے ہند مع لیڈی ڈفرن و ڈیوک وڈچز آف کناٹ اور بہت سے معزز عہدداران

گورنمنٹ ہند و والیان ملک بڑے خلوص کے ساتھ مجھ سے پیش آئے - ملاقات کا منشا پورا ہوا اور مین ۱۲ اپریل کو راولپنڈی سے کابل واپس آیا - مجھسے اور وائسرائے ہند سے جو گفتگو ہوئی وہ بغرض اطلاع اہل افغانستان ایک چھوٹے سے رسالہ کی صورت مین طبع ہو کر شائع کی گئی - اوسکا تفصیلی اعادہ بیکار ہے مگر مین چند باتون کا ذکر کرونگا -

اس ملاقات سے ہمارے دوستانہ تعلقات ایسے مستحکم ہوگئے اور سارے شکوک اس طرح دور ہو گئے کہ لارڈ ڈفرن کے زمانہ مین میرے اور اونکے درمیان پھر کوئی شکر رنجی نہ واقع ہوئی - جو کچھ جھوٹی باتین میرے متعلق گورنمنٹ ہند سے بیان کی گئین تھین - اونکی تکذیب ہوگئی - اور دونون قومون کی دوستی دنیا پر اعلان کردی گئی - جو امور تحریر نہو سکتے تھے وہ زبانی طے ہو گئے - یہ امور افغانستان کی شمالی و مغربی سرحدون کی قلعبندی کے متعلق تھے - وائسرائے نے مجھے ایک بڑا توپ خانہ اور بندوقین اور نقد روپیہ دیا اور یہ وعدہ کیا کہ جب ضرورت ہوگی اور زیادہ مدد کیجائے گی -

اس سے روس کی رفتار رک گئی - مین نے وائسرائے کو یاد دلایا کہ باوجود میرے متواتر اطلاعون اور پیشین گوئیون کے جو مین نے روسیون کی رفتار کے متعلق کی تھین کسی نے کچھ اعتنا نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روس اُن چار سرحدون مین سے جو اُن کی راہ مین حائل تھین ایک کو طے کر گئے یعنی وہ بخارا اور خیوا کے صحرا کو عبور کر آئے اور مرو اور سارخ پر قبضہ کرلیا اور صرف اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ میرے اس اثنا رقیام مین اونھون نے پنجدیہہ بھی لے لیا - جو میرے ملک مین شامل تھا - اسکے بعد وہ پامیر پر قبضہ کرینگے اور تیسری چال اون کی یہ ہوگی کہ ایران پر مسلط ہو جائینگے بعد ازان وہ ہرات یا کسی اور افغانی شہر پر جو اون کے مناسب ہوگا حملہ کرینگے -

پس ہم کو چاہیے کہ اُن سے پہلے پامیر پر ہم قبضہ کرلین - مگر افسوس ہے یہ کچھ نہوا اور آج روس پامیر پر قابض ہین میری پیشین گوئی سب سچ ہوئی - لارڈ ڈفرن نے یہ جواب دیا

کہ اب ہرات اور شمالی و مغربی سرحدون کی حفاظت کے لئے آپ کو ہر طرح کی مدد دیجائیگی۔ روپیہ پیسہ ہتیار سامان جنگ انجنیر یا انگریزی افسر جو کچہہ درکار ہونگے آپ کو دئے جائینگے اور اگر روس نے ہرات پر حملہ کیا تو برطانیہ اعظم ہر طرح اُس کے تدارک کے لئے تیار رہیگا۔ ہم نے اِسکے لئے سب تیاری کرلی ہے۔ بعد ازان وائسرائے نے صاف الفاظ مین یہ بھی کہا کہ افغانستان کی سلامتی کی پوری حفاظت کیجائے گی اور اگر کوئی غیر سلطنت بلاوجہ حملہ کرے گی تو اوس کا مقابلہ کیا جائیگا مین نے بہت شکریہ کے ساتھ اونکی تمام عطیون کو قبول کیا مگر انجنیرون اور انگریزی افسرون کی مدد لینے سے انکار کیا اسلئے کہ اس قسم کی مدد میرے لوگ پسند نہ کرینگے۔ مین نے اُن کی تقریر کے جواب مین یہ کہا کہ جب تک انگریز اپنے قول پر قایم ہین گے مجھے راستباز پائین گے۔
۸ اپریل کو ایک دربار عام منعقد ہوا جسمین میرے ایک طرف ملکہ معظمہ کے جانشین مارکوئس آف ڈفرن و آوا استادہ تھے اور دوسرے طرف ملکہ معظمہ کے فرزند ڈیوک آف کناٹ۔ مین نے اُس وقت سب کے سامنے گورنمنٹ ہند کے اس وعدہ کا اعلان کیا کہ وہ افغانستان کی وقعت عزت اور حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ مین نے اِس لئے اِس کا اعلان کیا کہ حاضرین دربار اور ساری دنیا کو یہ عہد و پیمان معلوم ہوجائین جو برطانیہ اعظم نے میرے ساتھ کئے ہین یعنی اگر کوئی سلطنت میرے ملک پر حملہ کرے گی تو اوس کے روکنے کے لئے برطانیہ اعظم ذمہ دار ہے اور مین نے یہ بیان کیا کہ اِس کے عوض مین مین اپنے وعدہ پر قایم رہونگا اور برطانیہ اعظم کے ساتھ میری دوستی سچی اور بے ریا ہوگی۔ لارڈ ڈفرن نے اس کا اقبال کیا۔
۱۶ اپریل کو میرے ملاحظہ کے لئے فوج کی پریڈ قرار پائی۔ چونکہ مین خود تمام عمر سپاہی رہا ہون مین کہہ سکتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ کے پاس بہت ہی عمدہ فوج ہے۔ مین نے اوسکی بہت تعریف کی اور کہا کہ جس قوم کے پاس ایسی فوج ہو اوسے کسی سے ڈرنا نہ چاہیئے اوسی روز شبکو ایک ڈنر دیا گیا جسمین وائسرائے نے میرا جام صحت پیا مین نے اوس کے جواب مین یہ کہا کہ خدا قیصرہ ہند کی عمر مین برکت دے اور اُس کی حکومت اوس کا خاندان اور سلطنت

تمام خیرخواہون کو قایم وسلامت رکہے جن پر افغانستان کی حفاظت کا دارمدار ہے۔ مین نے
اس بات پر بکرر زور دیا کہ روس یقیناً پامیر پر قابض ہوجائے گا۔ اور یہ بات مین نے
۱۸۸۶ء مین بہی کہی تہی۔ جب روس اور افغانستان کے درمیان شمالی مغربی سرحدون
کا معاملہ درپیش تہا۔ مین نے اوسیوقت یہ راے دی تہی کہ قبل اس کے کہ روس پامیر
پر قبضہ کرے یہ سرحد خواجہ سالار سے آگے بڑہاکر پامیر اور چترال تک قایم کیجاے۔ مگر ایسا
نہ کیا گیا اور روسیون نے پامیر لے لیا۔ اب اسوقت میری تیسری پیشین گوئی بہی پوری ہوری
ہے وہ یہ کہ روسیون نے ایران مین بہی اپنا زور بٹہالیا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شاہ
ایران سے ایک ریل بنانے کی اجازت حاصل کرلین گے جسے صحرائے سیستان سے قندہار
اور کیٹہ تک لائین گے۔ بعدازان خلیج فارس مین بھی اپنا قدم جمادینگے۔

۱۸۸۹ء مین جب مین ترکستان مین تہا مین نے لارڈ لینسڈاون والسراے ہند
کو آگاہ کیا کہ اب اچھا موقع ہے اگر افغانستان کے شمالی مغربی سرحدون کی قلعبندی کردیجاے
اور روسیون کے حملے کی حفاظت کے لئے برابر توپین بڑہادی جائین۔ اگر روسی کوئی اعتراض کینگے
تو میرے پاس نہایت معقول عذر موجود ہے۔ اس لئے کہ میرا ملک اُسوقت ایک غیر مطمئن حالت
مین تھا۔ اور مین خود وہان موجود تہا۔ مگر حسب معمول میرے کہنے کا کچہ اثر نہوا اور اب وہ وقت
ہاتھ سے نکل گیا۔ کیونکہ اب اگر ایسا کیا جائیگا تو روسی یہ کہین گے آپ کیون اپنی فوج سرحد پر جمع
کررہے ہین۔ اور توپین بڑہارہے ہین۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مین روسیون کی تمام چالون
اور تدبیرون سے جو مشرق مین اونکی ملک گیری کے متعلق ہین اور اونکے دل کے راز ہین پورا واقف
ہون مگر میرے کہنے کی کچہ پرواہ نہین کیجاتی اور کوئی مطلق اعتبار نہین کرتا کہ مین کیا بکتا ہون
معلوم نہین کہ برٹش افسر بالکل ناواقف ہین۔ یا اس قدر محتاط ہین کہ کچہ کر نہین سکتے۔

مین لیڈی ڈفرن سے ملکر بہت محظوظ ہوا۔ مین نے کبھی ایسی لایق عورت نہین دیکھی
ڈیوک اور ڈچز آف کناٹ پر اون کی ہندوستانی رعایا جان دیتی ہے۔ ڈیوک آف کناٹ ایک

نہایت نیک دل خوش خلق راست باز اور مستعد سپاہی ہین - کوئی تعجب نہین کہ ساری فوج ایسے افسر کی پرستش کرے -

اس ملاقات مین ایک چیز قابل افسوس میری نظر سے گذری جس سے مجھے بہت رنج ہوا وہ چیز یہ تھی کہ مین نے پنجاب کے راجاؤن اور نوابون کو کچھ عجب حالت مین دیکھا - وہ بیچارے مثل عورتون کے لباس پہنے تھے اور جس طرح عورتین عموماً زیور پہنتی ہین او سیطرح یہ لوگ بھی بالون مین ہیرون کی پنین لگائے کانون مین بالیان پہنین ہاتھون اور گردنون مین تمام زیور پہنے ہوئے تھے - اُنکے پائجامون کے پائچون مین بھی جواہرات ٹنکے تھے - اور کمر بند مین گھنگرو لگے تھے جو سامنے پاؤن تک لٹکتے تھے وہ جہالت کاہلی اور تعیش مین غرق معلوم ہوتے تھے اونہین کچھ خبر نہ تھی کہ دنیا مین کیا ہورہا ہے اونکو پلو چلنا دشوار تھا کیونکہ یہ سمجھکر کہ پیدل پھرنے مین شان جاتی ہے اونہین کبھی پیدل چلنے کا اتفاق نہ ہوا تھا - سارا وقت فسر بخواری یا چانڈو بازی مین گذرتا تھا - مجھے ان بیچارون کے حال پر بہت ترس آیا جنہین مین اول ہی سمجھا کہ زنانے ہونگے - اور مین نے اُس غریب رعایا کے حال پر افسوس کیا جو ایسون کے ہاتھ سے انصاف اور ملک کے انتظام کی متوقع ہے -

مین نے اِس ملاقات سے ایک اور سبق حاصل کیا وہ یہ کہ مجھے اور میرے بیٹون کو اور میرے عہدہ دارون کو انگریزون سے ملنے جلنے کا جتنا زیادہ موقع ملیگا اوتنا ہی اچھا ہوگا - اسلئے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایسے افسر جیسے لارڈ ڈفرن اور بہت سے دوسرے عہدہ دار جنسے مین وقتاً فوقتاً مل چکا تھا اُن سے بہت دوستی ہوگئی - پس ایسی حالت مین جس قدر زیادہ آپس مین روابط بڑھینگے اوتنا ہی ایک دوسرے کی نسبت حسن ظن ہوگا - اور معاملات آسانی سے طے ہونگے - مین نے یہ بھی خیال کیا کہ ایسے روابط سے وہ قدیم تعصبانہ خیالات دور ہوجائین گے اور ہماری دوستی اور زیادہ موقر ہوگی اس لئے کہ لوگون کو ہمارے خلاف مین باتین بنانے کا موقع نہ ملیگا - مجھے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ بعض امور زبانی ہی طے کرنا بہتر ہے -

مین نے ارادہ کیا کہ خود انگلستان جاؤن اور وقتاً فوقتاً اپنے وکیل بھیجا کرون اور گورنمنٹ افغانستان کے لئے انگریزون اور انگریزون کو نوکر رکھون تاکہ لنڈن اور کابل مین راہ ورسم اور زیادہ ہو - اِس طریقہ سے دونون قومین آپس مین زیادہ میل جول پیدا کرینگی - مگر افسوس ہے کہ جس قدر مین انگلستان اور کابل کو ایک دوسرے سے قریب ترلانے کی کوشش کرتا ہون - اوسی قدر بعض انگریز عہدہ دار علیحدہ اور دور دور رکھنے کی کوشش کرتے ہین -

لارڈ ڈفرن کی وائسرائلٹی کے آخر زمانہ مین بعض معاملات ایسے پیش آئے جنکو مجھے بالذات طے کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ اس غرض کے لئے ایک مشن کابل کو بلایا گیا مگر اوس کے آنیکا اتفاق نہوا تا اینکہ ماہ نومبر ۱۸۸۸ع مین لارڈ ڈفرن ہندوستان سے روانہ ہو گئے - جن کے جانیکا سلطنت ہند کے کل دوستون اور تمام رعایا کو بہت افسوس ہوا - ایسا دانشمند مدبر وائسرائے انہون نے کب دیکھا تھا - اُن کی رخصت کے وقت جو ملال ہوا وہ عالمگیر تھا - ہندوستان مین لیڈی ڈفرن کا قیام بھی اونکے شوہر سے کچھ کم قابل قدر نہ تھا انہون نے ہندوستان کی عورتون کے لئے زنانہ شفاخانہ کی بنا ڈالی - اور باتون سے قطع نظر کرکے دیکھو تو اونہون نے محض یہ کام ایسا کیا ہے کہ تاریخ ہند مین اونکا نام ہمیشہ باقی رہیگا کہ ایک عورت ایسی گذری جس نے اپنے ہمجنس کے ساتھ اتنی ہمدردی ظاہر کی کہ اُس سے پہلے کسی عورت سے نہ ظاہر ہوئی -

لارڈ لینسڈاؤن ہندوستان کے وائسرائے مقرر ہوئے اس تاریخ سے افغانستان اور برطانیہ اعظم کے درمیان پھر دشواریان اور غلط فہمیان شروع ہوئین - مین اس کتاب مین اُن کی تفصیل نہ بیان کرونگا - اِس لئے کہ اول تو یہ کتاب اتنی بڑی نہین کہ اون حالات کے لئے کافی ہو - دوسرے اُنکا اعلانیہ اظہار کرنا مناسب بھی نہین - صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ اِس زمانہ مین وہ بڑے بڑے صلح جو لوگ جو وائسرائے کے مشیر تھے جیسے سر ڈانلڈ اسٹوارٹ کمانڈر انچیف

یا اور عہدہ دار جن کے نام لینا مین نہین چاہتا کہ مبادا لوگ مجھے خوشامدی کہین سب کے سب ہندوستان سے جا چکے تھے۔ میرے سفیر جنرل امیر احمد خان بھی اِس دنیا سے کوچ کر چکے تھے جو ہندوستان مین تین والسراؤن کے زمانہ مین سفیر رہے اور اپنے عقل و تجربہ سے رشتۂ اتحاد کو مضبوط کرتے رہے۔

لارڈ رابرٹس کمانڈرانچیف مقرر ہوئے اور وہ بیشتر و اصول (فارورڈ پالسی) کے بڑے مویّد تھے۔ گورنمنٹ ہند نے اُن سرداروں کے ساتھ جو سرحد افغانستان پر رہتے تھے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور خوجک ہل مین ایک بھورا بنا کر اپنی ریل سرحد افغانستان کے پاس نیو چمن تک لے آئے وہان سے اپنی فوج سرحد افغانستان کی طرف بڑھانا شروع کیا اور اِس طرح قلعبندی وغیرہ کا سامان شروع کیا کہ جاہل اور انپڑھ افغانون نے یہ کہنا شروع کیا کہ انگریزی ریل اب قندھار مین داخل ہوتی ہے اور انگریزی فوج کابل پر چڑھائی کرنے والی ہے۔ اسوقت یہ ضروری خیال کیا گیا کہ وہ سب جہاد کے لئے تیار ہو جائین اِسی عرصہ مین لارڈ لینسڈاؤن کے پاس سے خطوط آئے جن کا مضمون ایسا تھا کہ جس کا مین کبھی عادی نہ تھا۔ اور ہندوستان کے دوسرے وائسراؤن سے بالکل علیحدہ کیونکہ اونہون نے حاکمانہ لہجہ سے مجھے لکھا کہ اپنے ملک کے اندرونی معاملات و مصالح مین مجھے کیا کرنا چاہیے اور اپنی رعایا کے ساتھ کسطرح پیش آنا چاہیے مین ان باتون کو بھلا کب سن سکتا تھا اور مین اگر اسکی مکافات نکرتا تو گورنمنٹ ہند یہ سمجھتی کہ اوسے میرے اندرونی معاملات مین دخل دہی کا حق ہے اور یہ چیز ہمارے عہدنامہ کے شرائط کی بالکل خلاف تھی اوسوقت مین قلعہ ہاروی کی تعمیر مین مصروف تھا جہان سے ان سڑکون کی نگرانی منظور ہے جو روس سے ترکستان کو جاتی ہین۔ اور دوسرے شمالی قلعبندی کر رہا تھا۔ میرا یہ بھی قصد تھا کہ ہرات جا کر وہان قلعبندی کا سامان کرون اور ہرات و قندھار کے درمیان جو درانی اور غلزئی قبیلے بستے ہین اُن مین سے والنٹیرز فراہم کرون اسوقت کابل اور قندھار سے میرے پاس اس مضمون کے خطوط آئے کہ انگریز اپنی ریل سرزمین افغانستان مین لارہے ہین اور اپنی فوجین میرے

ملک کی سرحد پر جمع کر رہے ہین - اُن مین یہ بھی ذکر تھا کہ سردارانِ سرحد افغانستان جو خود مختار ہین اور اب تک خاموش رہے انھون نے اب مخالفت شروع کی ہے -

بعض لوگون نے یہان تک کہنا شروع کیا کہ انگریز کابل اور قندہار لینا چاہتے ہین - ان افواہون سے مین متوحش ہوا اور اوس پر طرہ یہ ہوا - کہ وایسراے کے پاس سے عجیب و غریب خط آے - پس میرا چلا آنا وہان بہت ضرور تھا - باوجودیکہ مین شمالی مغربی سرحد کی قلعبندی مین مشغول تھا مگر مجبوراً مجھے فوراً کابل واپس جانا پڑا - اور سنہ ۱۸۹۰ء کے موسم گرما مین وہان جا پہونچا - مین نے سردار محمد خان گورنر قندہار کو موقوف کرکے کابل بلا لیا جس نے میری سرزمین پر یہ ریل تعمیر ہونے دی اور کچھ مخالفت نہ کی اور نہ اوس کی بابت مجھے کوئی اطلاع دی وہ سرکاری خزانہ کا قرضدار بھی تھا - مگر جس زمانہ مین وہ اپنے حسابات مرتب کر رہا تھا اوسے کابل مین موت آگئی -

لارڈ لینسڈاون کی گورنمنٹ نے محض اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اُن توپون کو ہندوستان مین روک دیا - اور کابل نہ آنے دیا جو مین نے اپنے ذاتی روپیہ سے خرید کر منگائی تھین - اسکے علاوہ میرے تاجرون نے اطلاع دی کہ افغانی تجار کا خانگی مال بھی مثل لوہا - فولاد - اور تانبا وغیرہ سرحدی افسرون نے اس بنا پر روک دیا ہے کہ یہ مال جنگی سامان بنانے کے لئے ہے جب تک اون کو افغانستان کی دوستی کا یقین نہ ہوے ایسی چیزین افغانستان مین نہ جانے دین گے - اِس سے بڑھکر میری توہین اور کیا ہو سکتی تھی - مین اپنی رعایا کی نظرون مین ذلیل ہوا - میری توپین روک دی گئین - اور میرے تاجرون کا خانگی مال روک دیا گیا - جو مہذب قومون کی تاریخ مین ایک نئی بات تھی - اس لئے کہ تجارت کو ہر جگہ آزادی ہے - اگر مین شیر علیخان یا بعض سابق کے افغانی حکمرانون کی طرح تندخو اور ناتجربہ کار ہوتا تو یقیناً جنگ چھڑ جاتی یا مین مدد کے لئے روس سے رجوع ہوتا جس کا نتیجہ شاید یہ ہوتا کہ مین تباہ ہوتا اور گورنمنٹ ہند کو نئی دشواریون کا سامنا کرنا پڑتا - یا مین گورنمنٹ ہند کو اُس خط کا جواب ایسا دندان شکن دیتا کہ اُسے بجز اعلان

جنگ کے کچھ چارہ نہ ہوتا - لیکن مین ایسا نہ تھا کہ اونہین ہاتھ بڑہانے کا موقع دون - مین سارے پہلو خوب سمجھتا تھا - مین نے یہ کچھ نہ کیا بلکہ مطلق بے پرواہی ظاہر کی - گورنمنٹ ہند میری اس ادا سے کچھ ایسی مطمئن ہوئی کہ اوس نے عین میری تشویش کے زمانہ مین جب میرے ملک مین ہزارا کا بلوہ فروغ پر تھا - ایک نیا شگوفہ چھوڑا - یہ بلوہ سارے افغانستان مین ایسا عالمگیر تھا کہ خود میرے خانگی نوکر مجھے چھوڑ چھوڑ کر بلوائیون مین شریک ہو گئے تھے - بعض اہل کابل اور اہل و ہمزبان بھی جو کابل کے اطراف مین واقع ہے بلوائیون سے جا ملے تھے سارے ملک مین قوم ہزارا نے مجھ پر فوج کشی کی تھی اور اندیشہ یہ تھا کہ بلوہ عام ہو جائے گا - ایسے نازک وقت مین گورنمنٹ ہند سے جو مجھے مدد ملی وہ ایک قسم کا الیٹمیٹم تھا جس کا مضمون یہ تہا کہ گورنمنٹ ہند برٹش مشن کو کابل مین بھیجنے کی بابت میرے غیر مستقل وعدونکا انتظار نہین کر سکتی - لہذا لارڈ رابرٹس کمانڈر انچیف ہند مع افواج کثیر بھیجے جاینگے - وہی فوج اونکی باڈی گارڈ ہو گی مجھے یہ حالت بہت نازک نظر آئی اس لئے کہ دس ہزار سولجرون کو مہمان بلانا دشوار امر تھا اونکے استقبال کے لئے ایک لاکھ آدمی تیار کرنے پڑتے مین نے دیکھا کہ گورنمنٹ ہند خواہ نخواہ مائل بہ فساد ہے اس لئے چپکے سے لارڈ سالسبری وزیر اعظم دولت برطانیہ کے نام ایک خط مین نے لکھا اور ایک دوست کے ہاتھ اوسے انگلستان بھیجا - اس واقعہ کی بجز خاص معتمدین کے اور کسی عہدہ دار کو خبر نہ ہوئی - اوسوقت سر جان گورسٹ انڈر سکرٹری اور لارڈ کراس ہندوستان کے سکرٹری آف اسٹیٹ تھے مین ان دونون صاحبون کا بہت ممنون ہون جنہون نے میرا خط لارڈ سالسبری کے سامنے پیش کیا - اور گو میری تمام خواہشین پوری نہ ہوئین - مگر شکر ہے کہ جنگ موقوف رہی جو غلط فہمی یا شکر رنجی میری گورنمنٹ مین اور لارڈ لینسڈاؤن مین پیدا ہو گئی تھی - اوس کا فیصلہ اوسوقت تک نہوا جبتک لارڈ رابرٹس ہندوستان سے روانہ ہو گئے اور ان کی جگہ جنرل سر جارج وہائٹ کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور ۱۸۹۳ع مین سر مارٹمر ڈیورانڈ کا مشن کابل آیا - اس کے بعد مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ لارڈ لینسڈاؤن اور مین دوستانہ مراسم کے ساتھ ایک دوسرے

سے رخصت ہوئے۔

افغانستان کے گذشتہ حالات پر نظر کرکے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کوئی وایسرائے افغانستان کے ساتھ جنگ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ اِس لئے کہ اُسے ان معاملات مین پورا اختیار حاصل ہے اور چونکہ پارلیمنٹ برطانیہ اعظم کو وایسرائون سے ایک طرفہ کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ہر معاملہ مین وائسرائے کے موافق ایک طرفہ ڈگری دیتی ہے اِس کا سبب یہ ہے کہ امیر افغانستان کی طرف سے انگلستان مین کوئی وکیل یا سفیر مقرر نہین جو گورنمنٹ انگلستان کو ہر معاملے کے دوسرے پہلو سے آگاہ کرے اِس لئے مجھے خواہش تھی کہ میرا ایک سفیر وائسرائے کے وہان رہے۔ جیساکہ ہمیشہ سے دستور تھا اور اُس کے ساتھ ہی مجھے اختیار دیا جائے کہ گورنمنٹ انگلستان کے ساتھ بھی مراسلت کرسکون۔

خاصکر اِس امر کی ضرورت گورنمنٹ لارڈ لینسڈاؤن کے بدسلوکی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ قریب تھا کہ ہم آمادہ بجنگ ہوجائین۔ میری جگہ اگر کوئی امیر ہوتا تو وہ روس سے مدد لیتا اور **شیر علیخان** کی طرح برباد ہوتا۔ یا **امیر یعقوب** کی طرح گورنمنٹ ہند سے ایسے وعدے کرتا جو کسی طرح وفا نہ ہوسکتے اور یہ وعدہ گورنمنٹ ہند کی تباہی کے باعث ہوتے۔ یہ سب گذشتہ مثالین میرے لئے ایک سبق تھین اور میرے متقدمین کو جس طرز عمل سے نقصان پہونچا تھا مین نے اُس سے متنبہ ہوکر فائدہ اوٹھایا یہ امر مجھے گوارا نہ تھا کہ گورنمنٹ افغانستان کسی قدر وائسرایان ہند کے تابع ہو جو بہ حیثیت ملازم مقرر ہوکر آیا کرتے ہین اور مین امیر افغانستان ہوکر بازیچہ طفلان بنون مین ہمیشہ اِس فکر مین ہون کہ کسی طرح افغانستان کو اس دائمی خطرہ سے نجات دون اِس لئے کہ یہ ایک خودمختار سلطنت ہے پھر کوئی وجہ نہین کہ جسکے ساتھ ویسا سلوک نہ کیا جائے جیساکہ خودمختار سلطنتون کے ساتھ ہوتا ہے مین یہ جانتا تھا کہ اگر لندن مین میری سفارت قایم ہوجائے تو افغان لوگ جو اہل انگلستان کے خصائل اور دولت برطانیہ کی عظمت سے بہت کم واقف ہین۔ اپنے ہم وطن سفرا کے ذریعہ سے جو لندن مین رہین گے خوب واقف ہوجائین گے

اونکے دلون مین اہل انگلستان کی طرف سے محبت پیدا ہو جائے گی۔ اور برطانیہ اعظم کے صنایع وعلوم کے سیکھنے کی طرف توجہ کرین گے اور مہذب بنین گے جس سے باہمی رشتۂ اتحاد اور مضبوط ہوگا۔ اور دونون قومین آپسمین شیر وشکر ہو جائینگی۔ اس لئے اور بعض دوسرے وجوہ سے مین نے ارادہ کیا کہ خود انگلستان جاؤن ملکہ معظمہ کی ملاقات کا شرف حاصل کرون۔ جن کی مثل کی کوئی شریف لیڈی آج تک دنیا مین کسی تخت پر نہین تھی۔ اور ارکین سلطنت سے ملکر بعض معاملات سے اونکو آگاہ کرون۔ مجھے معلوم تھا کہ میرے انگلستان جانے اور رسم وراہ جاری ہانے سے بڑے فوائد منتج ہونگے۔

جب سر مارٹمر ڈیورینڈ کابل سے انگلستان واپس گئے تو ۱۸۹۴ء کے موسم بہار مین خود انگلستان سے مجھے دعوت آئی۔ گویا میری آرزو پوری ہوئی اور مین نہایت محظوظ ہوا۔ اوس باقاعدہ دعوت پر سر ہنری فاولر سکرٹری آف اسٹیٹ کی دستخط تھی اور مضمون یہ تھا کہ ملکہ معظمہ نے بکمال عنایت مجھے مدعو فرمایا ہے کہ مین یا میرے فرزندون مین سے کوئی آن کی ملاقات کو انگلستان تشریف لائے۔ اِس کے علاوہ اور دوستانہ خطوط پرنس آف ویلز ڈیوک آف کناٹ اور دیگر ارکین دولت کے پاس سے میرے نام آئے ہین جن سب مین مجھسے ملنے کا اظہار مسرت کیا گیا تھا مگر افسوس ہے کہ اوسی زمانہ مین مین علیل ہوگیا اور بیماری کو اتنا طول کھنچا اور ایسا سخت علیل ہوا کہ میری جان کے لالے پڑگئے۔ میرے دربار کے کل ڈاکٹر مع مس ہملتن ام۔ ڈی۔ جو میرے معالج تھے میری بیماری سے بہت متردد ہوے۔

قبل اسکے کہ مین اوس دعوت کا جواب دون میرے پاس رائٹ آنریبل مسٹر جارج کرزن کا (جواب لارڈ کرزن ہین) ایک خط آیا جسمین انہون نے یہ لکھا کہ ”مین چترال و پامیر کی طرف بغرض سیاحت جارہا ہون اور یہ چاہتا ہون کہ آپ سے بھی ملاقات کرون اگر اجازت ہو تو مین آؤن“ مین نے اونکو بلایا اور وہ چند روز کابل مین میرے مہمان رہے کئی دوستانہ ملاقاتین ہوئین گو وہ فارسی نہ جانتے تھے اور مین انگریزی سے بے بہرہ تھا مگر میر منشی کے ذریعہ سے ہم دونون مین بخوبی گفتگو ہوئی۔ انکی

باتون سے یہ معلوم ہوا کہ بڑے زندہ دل خوش مذاق - جفاکش - باخبر تجربہ کار اور حوصلہ مند آدمی ہین - اُن کی گفتگو سے ظرافت ٹپکتی تھی اور اون کی حکایتون پر خوب قہقہے رہے - گو مسٹر کرزن کی ملاقات بالکل خانگی اور دوستانہ تھی جسے کوئی سرکاری تعلق نہ تھا - مگر تاہم ملکی معاملات کا بھی ذکر آیا اور اوسپر خوب مباحثہ رہے - مثلاً مسئلہ شمالی مغربی سرحد افغانستان اور مسئلہ ولیعہدی کی نسبت زیادہ گفتگو رہی - میرے بیٹے حبیب اللہ خان اور نصر اللہ خان نے بھی اپنے گھرون پر اونکی دعوت کی - اور بڑے لطف سے گذری مین اُن کی ملاقات سے ایسا محظوظ ہوا کہ مجھے اس بات کی اور زیادہ خواہش پیدا ہوئی کہ مین اور میرے لڑکے اور میرے یہان کے عہدہ دار اور دوسرے امراے انگلستان وارکین سلطنت سے ملاقات کرین اور روابط بڑہائین افسوس ہے کہ میری بیماری نے مجھے اِس خوشی سے باز رکھا اور میرا بڑا لڑکا بھی جو اس سفر کے لئے پورا موضوع تھا - اور کچھ انگریزی بھی بول لیتا تھا نہ جا سکتا تھا - اِس لئے کہ نہ معلوم اوسکی غیبت مین یہان کیا اتفاقات پیش آتے اور علاوہ اس کے سارے ملک کا بوجھ اوسی کے سر تھا میرے اور بیٹون مین صرف نصر اللہ خان اس قابل تھا - اسلئے مین نے اوس کو منتخب کیا کہ میری طرف سے انگلستان جائے -

علاوہ اُن خطوط کے جو بنام ملکہ معظمہ و شاہزادگان وارکین دولت برطانیہ اعظم اوسے دئے گئے مین نے اوسے ایک کتاب بھی دی اور تاکید کی کہ تمام سفر مین جو کچھ اِس کتاب مین لکھا ہے اسکے مطابق عمل کرے -

ماہ اپریل ۱۸۹۵ء مین نصر اللہ کابل سے روانہ ہوا اور مئی مین لندن پہونچا - اگست مین لندن سے روانہ ہوا اور کراچی و قندہار کے راستے سے اوسی سال جاڑون مین کابل واپس آیا -

مگر افسوس ہے کہ مقصد پورا نہ ہوا اور دونون سلطنتون کو بیکار کا بار خرچ اوٹھانا پڑا -

ہمارے یہان امرا اور غربا سب مین یہ دستور ہے کہ کبھی مہمان کی درخواست رد کرکے اوسے

مایوس نہین پھیرتے گو وہ دشمن ہی کیون نہو ـ اور یہ محال ہے کہ کوئی مہمان کسی میزبان کے گہر آئے اور اوسکی آرزو پوری نکیجائے ۔

مگر میرا بیٹا جو ایک بادشاہ کا فرزند تھا اور ایک شاہنشاہ کے یہان مہمان ہوا یون مایوس واپس کیا گیا اور میری درخواست یون خشک اخلاق سے ٹالی گئی ۔

مین سمجھتا ہون کہ میری درخواست جو صرف یہ تھی کہ لندن مین میرا وکیل رہے یا کم از کم مجھے بلا راست گورنمنٹ انگلستان و گورنمنٹ ہند سے مراسلت کی اجازت ہو صحیح طور پر ہاوس آف کامنز کے سامنے نہین پیش کی گئی ۔ ورنہ بہت سے تجربہ کار ممبران پارلیمنٹ اس کے فائدہ کو سمجھتے کہ ان دونون قومون کے باہمی اتحاد کو بڑہانے اور افغانستان کو مضبوط و مہذب بنانے مین کیا نفع ہے ۔ مین اس معاملہ کو آئندہ باب فیوچر پالسی یعنی آیندہ حکمت عملی مین بالتفصیل بیان کرون گا ۔ بالفعل ناظرین کی اطلاع کے لئے صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ ہندوستان و افغانستان مین وہی قدیم طریقہ مراسلت ابتک جاری ہے یعنی اونکے مسلمان سفیر کی وساطت سے جو کابل مین رہتا ہے اور میرے مسلمان سفیر کے ذریعہ سے جو کلکتہ مین مقیم ہے مراسلت ہوتی ہے اس کے یہ معنی ہین کہ ساری دنیا ترقی کرے ۔ زمانہ کی ضرورتین ملک کی حالت بدل دین مگر اوس قدیم طریقہ مین کوئی اصلاح نہو ۔

مین ملکہ معظمہ اور تمام ارکین خاندان شاہی و امرا اور عامہ خلائق برطانیہ کا بہت شکرگذار ہون جنھون نے میرے وکیل یعنی میرے بیٹے کی اس قدر خاطر و مدارات کی چند عہدہ دارون کی سرد مہری مجھے اُن احسانات کو نہین بہلا سکتی ۔ ملکہ معظمہ نے میرے فرزند کے حال پر جو عنایت و شفقت فرمائی ۔ مین اوس سے بہت خوش ہون اونھون نے میرے دونون بیٹون حبیب اللہ و نصر اللہ کو جی ۔ سی ۔ ام ۔ جی کا اعزاز عطا کیا میرے بیٹے نے اپنا ایک سفرنامہ بھی لکھا ہے جسمین حالات سفر اور انگلستان مین رہنے سے جو تجربہ حاصل ہوئے درج کئے ہین ۔ یہ کتاب مطبع کابل مین چھپی تھی مگر مین نے بمصلحت اوسکو شائع نہ کیا ۔

باب ششم

مسئلہ حدود افغانستان و ڈیورانڈ مشن

ناظرین کتاب کو اب معلوم ہو گیا ہو گا کہ مین کسطرح افغانستان کو ایسی حالت پر لایا کہ ایک سلطنت کی صورت پیدا ہوئی۔ اِس سے پہلے یہ ملک چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستون مین منقسم تھا جن پر مختلف سردار حکمران تے ناظرین یہ بھی سمجھہ گئے ہونگے کہ مین نے کس طرح اپنے ملک کو وسیع کیا جو میری تخت نشینی کیوقت فقط کابل اور جلال آباد اور چند مقامات محدود تھا - مین نے کس حکمت عملی سے ۱۸۸۱ء مین صوبہ قندہار و ہرات پر قبضہ کیا بعد ازان ۱۸۸۳ء مین روشان اور شغنان لیا گو شغنان ۱۸۹۳ء تک زیر بحث رہا تا اینکہ ڈیورانڈ مشن نے اوس کا تصفیہ کر دیا اوسی سال مین نے جعفر خان گرگز کو اپنی طرف سے بجائے علی مردان خان (سردار واخان) گورنر واخان مقرر کیا۔

یہ ایک پہاڑی ریاست شغنان کے جنوب مین واقع تہی واخان کے جنوب مین چترال واقع ہے۔ ناظرین نے یہ بھی دیکھ لیا کہ مین نے ۱۸۸۵ء مین میمنا اور ۱۸۹۳ء مین حضر جات اور ۱۸۹۵ء مین کافرستان لیکر اپنے ملک کو اور زیادہ وسعت دی آخر الذکر مقام مین نے ڈیورنڈ مشن کے بعد فتح کیا گو یہ امر اوسی وقت طے ہو گیا تھا کہ یہ مقام میری گورنمنٹ کا جزو ہے۔

جس وقت مین افغانستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستون کو توڑنے اور ملک کو ایک قومی سلطنت بنانے مین مشغول تھا اوس کے ساتھ ہی ساتھ اس امر کا بھی خیال تھا کہ ممالک

متصلہ کے ساتھ اپنے ملک کی سرحدون کا فیصلہ ہو جانا ضرور ہے۔ مین خوب جانتا تھا کہ اپنے ملک کی سرحدون کا نشان ڈالنا ملک کی حفاظت اور امن کے لئے ایک ضروری چیز ہے اس سے غیر سلطنتون کا جو میرے ہمسایہ ہین آگے بڑھنا رک جائے گا اور آئندہ کے لئے سارے جھگڑے اور سب غلط فہمیان دور ہو جائینگی۔

مین جانتا ہون اس صدی مین بڑی بڑی سلطنتون نے یہ اصول اختیار کیا ہے کہ رفتہ رفتہ چھوٹی چھوٹی سلطنتون کو ہضم کر جائین اور اس کے لئے مختلف طریقے اور انواع واقسام کی چالین چلتے ہین مثلاً ایک یہ چال ہے کہ کمزور سلطنت کے حصے کئے جاتے ہین۔ اور قوی سلطنتین آپسمین تقسیم کرلیتی ہین۔ اور اس غریب کمزور سلطنت کے ساتھ جو انصاف ہوتا ہے وہ لایق دید ہے مجھے اسپر ایک نقل یاد آئی ایک غریب آدمی کی گھڑی چوری گئی تھی وہ چورون کے سرغنہ کے پاس گیا۔ جو مجسٹریٹ کہلاتا تھا۔ مجسٹریٹ نے کہا مین تمہاری گھڑی تو واپس نہین منگا سکتا مگر یہ بتاؤ کہ تم مجھے کیا دوگے اُس بچارے نے واویلا کی اور کہا کہ مین اس لئے آیا ہون کہ جو کچھ میرا مال چوری گیا ہے اوس کا پتہ لگاؤن نہ اس لئے کہ کچھ اور اپنی گرہ سے دے آؤن۔ مجسٹریٹ نے جواب دیا کوئی وجہ نہین کہ تم نے ایک ایسے آدمی کو جو مجھ سے کمزور ہے اپنی گھڑی دیدی۔ اور مین اپنا حصہ نہ لون۔ گھڑی کا توڑہ مجھے دیتے جاؤ وہ بچارا ایک دوسرے جج کے پاس گیا جس نے اسی طرح اوس کی انگوٹھی لے لی تب اوس غریب نے یہ خیال کیا کہ اب اگر مین لارڈ چیف جسٹس تک پہونچنے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے پاس زیور کی قسم سے کچھ نہ باقی رہیگا اور یہ دستار اور کپڑے چیف جسٹس صاحب اپنا حصہ سمجھکر لے لین گے۔ میرے پاس تن ڈہانکنے کو ایک دھجی بھی نہ رہیگی۔ غرض وہ اتنے ہی انصاف پر قناعت کرکے اپنے گھر واپس گیا۔ اگر ناظرین کتاب چین کے معاملہ کو اس نقل سے مقابلہ کرین گے تو اونھین معلوم ہوگا کہ مین غلطی پر نہین ہون۔ دوسری چال یہ ہے کہ بڑی بڑی سلطنتین آپسمین خفیہ سازشین اور کارروائیان کرتی ہین جسکا نام علم سیاست اور

آئین حکمت رکھا ہے۔ اور آپس مین ایک دوسرے سے یہ قول وقرار ہوجاتا ہے کہ اگر تم فلان ملک لوگے توہم فلالین گے۔ مگر آپسمین کچھہ مداخلت نہ کرین گے۔

تیسرا طریقہ اونکی ملک گیری کا یہ ہے کہ جس وقت کسی اور ملک کے ساتھہ وہ اپنے ملک کی سرحدون کا تصفیہ کرتے ہین۔ تو بعض شہر یا صوبہ جن پر اُن کا دانت ہوتا ہے انہین یونہین چھوڑ دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خود مختار ہین۔ بعدازان وہ سلطنت متصلہ سے یہ خطاب کرتے ہین کہ اُس صوبہ کو خود مختار رہنے دو نہ تم دخل دو نہ ہم دخل دین۔ اِن حیلون سے وہ اُس صوبہ یا شہر کو خود مختار کہتے کہتے سلطنت متصلہ کے دعوے کو منسوخ کردیتے ہین اور خود کلیتہً یا جزءً اوس پر مسلط ہوجاتے ہین۔ اسکے بعد وہ اس شہر کے ساتھہ اس طرح چال چلتے ہین کہ وہان کے حاکم کو ایک بڈ ہا سٹریل گھوڑا چند پرانے یونی فارم اور کچھہ توپین یا تمنچے دیکر یہ کہتے ہین کہ ہم تم ایک دوسرے کے دوست بنکر رہین گے۔ اور ہماری دوستی تمہاری محافظ ہوگی۔ اور ہمسایون کے حملون سے تمہین بچائیگی۔ اور تم ہمارے دوست اور خود مختار شریک بنکر رہوگے۔ وہ بیچارہ یہ سمجھتا ہے کہ جب خود مختار رہی کو کوئی ضرر نہین پہونچتا تو ایسی دوستی مین کیا قباحت ہے بلکہ یہ تو اپنا فائدہ ہے کہ غیرون کی دست درازی سے امن ہوگا اسلئے کہ فلان سلطنت حفاظت کا ذمہ لیتی ہے۔ مگر بہت جلد وہ اس حکمران پر اس قسم کا الزام لگانیکا بہانہ ڈہونڈ لیتے ہین۔ کہ اوس نے خلاف عہد کیا یا اپنی دوستی پر قایم نہ رہا یا بعض اوقات وہ اپنی رعایا کو ترغیب دیتے ہین کہ اوس کے مظالم کی اونکے ہان فریاد کرین۔ اسی طرح وہ ایک عذر پیش کرکے اُس کے ملک پر قبضہ کرلیتے ہین۔ اگر سلطنت متصلہ نے کوئی اعتراض کیا کہ یہ کارروائی خلاف معاہدہ ہے۔ یہ ملک نیوٹرل رہنا چاہیے تو اوس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ہان اوسوقت نیوٹرل تھا مگر بعد کو وہان کے حاکم نے ہمارے ساتھہ دوسرا معاہدہ کیا جسکی روسے وہ خود اور اُس کا ملک ہماری ذمہ داری اور اختیار مین آگیا۔ لہذا آپ کو اِس ملک کے معاملات مین دخل دینے کا کوئی حق نہین ہے

جو اتنے برس سے ہمارے دائرہ حکومت مین خیال کیا جاتا ہے - پس ہماری چیز مین دخل دہی کے آپ مجاز نہین ہین - پس اسی طرح معاملہ ختم ہو جاتا ہے -

روس نے اسی طرح سارا ملک بخارا اور وہ صوبہ جات جو سرحد افغانستان پر دریائے جیحون کے شمال و غرب مین واقع تھے اوّل اپنی حفاظت اور دائرہ اختیار مین لئے بعد ازان اونکو ہضم کر گیا - گورنمنٹ ہند نے بھی کل صوبہ جات جو افغانستان کے شرق و جنوب اور شرق و شمال مین واقع تھے - اور ابتدائے ملک افغانستان مین شامل تھے اپنی حفاظت اور دائرہ اختیار مین لئے اور اونکا نام ریاست ہائے خود مختار رکھا اور یہ کہا کہ افغانستان یا ہندوستان کو اِن سے کوئی تعلق نہین - مگر روز بروز اپنا اختیار بڑھانا شروع کیا - موسم گرما مین جب وہان گرمی زیادہ ہوتی تھی تو ان ریاستون کے حاکم بغرض تفریح افغانستان آتے تھے اور امیر کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ عرض کرتے تھے کہ ہم آپکے مخلص ہین اور یہان سے روپیہ اور خلعت لیجاتے تھے اسیطرح موسم سرما مین وہ ہندوستان جاتے اور وہان کے عہدہ دارون سے روپیہ وصول کرتے تھے - غرض کہ دونون گورنمنٹ اپنی اپنی جگہ پر یہ سمجھتی تھین کہ وہ ہمارے حفاظت و اختیار مین ہین مگر دراصل وہ اِن چند خلعتون کی حفاظت و اختیار مین تھے -

نہ شاہ بخارا اور نہ امیر کابل روس یا انگلستان سے یہ کہہ سکتے تھے - کہ ان خود مختار ریاستون پر قبضہ نکرو اور نہ روس یا انگلستان بجائے خود ایک دوسرے کے معاملہ مین ہاتھ ڈال سکتے تھے - اِس لئے کہ یہ جواب ملتا کہ یہ ملک ہمارے دائرہ حفاظت مین ہے تمہین دخل دینے کا کوئی حق نہین -

جب مین نے یہ دیکھا کہ ہر گورنمنٹ اِس فکر مین ہے کہ جو کچھ ہاتھ آئے - تو تب مین بھی یہی راہ اختیار کی - اور اُن صوبجات کے خود مختار سردارون سے راہ و رسم بڑھائی تاکہ اُن صوبون مین سے جو اوّل افغانستان شامل تھے مین بھی کچھ حصّہ لون - اسکے ساتھ ہی مین نے اپنے ہمسایون کے ساتھ اپنے ملک کے حدود قایم کرنے کی فکر کی تا وہ اور آگے نہ بڑھنے پائین حدود قایم کرنے

کے معاملہ مین چین یا ایران کے ساتھ کوئی دقت نہ پیش آئی اِس لئے کہ نہ اون مین اتنی قوت ہے کہ افغانستان کا کوئی حصہ دبالین اور نہ ایسی نیت۔ چنانچہ بغیر کسی دشواری کے افغانستان اور ایران کے درمیان حد قایم ہوگئی اور کوہ ملک سیاہ سے ذوالفقار تک حد کا خط قایم کیا گیا۔ اسیطرح افغانستان کا ایک گوشہ جو واخان اور روشان کے قریب چین کی سرحد سے ملا ہوا تھا وہ بھی بغیر کسی جھگڑے کے طے ہوگیا۔

روس اور افغانستان کے درمیان حدود کا قایم ہونا

روس اور انگلستان وافغانستان کے درمیان حدود قایم ہونا بڑی ٹیڑہی کھیر تھی۔ اِس لئے کہ دونون قوی سلطنتین ہین جو ایشیا مین کیا بلکہ دنیا مین بڑی زبردست گنی جاتی ہین۔ روئے زمین پران دونون سے بڑہکر کوئی جاذب قوم نہین ہے۔ جو مشرقی ممالک انہون نے فتح کئے ہین گو دایمی قحط سے بے چراغ ہو رہے ہین مگر اِس پر بھی ہوس یہ ہے کہ ہر سال کچھ نہ کچھ لیا ہی جائے اور رینگتے ہوئے آگے بڑہے ہی جائین نہ معلوم اسمین کیا فائدہ سوچا ہے۔ میرا ملک مثل ایک گوسفند کے ہے جسپر شیر اور ریچھ دونون آنکھین جمائے ہین۔ اور بغیر تائید حافظ حقیقی یہ شکار زیادہ عرصہ تک بچ نہین سکتا۔

مین نے اول یہ تدبیر کی کہ شمال ومغربی سرحد کو جو روس سے ملی ہوئی ہے بوساطت برطانیہ اعظم طے کرون۔ چنانچہ اس معاملہ مین گورنمنٹ ہند کے ساتھ مراسلت ہوئی اور یہ طے پایا کہ افسران گورنمنٹ ہند اور افسران افغانستان کا ایک جوائینٹ کمیشن مقرر ہو اور اِس مسئلہ کو طے کرے۔ ۱۸۸۴ء مین کمیشن مقرر ہوا۔ اس کمیشن کے سرگروہ جنرل سرپیٹر لمسڈن تے اور روسی کمیشن کے افسر جنرل ویلنیائی تے اوس خط کے جواب مین جو انگریزی جنرل کے پاس سے میرے نام آیا تھا۔ مین نے یہ لکھا کہ جب تک مین روس مین رہا ہون مینے اثنار قیام مین روسیون کے ساتھ کوئی عہد وپیمان نہین کیا ہے جو وہ اُسوقت میرے مقابلہ مین پیش کرسکین۔ مین کسی طرح اُن سے ڈرتا نہین۔ اور جب تک مجھہ مین

قوت ہے مین افغانستان کی ایک چپہ زمین بہی روسیون کو نہ دونگا آپ کو چاہیئے کہ جرات اور مردانگی کے ساتھ حدود قایم کیجئے مگر افسوس ہے کہ نتیجہ حسب دلخواہ نہ نکلا۔

روسی اِس بات پر بہت کھسیائے ہوئے تھے کہ مین اونکے اور اپنے ملک کے درمیان حدود قایم کرتا ہون۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ آگے نہ بڑہنے پائین۔ اور خاصکر اس بات سے اور زیادہ ناراض تھے کہ یہ معاملۂ حدبندی انگریزون کے ذریعہ سے طے ہوتا ہے چنانچہ وہ سرحد افغانستان کی طرف متصل جلد جلد بڑہتے رہے۔

جس وقت اُنہون نے پنجدیہہ لیا ہے۔ مجھے اُن کا منشا معلوم ہو گیا تھا مینے انگریزون کو اس بات پر آمادہ کرنیکی بہت کوشش کی کہ پنجدیہہ کی قلعہبندی کے لئے اور زیادہ فوج بہیجنے کی مجھے اجازت دین اور مین نے یہ دلیل پیش کی کہ اگر جنگ کا اندیشہ نہین ہے تو مجھے اپنے ملک مین کہین فوج تعینات کرنے مین کیا قباحت ہے۔ مگر گورنمنٹ ہند نے میری رائے نہ سنی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی جانین تلف ہوئین۔ اور ۱۸۸۵ء مین پنجدیہہ روسیون نے لے لیا۔

ماہ مئی ۱۸۸۵ء مین وائسرائے نے مجھے لکھا کہ روسی بجائے پنجدیہہ کے میرے لئے ذوالفقار خالی کر دینے کو راضی ہین جس سے اب حدود کا خط گلران اور مرچک کے شمال سے گذریگا اور وائسرائے نے لکھا کہ یہ صورت روسیون کو منظور ہے۔

مین نے وائسرائے کے خط کا جواب دیا جس مین اِس فیصلہ کے متعلق اپنی منظوری ظاہر کی۔ اور اونکو لکھا کہ مذکورالصدر شرائط کی ایک نقل مجھے بہیجدین۔

۹ مئی ۱۸۸۵ء کو جنرل لمسڈن کی جگہ کرنل سر ویسٹ رجوے مقرر ہوئے۔ اوّل مجھسے یہ بیان کیا گیا کہ سر ویسٹ رجوے اُن اسنادات سے جو میری رعایا نے زمین کے دعوٰون کے متعلق پیش کئے ہین مطمئن نہین ہین۔ اور یہ کہتے ہین کہ اونکے علاوہ اور سندین پیش کرو جس سے افغان لوگ ناراض ہین۔ مین یہ سنکر ناراض ہوا۔ مگر آخر مین مجھے معلوم ہوا کہ سر ویسٹ رجوے محض دور اندیشی اور دوستانہ خیال سے اس بارہ مین زیادہ تفتیش کرتے تھے تاکہ افغانون کے دعوٰون کو اور زیادہ

قوی کر سکین۔ المختصر انہون نے مسئلہ سرحد بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے طے کر دیا۔ بعد ازان وہ سنہ ۱۸۸۶ء مین ہندوستان جاتے وقت ہمراہیون سمیت مجھسے کابل مین ملنے آئے مین انکے کام سے نہایت ہی خوش ہوا اور انکی بہت مہمانداری کی۔ مین نے سر وسٹ رجوے۔ قاضی اسلم خان۔ کرنل ہولڈچ۔ کرنل یاٹ اور دوسرے ممبران مشن کو طلائی تمغے عطا کئے میری راے مین سر وسٹ رجوے ایک ہونہار اور ہوشیار مدبر آدمی ہین۔ اور جہان کہین مقرر ہونگے بہت نام پیدا کرینگے۔ مین دعا کرتا ہون کہ وہ اپنے ہر معاملہ مین کامیاب ہون ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۸۷ء کو بمقام سینٹ پیٹرس برگ اصل نوشتہ پر دستخط ہوئے اور پہلی اگسٹ کو لارڈ ڈفرن نے اِس کے متعلق مجھے ایک خط لکھا جس کے جواب مین مین نے بہت ہی گرمجوشی سے اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ سلطنت برطانیہ نے شمالی مغربی حد قایم کرنے مین بڑی مدد دی۔

سنہ ۱۸۹۳ء مین افغان اور روسی رعایا مین چمن بید کے قریب زمین کی آبپاشی کے متعلق پھر جھگڑا ہوا۔ اس قضیے کو طے کرنے کے لئے گورنمنٹ ہند کی طرف سے کرنل یاٹ مقرر ہوے اور انہون نے بغیر کسی لڑائی وغیرہ کے اِس مسئلہ کو طے کر دیا۔

سر وسٹ رجوے کی مشن نے صرف ذو الفقار سے خواجہ سالار تک حد کا معاملہ طے کیا تھا۔ اور گو اوسوقت مین نے گورنمنٹ ہند سے کہا کہ یہ حد پامیر تک بڑہائی جائے مگر ایسا نہ ہوا۔ اگرچہ سنہ ۱۸۷۳ء کے عہدنامے کی رو سے روسیون نے یہ تسلیم کر لیا تہا کہ بدخشان اور واخان افغانستان مین ملائے جائین۔ اور روشان و شغنان بدخشان کے جزو تھے مگر چونکہ یہ دونون مقامات اُس سڑک پر واقع تہے۔ جو روس سے ہندوستان کو جاتی ہے اس سبب سے روسی یہ فکر کر رہے تہے۔ کہ اِن دونون مقامون پر قبضہ کر لین۔ مگر مین انکا مطلب سمجھ گیا تھا۔ اور قبل اسکے کہ روسی وہان داخل ہون مینے اپنے گورنرون کو حکم دیا کہ شہرون پر قبضہ کر لین۔ مجھے دوہرا حق حاصل تھا ایک تو یہ کہ سنہ ۱۸۷۳ء کے عہدنامہ کی رو سے یہ

شہر میرے ملک مین شامل ہوگئے تھے۔ اور دوسرے شاہ بخارا نے درواز کا کچھ حصہ دبالیا تھا جو دریاے جیحون کے بائین کنارہ کی طرف واقع ہے۔ پس مین مجاز ہوا کہ شغنان کے اُن مقامات پر قبضہ کرلون جو اُس دریا کی دہنی جانب واقع ہین۔ جو لیک وکٹوریا سے نکلتا ہے۔ اِن مقامات پر قبضہ کرنے سے ۲۴ جولائی ۱۸۹۳ء کو بمقام سوماتاش کرنل یانوف اور میرے افسر شمس الدین خان مین تلوار چل گئی جسکا ذکر اوّل کہین آچکا ہے۔

یہ معاملہ ماہ نومبر ۱۸۹۳ء مین میرے اور ڈیورانڈ مشن کے درمیان طے ہوگیا جس کے بعد مین نے اپنی فوج ۱۸۹۴ء مین وہان سے بلالی اور بجاے اُسکے درواز پر قبضہ کیا۔ ماہ مارچ ۱۸۹۵ء مین روس اور انگلستان کے درمیان یہ معاہدہ طے ہوا کہ جو حصہ درواز کا سیس جیحون (آن روئے دریاے جیحون) کہلاتا ہے۔ وہ شاہ بخارا کی طرف سے افغانستان کو دیدیا جائے اور افغان شغنان روشان کے وہ مقامات چھوڑ دین جو دریائے جیحون اور پنجاہ کے داہنے کنارہ پر واقع ہین۔ جو چشمۂ لیک وکٹوریا سے نکلتا ہے۔ وہ گویا افغانستان کی حد قرار دیا گیا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ اُس وقت سے ابتک مجھے شمالی مغربی سرحد کے مسلسل جھگڑون سے نجات ہوگئی ہے۔ اور اب بالکل امن ہے۔ امید ہے خدا سے کہ اپنی مخلوق کی جان بچانے کے لئے یہ امن ہمیشہ قایم رکھیگا۔

ہندوستان اور افغانستان کے درمیان حدود کا قایم ہونا اور ڈیورانڈ مشن کا کابل آنا

جب اور تمام ہمسائیون کے ساتھ حدبندی گئی تو مین نے خیال کیا کہ ہندوستان اور میرے ملک کے درمیان مین بھی حدبندی ہونا ضرور ہے تاکہ میرے ملک کے گرد حدود قایم ہوجائین جو حفاظت کے لئے ایک مضبوط دیوار کا کام دین۔

چنانچہ اول مارکوئس آف ڈفرن کو لکھا بعدازان مارکوئس آف رپن کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے وہان کے چند تجربہ کار عہدہ دارون کا ایک مشن مقرر کرکے کابل مین میرے پاس بھیجین تاکہ بعض معاملات پر گفتگو کیجائے۔ اور مین یہی بہتر سمجھتا تھا کہ یہ سرحدی مسئلہ ایک مشن کے ذریعہ سے طے ہو۔ وایسرائے خود اِس کے فوائد سے آگاہ تھے اور مین نے اونکو لکھا کہ سر مارٹمر ڈیورنڈ فارن سکرٹری مشن کے افسر مقرر کئے جائین مگر افسوس ہے کہ مین بیمار ہوگیا۔ اور جب بیماری سے افاقہ ہوا تو ترکستان مین اسحٰق کا بلوہ اُٹھا۔ اس وجہ سے مشن کا معاملہ ملتوی رہا۔ اور مین ترکستان چلا گیا۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین جب مین ترکستان سے واپس آیا تو اُسوقت گورنمنٹ ہند کے ساتھ میرے تعلقات کچھہ اور ہی تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور اِس لئے مین نے لارڈ سالسبری کے نام ایک خط بھیجا۔ جنہون نے جواب دیا کہ یہ شکر رنجی یا غلط فہمی جو میری گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند مین ہے۔ عہدہ داران گورنمنٹ ہند کے ذریعہ سے طے ہونی چاہئے۔

اُسوقت لارڈ لینسڈاون نے پھر مجھے ایک خط لکھا۔ جسمین یہ بیان کیا کہ لارڈ رابرٹ مشن کے افسر مقرر ہوئے ہین۔ مین اُسوقت جنگ ہزارا مین مصروف تھا۔ اور یہ چیز اہل افغانستان کی رائے اور خواہش کے خلاف بھی تھی کہ لارڈ رابرٹ ایک فوج کثیر کے ساتھ افغانستان مین داخل ہون مجھے اندیشہ تھا کہ اِس مشن کی وجہ سے کہین بلوہ نہو جائے۔ اہل افغان کے اکثر عزیز اور دوست آخری جنگ افغان مین جو لارڈ رابرٹ کے ساتھ ہوئی تھی۔ لڑائی مین مارے گئے تھے۔ یا لارڈ رابرٹ نے انتقام مین اونہین قتل کرایا تھا۔ اِن وجوہ سے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ افغانستان مین آئین۔ علاوہ ازین لارڈ رابرٹ ایک سپاہی آدمی تھے اور ایسے پیچیدہ ملکی معاملات پر بحث کرنے کے لئے ایک مدبر کی ضرورت تہی نہ کہ سپاہی کی اور سپاہی بہی وہ جو ملک گیری کو اصل اصول سمجھتا ہوے۔ یہ طبعی بات ہے کہ سپاہی لڑائی اور جنگ چاہیگا۔ جس طرح ایک مدبر یا بادشاہ صلح اور امن پسند کرے گا۔ اور حتی الوسع جنگ نہونے دیگا۔ اس کے علاوہ لوگون نے مجھہ سے بیان کیا کہ ہندوستان مین لارڈ رابرٹ کی مدت ملازمت ختم ہو چکی ہے۔ مگر وہ چاہتے

ہین کہ اُس کی توسیع ہو۔ اور وہ بدستور ہندوستان کے کمانڈران چیف رہین۔ لیکن یہ توسیع مدت منظور نہین ہوسکتی۔ جب تک کہ ہندوستان کے شمالی مغربی سرحد پر کوئی طوفان نہ اوٹھایا جائے اِس لئے کہ وہ سرحدی معاملات مین بڑی سند مانے جاتے ہین۔ پس اُن کا تو یہی فائدہ ہے کہ بجائے صلح کے جنگ و جدل ہو۔ مین نے اس بات کو یقین نہین کیا ایک لغو سی خبر تھی۔ مگر مین نے ایسے وقت مین مشن کا بلانا بالکل نامناسب خیال کیا اور اُسے ملتوی کر دیا۔

وائسرائے کو اِس معاملہ مین کچھ ایسا اصرار تھا کہ انہون نے پھر مجھے اِس مضمون کا ایک خط لکھا (جو گویا الٹیمیٹم تھا) کہ گورنمنٹ ہند ایسے مبہم وعدون کا انتظار نہین کر سکتی۔ اتنے دنون بعد وہ حسب مناسب کارروائی کرے گی۔ اُس وقت مین بہت بیمار تھا اور مین نے سردار عبداللہ خان توخی اور میر منشی سلطان محمد خان سے کہا کہ میرے انگریز ملازمین مین سے کسیکو انتخاب کرو۔ جو وائسرائے سے ملنے کے لئے بھیجا جائے۔ تاکہ معاملہ اور زیادہ سنگین و لاعلاج نہ ہونے پائے۔ المختصر مین نے اِس طرح معاملہ کو ٹالا اور فی الفور وائسرائے کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مسٹر پائن خط لیکر آپ سے ملنے آتے ہین۔ تاکہ مشن کے متعلق ضروری انتظام کرین۔ اِس پیغام سے یہ مقصود تھا کہ ارکین دولت ہند مطمئن ہو جائین۔ اور معاملہ کو زیادہ طول نہ کھینچے۔

یہ خط روانہ کرنے کے بعد مین نے مسٹر پائن کو ایک خط وائسرائے کے نام اور دوسرا سر مارٹمر ڈیورانڈ فارن سکرٹری کے نام دیا۔ اور مسٹر پائن سے کہا کہ ہندوستان جاؤ مگر آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے اور اگر ممکن ہو تو مشن کو چندروز کے لئے ملتوی کر دو تاکہ لارڈ رابرٹ جو عنقریب ہندوستان چھوڑنے والے ہین انگلستان روانہ ہو جائین۔ مینے وائسرائے سے درخواست کی کہ ایک نقشہ مجھے بھیجا جائے جسمین مجوزہ خطوط سرحد قائم کئے گئے ہون۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ افغانستان کے کون کون مقامات وہ اپنے دائرہ اختیار مین لینا چاہتے ہین۔ مینے جو چال چلی تھی پوری اُتری لارڈ رابرٹ روانہ ہو گئے۔ انہون نے مجھے ایک خط لکھا جس مین مجھ سے نہ ملنے کا تاسف ظاہر کیا اُنکے جاتے ہی مین نے فوراً مشن کو کابل آنیکی دعوت دی۔

یہان پر یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ والسرائے نے جو نقشہ مجھے بھیجا- اوس مین یہ تمام شہر وزیری نیو چمن مع ریلوے اسٹیشن- چاغہ بلند خیل کل تہمند- اسمار اور چترال جو سرحد پر واقع ہین- شامل ہندوستان دکھائے گئے تھے- اسپر مین نے والسرائے کو ایک طولانی خط لکھا- جسمین ان سرحدی قبائل کے متعلق بہت کچھ پیشین گوئیان تہین- اوس خط کا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے-

"اب رہے یہ سرحدی قبایل جو یاغستان کے نام سے مشہور ہین اگر وہ میرے ملک مین شامل رہین گے تو مین اونہین اپنے اور انگلستان کے کسی دشمن کے مقابلہ مین لڑا سکون گا- اور وہ اپنے ہم مذہب مسلمان بادشاہ کے جھنڈے کے نیچے بخوشی جہاد کرین گے- یہ لوگ بڑے بہادر سپاہی اور پکے مسلمان ہین- اگر کوئی سلطنت ہندوستان یا افغانستان پر حملہ کرے گی تو یہ لوگ خوب سینہ سپر ہونگے- مین رفتہ رفتہ اونہین رام کر کے صلح جو رعایا اور برطانیہ اعظم کا عمدہ رفیق بنا لونگا لیکن اگر آپ اونہین میرے ملک سے جدا کر لین گے تو وہ نہ آپکے کچھ کام آئین گے نہ میرے آپ کو ہمیشہ اونکے ساتھ لڑنا جھگڑنا ہوگا اور وہ ہمیشہ لوٹ مار کیا کرین گے

جب تک آپکی گورنمنٹ قوی ہے آپ کا زبردست ہاتھ اونہین زیر رکھیگا- لیکن جب کبھی کوئی غیر دشمن سرحد ہندوستان پر نمودار ہوگا- اوسوقت یہ لوگ آپکے بدترین دشمن ثابت ہونگے- آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان لوگون کی حالت بالکل ایک کمزور دشمن کی سی ہے- جو کسی زبردست دشمن کے ہاتھ سے زیر ہو جب تک وہ دشمن قوی ہے یہ مطیع ہے اودہر اوس کی قوت گھٹی ادہر کمزور دشمن نے اوسکے پنجہ سے نکلکر اوسپر حملہ کیا- علاوہ اِس کے یہ لوگ میرے ہم قوم و ہم ملت ہین اگر آپ انہین مجھسے جدا کر لین گے تو میری رعایا کی نظر و نمین میری توقیر گھٹیگی اور یہ چیز میری کمزوری کا باعث ہوگی- اور میری کمزوری آپ کی گورنمنٹ کے لئے مضر ہے"

لیکن میری اِس صلاح کی کچھ قدر نہ کی گئی- اور گورنمنٹ ہند کو یہ سرحدی قبایل لینے کا کچھ ایسا اشتیاق تھا کہ اونسنے بہ جبر میرے افسرون کو بلند خیل اور وناذہب سے نکال دیا- اور اونسے یہ

کہا کہ فلان وقت تک نہ چلے جاؤ گے تو مجبوراً جانا پڑے گا۔ چونکہ مین برطانیہ اعظم کا دشمن ہونا اور اُس سے لڑنا نہ چاہتا تھا مینے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ عہدہ داران ہند سے اطلاع پاتے ہی وہ مقامات چھوڑ کر چلے آؤ۔

تیمور مرزا شاہ حاکم اسمار نے ۱۸۸۰ء مین بحلف میری اطاعت قبول کی۔ اور اپنا ملک میری حفاظت و نگرانی مین سونپا۔ اس لئے کہ اوسے عمرا خان حاکم بجور کے حملہ کا اندیشہ تھا مگر وہ اپنے ایک غلام کے ہاتھ سے مارا گیا تب میرے کمانڈر انچیف جنرل غلام حیدر خان نے ۱۸۹۱ء مین اسمار پر قبضہ کر لیا۔ جس سے گورنمنٹ ہند بہت ناراض ہوئی۔ اس لئے کہ ان تمام صوبہ جات یاغستان پر اُسکا دانت تھا جو نیوٹرل کہلاتے تھے یاغستان مین۔ چترال۔ بجور۔ سوات۔ بنیر۔ دیر۔ چلاس اور وزیری وغیرہ سب شامل تھے۔ گورنمنٹ ہند میرے اسمار چھوڑنے پر بہت مصر ہوئی۔ لیکن چونکہ یہ مقام کنار ثم خان۔ کافرستان اور جلال آباد کا گویا پھاٹک تھا جو میرے ملک کے صوبہ ہین۔ اور جہان سے پامیر اور چترال کی سڑکون کی مد نظر ہے۔ ایسے مقام کا اپنے قبضہ مین رکھنا جو میرے ملک کا پھاٹک ہو ایسا ضرور تھا جیسے کہ میرے ملک کے اور تین گوشون پر ہرات۔ قندہار اور بلخ پر قبضہ رکھنا۔ اسیطرح گورنمنٹ ہند نے یہ اصرار کیا کہ مین چاغہ بھی چھوڑ دون کافرستان۔ یاغستان۔ بلوچستان اور چمن مین بھی گورنمنٹ ہند کے سرحدی عہدہ دار متواتر دخل دیتے تھے۔ جو چیز مجھے عجیب معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک طرف تو گورنمنٹ ہند یہ کہتی تھی کہ ہم کو افغانستان کی طرف کچھ ملک لینے کی ضرورت نہین۔ ہم صرف یہ چاہتے ہین کہ افغانستان کو ایک قوی خود مختار سلطنت دیکھین۔ اور دوسری طرف گورنمنٹ ہند کا عمل یہ تھا کہ خوجک ہل مین نقب لگا کر اس طرح میرے ملک مین ریل داخل کی تھی۔ گویا میرے جگر مین چاقو بھونک دیا تھا۔ اور ہر طرف یہ افواہ اوڑ رہی تھی کہ قندہار تک ریل لانے کا قصد ہے خواہ مین اجازت دون یا ندون اور پارلیمنٹ مین ان معاملات پر بحث ہوتی تھی جس کی مجھے برابر خبر پہنچتی تھی اس لئے کہ جو کچھ افغانستان کی نسبت اخبارون مین چھپتا تھا

میرے ایجنٹ اُس کے پرچہ مجھے بھیجتے رہتے ہین۔ اس کے علاوہ روس مجھے الگ روشان اور شغنان کی بابت ستا رہا تھا۔

چنانچہ انھین دقتون اور غلط فہمیون کو طے کرنے کے لئے مین نے ایک مشن بلایا جس کے سرگروہ سر مارٹمر ڈیورانڈ تھے۔ یہ صاحب ایک بڑے ہوشیار مدبر تھے۔ اور اُنھین معلوم ہوگیا کہ اعتبار سے اعتبار بڑہتا ہے۔ سعدی

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر	از سوے کینہ کینہ واز سوی مہر مہر	

اُنھون نے اپنی سلامتی اور حفاظت کا مجہیر بہروسہ کرکے کابل کی جانب کوچ کیا۔ وہ ۱۹ ستمبر ۱۸۹۳ء کو پشاور سے کابل روانہ ہوئے اور اُنکے ہمراہ کرنل ایلس جو کواٹر ماسٹر جنرل کی آفس سے تعلق رکھتے تھے کپتان میک مہان۔ کپتان مینرس اسمتھ۔ مسٹر کلارک ملازم فارن آفس جو منصرم پولٹیکل اسسٹنٹ۔ تھے۔ میجر فرن (وایسراے کے ڈاکٹر) مسٹر ڈونلڈ اور چند ہندوستانی محاسب اور منشی اور عہدہ دار تھے۔ جب، وہ کابل مین داخل ہوئے تو میرے جنرل غلام حیدر خان نے اُن کا استقبال کیا اور مینے اُنکے رہنے کے لئے کابل کے قریب اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کا مکان جس کا نام اندکی ہے تجویز کیا۔ اول رسمی دربار ہوا بعد ازان معاملات پر بحث چھڑی۔ ڈیورانڈ بڑے ہوشیار مدبر تھے۔ اور فارسی خرب۔ جانتے تھے۔ اس لئے اچھی طرح سے بحث ہوئی۔ مگر مینے پہلے سے یہ انتظام کیا تہا کہ ایک پردہ کے پیچھے میر منشی سلطان محمد خان کو بٹھا دیا تہا۔ کہ ہر ایک لفظ جو میرے یا سر مارٹمر ڈیورانڈ کے مُنہ سے نکلے یا مشن کے کوئی اور صاحب کچھ کہین سب برابر لکھتا جاے تاکہ وہ ایک دستاویز رہے۔ سلطان محمد خان ایسی جگہہ بٹھائے گئے تھے جہان سے نہ وہ نظر آئین اور نہ اونکی آواز سنائی دے اور اسکا علم بجز میرے اور کسی کو نہ تہا۔ اون کو ہدایت کی گئی تھی کہ ہر ایک بات خواہ انگریزی ہو یا فارسی جو وہ مجھ سے کہین۔ یا آپسمین بولین سب لفظ بہ لفظ لکھی جائے۔ چنانچہ اونہون نے علامات واشارات مین ہر ایک لفظ جو میرے اور ڈیورانڈ کی زبان سے نکلے لکھ لئے اور یہ ساری

گفتگو میرے یہان دفتر مین بحفاظت موجود ہے۔ ساری گفتگو کا خلاصہ اور نتیجہ یہ تہا کہ روس اور میری گورنمنٹ کا جھگڑا جو صوبہ روشان اور شغنان کے متعلق تہا اوس طرح پر طے ہوگیا جیسا کہ اوپر بیان کرچکا ہون۔

صوبہ واخان جو میرے حصے مین آیا تھا۔ مین نے برطانیہ کے حوالہ کردیا اِس لئے کہ کابل سے بہت دور تھا اور میرے ملک سے بالکل الگ جسکی وجہ سے وہان معقول قلعبندی کرنا بہت دشوار تھا۔

چنانچہ اب حد یہ قرار دیگئی کہ چترال دیر وغل پاس سے پشاور تک اور پھر پشاور سے کوہ ملک سیاہ تک ایک خط ڈالا گیا ۔ اس طرح سے واخان۔ کافرستان۔ اسمار۔ مہمند۔ لالپورہ اور ایک جزو وزیرستان میرے حصہ مین پڑا اور نیو چمن اسٹیشن سے چانمہ۔ باقی ملک توذیری بلند خیل۔ کرم۔ آفریدی۔ بجور۔ سوات۔ بنیر۔ ڈیر۔ چلاس اور چترال اِن سب مین دست بردار ہوگیا اِن سرحدات کے متعلق دو عہدنامے تیار ہوئے جن پر مین نے اور ممبران مشن نے اپنی اپنی دستخط کی۔ ان عہدنامون کا مضمون یہ تہا کہ چونکہ گورنمنٹ افغانستان نے بطریق دوستی بعض صوبون سے اپنا دعویٰ اُٹھالیا ہے۔ اب سے سالانہ امدادی رقم جو گورنمنٹ ہند سے ملتی ہے بجاے بارہ لاکھ کے اٹھارہ لاکھ ہوگی۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ ہند وعدہ کرتی ہے کہ ہتیار اور سامان جنگ سے دوستانہ مدد دیگی۔ اور یہ بھی اقرار کرتی ہے کہ آیندہ گورنمنٹ افغانستان کو اختیار ہوگا کہ جس قدر ہتیار اور سامان جنگ خرید کرمنگانا چاہے۔ اوسمین کوئی مزاحمت نہ کیجائیگی۔

دو دن روانگی سے پہلے میرے بیٹے حبیب اللہ خان نے کل ممبران مشن مع عبدالرحیم خان اور مٹیل سکرٹری افضل خان برٹش ایجنٹ مقیم کابل اور نواب ابراہیم خان کو باغ بابر مین دعوت دی۔ وہان میرے دونون بیٹون حبیب اللہ خان اور نصراللہ خان وغلام حیدر خان کمانڈر انچیف و میر منشی اور دو تین عہدہ دارون نے مہمانون کی پیشوائی کی۔

۱۴ نومبر کو سلام خانہ مین ایک عام دربار کیا گیا جہان کابل کے کل سول و ملٹری افسر اور سرداران

قبائل اور میرے دونون بڑے بیٹے حاضر تھے۔ قبل کارروائی شروع ہونے کے مین نے اہل دربار کے سامنے ایک اسپیچ دی جس مین کل عہد و پیمان کا خلاصہ بیان کیا جو میرے اور گورنمنٹ ہند کے درمیان ہوئے تھے اور عہد نامے کے شرائط بیان کئے۔ تاکہ میری قوم میری رعایا اور کل حاضرین دربار کو اُس سے اطلاع ہو جائے۔ مین نے خدا کا شکر کیا کہ دونون گورنمنٹون مین دوستانہ تعلقات قائم ہوئے اور بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مضبوط ہو گئے۔ مین نے سر مارٹمر ڈیورانڈ اور دوسرے ممبران مشن کا شکریہ ادا کیا۔ جنہون نے ایسی دانشمندی سے سارے جھگڑے طے کئے۔ اِس کے بعد سر مارٹمر ڈیورانڈ نے ایک مختصر سی اسپیچ دی جسکے آخر مین انہون نے یہ ذکر کیا کہ وایسرائے ہند کے پاس سے ایک تار آیا ہے جسمین وایسرائے نے نئے عہد نامون اور ہمارے دوستانہ تعلقات کی نسبت نہایت خوشی اور اطمینان ظاہر کیا ہے۔ اونہون نے یہ بھی بیان کیا کہ لارڈ کمبرلی نے ہاؤس آف لارڈس مین بھی اپنا اطمینان ظاہر فرمایا ہے۔

میرے ملک کے کل عہدہ دارا ور وکلا نے جو حاضر تھے ڈیپوٹیشن کے اڈریس کی ایک ایک نقل لی جسپر اِن سب کی مہرین اور دستخط تھے اور جس مین انہون نے اِن معاہدون کی نسبت اپنا اطمینان اور رضامندی ظاہر کی تھی۔ اور برطانیہ اعظم اور افغانستان کی باہمی دوستی پر کمال مسرت و خوشی کا اظہار کیا تھا۔

مین دوبارہ پھر کھڑا ہوا اور ممبران مشن و حاضرین دربار کو یہ کاغذ پڑھکر سنایا۔ آج میر منشی کو پوشیدہ رہنے کا حکم نہ تھا۔ بلکہ اعلانیہ یہ تینون اسپیچین اُس نے لکھین جسکی دو ہزار کا پیان چھپوا کر دوسرے روز تمام ملک مین تقسیم کی گئی۔

مین ایک مثال بیان کرتا ہون جس سے ظاہر ہوگا کہ میرے لوگون کو دولت برطانیہ کی دوستی کی کیسی قدر ہے اور اُنکے دلونمین اور تمام میرے عہدہ دارون کے دلون مین کس درجہ محبت ہے۔ سر مارٹمر ڈیورانڈ کی روانگی کے دو دن پہلے مین نے چاہا کہ اونہین اور دوسرے انگلش جنٹلمین کو جو مشن کے افسر تھے تمغے وغیرہ بھیجون۔

اس پر آپسمین یہ دوستانہ تکرار ہوئی کہ کون شخص تمغے اونکے پاس لیجائے ۔ میرے کمانڈر انچیف اور میر منشی اور کوتوال تینون یہ چاہتے تھے کہ وہ تمغے ممبران مشن کے پاس لیجائین کیونکہ وہ اسی ایک خاص عزت کا باعث سمجھتے تھے کہ ممبران مشن اونکے ہاتھ سے تمغہ لین ۔ القصّہ مین نے میر منشی کے ہاتھ تمغے بھیجے اور اُسے ہدایت کی کہ اپنے ہاتھ سے پیش کرے ۔ اور میری طرف سے اونکی نمایان خدمات کا بہت بہت شکریہ ادا کرے یہ تمغے دیکر میر منشی واپس آیا اور ہر ایک کے پاس سے شکریہ کا خط لایا ۔ ۱۴ ۔ نومبر کو مشن کابل سے روانہ ہوا ۔ جو غلط فہمیان اور جھگڑے ان سرحدی معاملات کے متعلق ہوا کرتے تھے سب ختم ہو گئے ۔ اور جب عہدنامے کے مطابق دونون گورنمنٹون کی سرحدین قایم ہوگئین تو دونون گورنمنٹون مین ایک عام صلح اور امن قایم ہوا ۔ جو انشاءاللہ ہمیشہ قایم رہے گا ۔

اس موقع پر یہ بیان کرنا شاید بے محل نہ ہوگا کہ لارڈ لینسڈاؤن نے ۱۸۹۴ء مین ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت ایک اسپیچ دی تھی جس مین انہون نے یہ بیان کیا تھا کہ یہ سرحدی انتظام اس لئے کیا گیا ہے ۔ کہ سرحدی قبائل گورنمنٹ ہند کو آیندہ تکلیف ندین مگر اونکے بیان کے بالکل برعکس ثابت ہوا اور میری پیشین گوئی صحیح ہوئی ۔ یعنی اونہین سرحدی قبائل کے ساتھ جو گورنمنٹ ہند کے دائرہ اختیار مین لئے گئے تھے ۔ جنگ چترال ۔ جنگ بجور ۔ جنگ ملک قند ۔ جنگ وزیری اور جنگ آفریدی واقع ہوئی ۔ اور یہ سب لڑائیان اُس انتظام کے بعد پیش آئین جسکا ذکر لارڈ لینسڈاؤن نے اپنی اسپیچ مین کیا تھا ۔

اس کا سبب یہی ہے کہ ان قبائل کو اب اسلامی حکمران کے تابع رہنے کی کوئی توقع نہ رہی اور انگریزی حکومت کی اطاعت وہ پسند نہین کرتے ۔

باب ہفتم

افغانستان کا انجام

اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَّاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ۔ [1]

کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ آیندہ کیا ہوگا پھر مین جو کچھہ افغانستان کے آیندہ حالات کو بیان کرون کیونکر اوسکا ذمہ دار ہوسکتا ہون نہ معلوم صحیح ہو یا غلط۔ اگر مین یہ دعوی کرون کہ مجھے یقین ہے آیندہ کیا ہوگا۔ تو میرا یہ کہنا گویا کلمۂ کفر ہے۔ مگر تاہم اِس زمانہ کے حالات و علامات پر نظر کرکے کوئی ہوشیار مبصر بغیر نبوت یا ولایت کا دعوی کئے یہ بتا سکتا ہے کہ ہوا کس رخ کی چل رہی ہے ناظرین کتاب کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مجھے بہ نسبت اگلے والیان ملک کے دنیا کا اور بنی نوع انسان کا بہت زیادہ تجربہ حاصل ہے۔ امید ہے کہ باطمینان میرا بیان سُنین اور جو کچھہ مین اپنے جانشینوں کے اور اہل ملک کے فائدہ کے لئے اشارۃً یا کنایۃً کہون اُسے گوش زد فرمائین۔

مین اِس باب کو دو حصون مین تقسیم کرتا ہون۔ ایک حصہ اُن ترقیون کے بیان مین ہوگا جو میرے ملک مین ہونا چاہیے اور اس مین ملک کے اندرونی معاملات کے متعلق میری رائے اور نصیحت ہوگی اور نیز ملک کے مختلف محکمون اور کارخانون کی بابت میرا مشورہ ہوگا کہ آیندہ اُن مین اور کیا ترقی کرنا چاہیے۔ مگر اِس مسئلہ کے متعلق اکثر امور پچھلے بابون مین ذکر ہوچکے ہین۔ ناظرین کتاب سے

---

[1] پوشیدہ اسرار خدا پر روشن ہین بجز عالم الغیب کوئی نہین جانتا کہ آیندہ کیا ہوگا۔

یہ آیۃ شریفہ کا ترجمہ ہے۔ مترجم

یہ توقع ہے کہ اگر کہین اُن کا اعادہ ہو جائے تو معاف فرمائین۔ مین اون کو مکرر اس لئے بیان کرتا ہون
کہ میرے ملک کی اندرونی حکمت عملی اور ذرائع ترقی بخوبی ذہن نشین ہو جائین کیونکہ ایک شے کی کامیابی
دوسری شے پر منحصر ہے دوسرے حصہ مین افغانستان کی فارن پالسی اور اور سلطنتون سے جو
ڈپلو میٹک تعلقات ہین انکا ذکر کیا جائے گا۔

افغانستان کا انجام

ہوم پالسی اور اندرونی معاملات

کوئی معمولی عقل کا مبصر خواہ افغانستان کو اب بھی ویسا ہی سمجھے جیسے کہ سر الفریڈ لائل اپنی ایک نظم مین لکھتے ہین

کشور افغان ہے پن چکی مین مٹھی بھر اناج
کوئی دم مین پس کے رہجائیگا آٹے کی طرح
حکمنامے اس طرف یہ لکھ رہے ہین والسرائے
روسیون کو اوسطرف کہتا ہے وہ للکار کر
پھر یہ کہتا ہے کہ حالت دولت اسلام کی
سب تباہی کے مجھے آثار آتے ہین نظر

اور ندی آرہی ہے دیکھنا کس شور سے
سنگ بالا ہو کہ زیرین جب پھریگا زور سے
حکمرانی مین نہ چھوڑ و عدل اور انصاف کو
دم ذرا لو۔ آپ سے باہر نہو۔ منہ دہو رکھو
ہے دگرگون آرہی ہے اب صدای الرحیل
کیا مجھی پر خاتمہ ہونا ہے اے رب جلیل

لیکن ملک کی اوس حالت پر نظر کر کے جو میری تخت نشینی کے وقت تھی اور جب سے اب تک اس
قلیل زمانہ مین جو حیرت انگیز ترقی ہوئی اُس سے پوری اُمید ہے کہ انشاءاللہ افغانستان ایک بڑی
قومی سلطنت ہو جائے گا۔ عرب کے اُس پاک نبی اور ہادی برحق کے اقوال ہمارے لئے ایک بڑی
میراث ہین جس نے عرب کے صحرا کو دنیا مین ایک نہایت شاداب سلطنت بنا دیا۔ آنحضرت کا یہ قول
میرے ملک کے حسب حال ہے کہ جب خدا کچھ کرنا چاہتا ہے تو اُس کی مشیت معاملات کو اُسی ضرورت
کے موافق بدل دیتی ہے۔ الحمدللہ کہ جو ذرائع افغانستان کی آیندہ ترقی کے لئے مفید ہین وہ روز

بروز بڑہتے جاتے ہین۔

اس مین شک نہین کہ افغانستان ایک ایسا ملک ہے کہ یا تو ایک بڑی قوی عظیم الشان سلطنت ہوکر رہیگا یا صفحۂ دنیا سے بالکل مٹ جائیگا اس آخری حالت کا وقوع اُسوقت ممکن ہے جب کوئی ناتجربہ کار اور کمزور امیر ملک مین حکمران ہوگا اس صورت مین ملک تقسیم ہوجائیگا اور سلطنت افغانستان کا نام بھی باقی نرہے گا۔ مین اپنے بیان کو اور واضح کرنے کے لئے یہ کہتا ہون کہ یہ غیر ممکن ہے کہ ان دونون صورتون کے علاوہ افغانستان مین کوئی تیسری حالت پیدا ہو۔ اس امر کا تو خیال ہی نکرنا چاہیئے کہ اگر افغانستان چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم ہوگیا تو اوسکی کوئی ہستی باقی رہیگی۔کیونکہ اگر گورنمنٹ مین اتنی قوت اور دانائی باقی نرہی کہ ملک کو بلا اعانت غیر سے بیرونی حملون سے بچا سکے تو یقیناً روس یا انگلستان اوسپر قبضہ کرلے گا۔ مگر روس یا انگلستان سارے ملک پر تنہا قابض نہین ہوسکتا۔ مثلاً انگلستان کبھی یہ روا نہ رکھے گا کہ روس ساری افغانستان کا مالک ہو کیونکہ اس صورت مین انگلستان کو ہندوستان پر قبضہ رکھنا دشوار ہوگا اسلیئے کہ ہروقت صدہا دقتون اور خطرون کا سامنا رہیگا ۔اسی طرح اگر انگلستان سارے افغانستان کو لینا چاہے تو روس اس لوٹ مین بغیر ساجھا لگائے چپ نہ رہیگا۔

اگر افغانستان خوش قسمت ہے اور کسی ہوشیار منتظم۔ دلیر دوراندیش بادشاہ کے زیر فرمان ہوا تو کوئی وجہ نہین کہ وہ ترقی کرکے ایک بڑی قوی سلطنت نہو۔ اس لئے کہ ملک کا رقبہ اور آبادی بعض بڑی بڑی سلطنتون کے برابر ہے۔ بخلاف اسکے کہ اگر افغانستان کسی ایسے امیر کے ہاتھ لگا جیسے کہ شاہ بخارا یا ہندوستان کے بعض والیان ریاست ہین تو اوس کی مٹی خراب ہوگی۔ روس یا انگلستان کے ساتھ یکے بعد دیگرے عہدنامے کئے جائینگے اور ملک رفتہ رفتہ ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اگر امیر نے خود ایسا نہ کیا تو روس و انگلستان یا ملک کے چھوٹے چھوٹے سردار اوسے مجبور کرینگے اس بارہ مین اب زیادہ تفصیل کرنے کی ضرورت نہین اس لئے کہ جو لوگ مشرقی معاملات سے واقف ہین اونہین یہ بات بخوبی معلوم ہے۔

ت پچھلے فقرہ مین جو یہ ذکر ہوا ہے کہ آیا ممکن ہے کہ افغانستان آئندہ کبھی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوجائے اور اوسکی پولٹیکل حیثیت باقی نرہے یا اس قدر قوی ہوکہ اپنی پوری حفاظت کرسکے مین ان دونون پہلوؤن پر تفصیلی بحث کرونگا۔ تاکہ میری قوم کو نصیحت ہو۔

اس مقام پر مین اپنی رائے ظاہر کرتا ہون کہ افغانستان کس طرح ایک قوی اور خودمختار ملک ہوسکتا ہے۔ دوسرا امر جسکے متعلق مین رائے دونگا یہ ہے کہ افغانستان کو روس اور انگلستان کے پنجے سے بچانے کے لئے کیا تدبیر کرنی چاہیئے اس مسئلہ مین اور موقع پر بحث کیجائے گی جو فارن پالسی[۱] سے متعلق ہے۔

افغانستان ایسا ملک ہے جو ایک شاداب زمین سے مشابہت رکھتا ہے جس مین ہر قسم کے پھول پھل پیدا ہونے کے قابلیت ہو۔ بشرطیکہ کسی اچھے باغبان کی نگرانی مین رہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ کوئی ہوشیار حکمران ملک پر مسلط ہو جن ملکون مین ترقی و پیداوار کے ذرائع نہون وہ مثل بنجر زمین کے ہین۔ جسمین باوجود باغبان کی محنت کے بجز چند پھول یا پھلون کے کچھ پیدا نہو سکے۔ مگر افغانستان مین دولت قوت اور ترقی کے بہت ذرائع موجود ہین۔ مین اُن مین سے چند بیان کرتا ہون۔

معدنیات

ملک مختلف اقسام کی بیش بہا کانون سے بھرا ہوا ہے۔ یاقوت۔ پکھراج۔ لاجوردہ۔ سونا۔ چاندی سیسہ۔ تانبا۔ لوہا۔ کوئلہ جن مین بعض کانین تو یورپین جیالوجسٹ کے بیان کے مطابق دنیا مین سب سے بڑی کانین ہین۔ اِن کانون سے یقیناً بہت کچھ نکل سکتا ہے جس سے نکالنے کا خرچ وغیرہ بھی سب ادا ہوسکتا ہے لیکن یہ بیش قیمت جواہرات اور بے بہا کانین جب تک باقاعدہ طور سے کام مین نہ لائی جائین مثل پوشیدہ خزانہ کے ہین اس لئے کہ جو شخص جواہرات نہین پہچانتا اوسکے نزدیک

[۱] وہ حکمت عملی جو غیر ممالک کے ساتھ برتی جائے۔ مترجم

شیشہ اور الماس کا ٹکڑا دونون برابر ہین۔

تجارت

افغانستان کی تجارت کے لئے پیداوار اور ذرائع بیشمار ہین علاوہ بڑی بڑی کوئلے اور لوہے کی کانون کے جو مثل انگلستان کی کانون کے ہین جو سیاہ الماس برطانیہ کے نام سے موسوم ہین۔ اور جن کی بدولت انگلستان آج ایک عظیم الشان سلطنت بنا ہے ملک مین بکثرت آبشار ہین جو کلین چلانے کے لئے بکار آمد ہوسکتے ہین اور اس طرح صنعت و حرفت کو ترقی ہوسکتی ہے۔

رعایا

اہل افغانستان مرد و زن دونون بڑے بہادر۔ ذکی اور تعلیم کے شایق ہین۔ آزادی و خودمختاری پر مرتے ہین۔ قوی الجثہ اور تندرست ہوتے ہین۔ اور شرابخواری و قمار بازی کے عیبون سے بالکل پاک ہین۔ وہ بہت جلد حال کی اصلاحات و تعلیم کو اختیار کرلیتے ہین۔ اور انہین غیر ملکیون کے ساتھ فضول اوہام یا تعصبات بالکل نہین۔ وہ مثل ہندیون کے نہین ہین کہ دولت برطانیہ کو ملک مین حکومت کرتے ایک صدی سے زیادہ عرصہ گذرا ہے مگر ابتک یورپین خیالات سے ناواقف ہین اور کوٹ پتلون یا بوٹ پہننے کو گناہ سمجھتے ہین وہ ابتک اوسی لکیر کے فقیر ہین۔ قدیم وضع کی زیر پائی پہنتے ہین جن سے راہ چلنا دشوار ہوتا ہے اور اُنکے پائجامون کے ازار بند ٹخنون تک لٹکتے رہتے ہین۔ بخلاف اسکے افغانون مین اتنے تھوڑے زمانہ مین ایسا عظیم تغیر ہوا ہے کہ وہ مثل اپنے ترکی بھائیون اور دوسری یورپین اقوام کے معقول وضع کا لباس پہنتے ہین اور غیر ملک کے مرد اور عورتون کے ساتھ جلد خلا ملا کرلیتے ہین۔ اور اُن سے ہر ایک بات سیکھنے کی کوشش کرتے ہین۔

قومی قضیہ

نہ ملک افغانستان زیربار ہے اور نہ گورنمنٹ افغانستان۔ اور نہ اوس کو کسی جنگ کا تاوان بھرنا ہے۔ گورنمنٹ افغانستان اُن زیرباریون سے بالکل پاک ہے جن مین اور سلطنتین مبتلا ہین کسی پر قومی قرضہ کا بار ہے اور کوئی اپنے ہمسایہ کو جنگ کا تاوان دے رہی ہے۔ جب کبھی ملک مین کچھ ترقی یا لشکر کی درستی کا سامان ہونے لگا۔ فوراً قرض کے دعویدار اُٹھ کھڑے ہوے کہ پہلے ہمارا قرضہ ادا کرو پھر کسی اور کام مین روپیہ لگاؤ یا سامان جنگ خریدو۔ شکر ہے کہ افغانستان کے لئے کوئی ایسی روک ٹوک نہین۔ نہ غیر ملک کے سفیر ہین جو معاملات ملک مین سازش کرین اور نہ غیر اقوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے کوئی عہدنامہ ہے جس سے غیر سلطنتین دخل ہی کی مجاز ہون۔ مزید بران کسی غیر سلطنت کو کوئی اختیار نہین دیا گیا ہے کہ ریل وغیرہ بنانے کے لئے اجارہ چاہے۔ نہ ہندوستان کی دیسی ریاستون کی طرح کوئی انگلش ریذیڈنٹ منہ اول ہے جو والی ریاست سے پوچھنے کا مجاز ہو کہ ”دن مین کتنی روٹیان کماتے ہو“ اور تمہارے مُنہ مین کتنے دانت ہین“ یا اُنکے خانگی و ملکی معاملات کے انتظام مین دخل دے۔

ہمسائے

افغانستان کے دونون پہلوؤن مین انگلستان و روس دو بڑی سلطنتین ہین گویا افغانستان کو ان دونون سلطنتون کی قربت سے تشویش رہتی ہے مگر چونکہ یہ دونون ایک دوسرے کی رقیب ہین اس لئے اُن کی قربت افغانستان کی حفاظت کے لئے مفید بھی ہے۔ گورنمنٹ افغان کی بہت کچھ حفاظت اس بات سے بھی ہے کہ یہ دونون سلطنتین آپس مین ایک دوسرے کا افغانستان کی چپہ بھر زمین لینا بھی گوارا نہین کرتین۔ اسکے علاوہ میری رائے یہ ہے کہ یہ دونون سلطنتین یہ بھی نہین چاہتین کہ افغانستان کے لئے آپس مین جنگ مول لین۔ بلکہ وہ اسی مین اپنا فائدہ دیکھتے ہین کہ افغانستان بجائے خود یون ہی قایم رہے مگر اس معاملہ مین آیندہ تفصیل سے بحث کیجائے گی۔

مذہب

گورنمنٹ افغانستان کے قوی ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ کل رعایا کا ایک مذہب یعنی مذہب اسلام ہے۔ دوسرے مذاہب کے لوگ افغانستان مین بہت کم ہین۔ اتنے منین ہین جتنے کہ یونانی اور ارمنی ٹرکی مین ہین جن کو غیر سلطنتین اپنے بادشاہ سے لڑنے کے لئے اُبھارا کرتی ہین۔ افغانستان کی رعایا کو اس امر مین بڑا تعصب ہے کہ بجز اُنکے ہم مذہب کے اور کوئی غیر مذہب والا اُن پر حکمران نہ ہو۔ وہ اور کل مذاہب کے بادشاہون کو کافر سمجھتے ہین۔ مذہب کے لئے مرد و عورت دونون لڑنے پر مستعد ہین اور یہ سب کا ایمان ہے کہ کافرون کے مقابلہ مین جو کوئی مارا جائیگا وہ سیدھا جنت کو روانہ ہوگا۔ ہر افغان مرد و زن کی یہ دعا رہے کہ خدایا مجھے شہید کی موت عطا کر۔ فی الحقیقت وہ آزادی اور خود مختاری کے عاشق ہین اپنے ہم مذہب بادشاہ کی اطاعت بھی بمشکل قبول کرتے ہین۔ پھر غیر مذہب والے بادشاہ کے کیا خاک مطیع ہونگے۔ اس کا ثبوت صاف ظاہر ہے کہ مثل خیبر اور دوسرے اضلاع کے باشندے جو ہندوستان کی سرحد پر واقع ہین۔ ان مین ابتک امن امان نہین قایم ہوا ہے کہ کوئی شخص بغیر ایک قوی باڈی گارڈ کے اونکے ملک مین سفر کر سکے۔ ملک ایسا کوہستانی ہے کہ پہاڑون کی چوٹیان ان فطرتی بہادرون کی حفاظت کے لئے گویا مضبوط خداداد قلعے ہین۔ چنانچہ نہ گورنمنٹ روس مناسب خیال کرتی ہے۔ کہ صدہا میل کا یہ دشوار گذار کوہستانی راستہ وہان کے حکمران اور قوم کی مرضی کے خلاف طے کیا جاوے اور نہ انگلش گورنمنٹ قرین مصلحت سمجھتی ہے کہ ایسے ملک کے لئے اس قدر زر کثیر اور بیشمار بیش قیمت جانین ضائع کیجائین۔ اگر بالفرض یہ ملک فتح بھی کرلیا تو اوسکا رکھنا محال ہوگا۔ ایک مہذب گورنمنٹ کے انتظامات اور فوج وغیرہ رکھنے مین جو کچھ صرف ہوگا وہ بھی ملک کی آمدنی سے ادا نہوگا۔

بحالت موجودہ افغانستان مالی لحاظ سے کسی غیر سلطنت کے لئے بکار آمد نہین ہو سکتا۔ البتہ

فوج کے لئے سپاہی ملسکتے ہین اِس لحاظ سے البتہ افغانستان کسی غیر سلطنت کا معین ہوسکتا ہے جو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے افغانستان سے ہوکر گذرے اور افغانی سپاہیون کی مدد چاہے۔ لیکن افغانستان پر قبضہ کرنا کسی غیر سلطنت کے لئے مفید نہوگا۔ اس کے لئے کم از کم پچاس ساٹھ برس کا عرصہ چاہیئے تاکہ افغانستان بذریعہ تجارت و معدنیات ملک ترقی کرکے مہذب ملکون مین شمار کیا جائے اور ریل اور تار۔ اور دخانی جہاز سب فراہم کرلے۔

انگلستان یہ چاہتا ہے کہ افغانستان محفوظ و مضبوط رہے

گو بعض کوتاہ اندیش انگریزون نے اور دوسرے لوگون نے جنھین (فارورڈ پالسی) یعنی پیشقدمی کا جنون ہے کئی دفعہ افغانستان اور برطانیہ اعظم مین رنجش ڈلوادی اور افغانستان کے بعض قبیلے یہ کہکر اپنے تعلق کرلئے کہ یہ حکومت افغانستان سے علیحدہ اور خودمختار ہین۔ مگر وہ لوگ یہ نہ سمجھے کہ یہ ساری بنجر زمین جو سرحد افغانستان پر واقع ہے انگریزی قبضہ مین رکھنا خلاف عقل ہے یا نہین اس سے خواہ مخواہ ہندوستان کے خزانہ پر بار پڑا وہان قیام امن کے لئے فوج رکھنی پڑی۔ علاوہ اسکے سول انتظام کرنا پڑا۔ بیٹھے بٹھائے اپنے سر ذمہ داری کا بار لیا۔ وہ صرف بڑھایا جو اس سرزمین کی آمدنی سے کبھی ادا نہین ہوسکتا اور اپنے تئین تشویشون مین پھنسایا۔ یہ کوتاہ اندیش انگریزی عہدہ دار جو اپنی دانائی اور قوت پر بہت لاف وگزاف مارتے ہین غالباً یہ سمجھتے ہین کہ اونھین عالم الغیب سے بھی زیادہ علم ہے اور اگر کوئی واقف کار شخص اونھین نصیحت کرنا چاہتا ہے تو اوسکا خاکہ اوڑاتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ اون سے بڑھکر کوئی ہوشیار نہین۔ یہی لوگ فارورڈ پالسی کے موید اور بڑے جنگجو ہین۔ مگر خوش قسمتی سے انگریزی قوم۔ انگریزی مدبر اور انگریزی رعایا بہ نسبت اِن چند مذکور الصدر۔ ہمہ دانون کے زیادہ تر واقف و ہوشیار ہین۔ چنانچہ ان

لوگون کی چالین انگریزی مدبرین اور رعایا کے ناپسند ہوتی ہین جو فی الحقیقت یہ چاہتے
ہین کہ افغانستان ایک قوی خود مختار گورنمنٹ ہو اور ایک سچا دوست بنکر سلطنت ہندکا
پشت پناہ رہے مین خوش ہون کہ روز بروز صلح جو لوگون کی تعداد جو گورنمنٹ ہند اور
میری گورمنٹ کے سچے خیر خواہ ہین بڑہتی جاتی ہے اور اُس خیال کے لوگ جن کی بدولت
انگلستان اور افغانستان مین اس قدر لڑائیان اور خونریزیان ہوئین اب گھٹتے جاتے
ہین - اب برٹش نے یہ ظاہر کرنا شروع کیا ہے کہ افغانستان کی خیر خواہی محض باتون
سے نہین بلکہ اونہین دل سے منظور ہے اور عملاً بھی اس چیز کو ثابت کر چلے ہین - کہ
جہان تک ہو سکے افغانستان کی حفاظت و قوت و حمایت کے لئے روپیہ - ہتیار -
کلون وغیرہ سے ہر طرح کی مدد دیجائے اس لئے کہ وہ دیکھتے ہین کہ سلطنت ہند کی بہبودی
افغانستان کے ساتھ وابستہ ہے -

وزراے برطانیہ نے افغانستان کو مدد دینے کے لئے محض رضامندی ہی نہین
ظاہر کی ہے بلکہ کسی غیر حملہ آور کے مقابلہ مین میرے ملک کی حفاظت کے ضامن
ہوئے ہین - اس بات سے مجھے اور میرے جانشینون کو موقع ملا ہے کہ اپنی ساری توجہ
ملک کے اندرونی حالات کی اصلاح اور ترقی مین صرف کرین اور بیرونی خطرون کی تشویش
اور ذمہ داری اپنے اُن دوستون پر چھوڑ دین جو انگلستان مین ہین -

افغانستان کو قوی اور دولتمند بنانیکے متعلق مشورہ و نصیحت و عملی اشارات

جو ذرائع افغانستان کو ایک بڑی سلطنت بنانے کے لئے موجود ہین - اونکا کچھہ ذکر تو ہو چکا
ہے اب مین اختصار کے ساتھ یہ بیان کرونگا کہ یہ چیز کس طرح ممکن ہے اور راہ

ہونے کے کیا طریقے ہین۔ مین جزوی معاملات سے قطع نظر کرکے چند ضروری باتین بیان کرتا ہون جو افغانستان کو آئندہ ایک بڑی قوم بنا سکتی ہین۔

یہ تو معمولی بات ہے کہ مکان آراستہ کرنے سے پہلے مکان بنانے کی فکر کرنا چاہیے اور جب مکان بن جاے تو ضرور ہے کہ وہ دیوارون سے محصور ہو تاکہ اساس البیت محفوظ رہے اور اگر مکان مین سوراخ۔ گڑھے۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ ہون تو ضرور ہے کہ پہلے اِن کے نکالنے کی فکر کرلے تب مکان مین رہے اسی لئے سب سے پہلے اور ضروری چیز یہ تھی کہ مین افغانستان کے گرد حدود قایم کرون تاکہ اول یہ معلوم ہو جاے کہ دراصل کون کون صوبہ افغانستان مین شامل ہین اوس کے بعد ترقی اور اصلاح کی فکر کیجاے الحمدللہ کہ مین اس چیز مین کامیاب ہوا اور افغانستان کے حدود قائم کر دے جس سے قریب کی سلطنتون کی دست اندازی مسدود ہوئی اور آے دن کے لڑائیان جھگڑے جو ہمسائے والون سے ہوا کرتے تھے دفع ہوے اور اب میرے جانشینون کو بھی اس معاملہ مین آیندہ کے لئے اطمینان ہوا کہ بغیر عہدنامہ ٹوٹے کوئی لڑائی جھگڑا نہوگا۔ میرے جانشینون کیواسطے امن اور ترقی کی بنا پڑی اور اس بارہ مین اب اونھین اہل جوار سے خط وکتابت کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جب ملک کے گرد حدین قایم ہوچکین اور گویا مکان محصور ہوگیا تو یہ ضرور ہوا کہ اس مکان سے کل موذی حشرات الارض۔ سانپ۔ بچھو جو مکان مین گھر بنائے تھے اور امن وترقی مین بہت مانع تھے نکالے جائین یعنی صدہا چھوٹے چھوٹے سردار۔ رہزن۔ بدمعاش اور قزاق جو افغانستان مین ہمیشہ شر و فساد اٹھایا کرتے تھے۔ سب راہ راست پر لائے جائین۔ اس لئے لازم ہوا کہ وہ قدیم انتظام جسکی روسے والی ملک بعض بڑے بڑے امرا کو جنگی ضروریات کے پیش آنے کے وقت فوجی کمک کے بہم پہونچانے کے معاوضہ مین جاگیرات عطا کرکے بذریعہ نیابت حکومت کرتا تھا توڑ دیا جاے اور سب ایک قانون اور ایک حکومت کے مطیع کئے جائین۔ شکر ہے

کہ مین اس معاملہ مین بہی پورا کامیاب ہوا اور افغانستان کو ایک متحدہ سلطنت کی صورت مین لے آیا۔ صدہا سرداران قبایل جو پہلے جانی دشمن تہے گاڑہے دوست ہو گئے اور مین نے اون کو اپنی گورنمنٹ مین بڑے بڑے عہدہ اور اعلیٰ خدمتین دین۔ جن لوگون نے میری اطاعت نہین قبول کی اور امن مین مخل ہوئے وہ ملک سے نکال دیے گئے۔ اب امیر سے لیکر فقیر تک تمام افغانستان مین کوئی شخص ایسا نہین ہے جو میری گورنمنٹ سے عدول حکمی کر سکے یا میرے بعد میرے جانشینون سے بغاوت کرے جو لوگ میری اس حکمت عملی پر نکتہ چینی کرتے ہین مین اُن سے یہ کہتا ہون کہ تمام سلطنتون کی تاریخ کو دیکہین جو اُس حالت سے جبکہ حکومت بڑے بڑے زبردست امرا کی نیابت سے ہوتی تہی اور خود مختار قبیلون اور جرگون کی باہمی خانہ جنگیون اور موروثی کشاکشون اور خونریزیون پر منتہی ہوا کرتی تہی کس طرح تہذیب اور شایستگی کے درجہ کو پہونچی ہین۔ تب وہ خود انصاف کر سکین گے کہ یہ حالت بغیر لڑائیان لڑے اور خونریزی ہوئے نہین نصیب ہوئی ہے۔ جس وقت مین اس کام مین مصروف تہا کہ تلوار کی نوک سے افغانستان کی اندرونی حالت اور قلم کی نوک سے بیرونی حالت درست کر کے اوسے ایک سلطنت کی صورت مین لے آؤن مین نے کوئی دقیقہ اصلاح اور ترقی کا جو ملک کے لئے ضرور تہی فروگذاشت نہین کیا۔ ان اصلاحات کا ذکر اپنے اپنے موقع سے آچکا ہے لہذا یہان مین صرف یہ کہون گا کہ جو کچہہ افغانستان کے لئے ہونا چاہیے اس کا دسوان حصہ بہی نہین ہوا۔ اگر ترقیان اور اصلاحین برابر جاری رہین تو البتہ کچہہ ہوگا۔ مین بالفعل قوم کی آئندہ ترقی کے متعلق چند اشارے بیان کرتا ہون۔

سب سے پہلے اور نہایت ضروری نصیحت جو مین اپنے جانشینون اور رعایا کے لئے کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ اگر افغانستان کو ایک عظیم الشان سلطنت بنانا چاہتے ہین تو اتفاق کی قدر کرین۔ صرف اتفاق ہی ایسی چیز ہے جو افغانستان کو ایک بڑی قوت بنا سکتا ہے

کل شاہی خاندان۔ امرا اور رعایا سب ایک دل ایک رائے اور ہم غرض ہو کر اپنے گھر کی حفاظت کرین۔

میرے بچپن سے ابتک کوئی دن ایسا نہین گذرا کہ جس روز کسی نہ کسی ملک اور قوم کی تاریخ مین نے خود نہ پڑہی ہو یا مجھے پڑہکر نہ سنائی گئی ہو ان تواریخ کے مطالعہ سے مین نے ایک نتیجہ نکالا ہے وہ یہ کہ بہت سی سلطنتون کا زوال خصوصاً مشرق مین اسلامی سلطنتون کی تباہی محض نااتفاقی اور خانہ جنگیون کی بدولت ہوئی۔ اسلام جو اس قدر ترقی کرکے عرش پر پہونچا وہ محض عرب کے اوس بڑے کشورآرا کے قول کی پیروی کی بدولت جسکا یہ مطلب ہے کہ کل مسلمان بھائی ہین۔ جب اس قول کی پیروی ترک کردی اور نفاق نے جگہ پائی تب اسلام ابتر ہوا اور یکے بعد دیگرے ساری سلطنتین کہو بیٹھا۔ مین اپنی قوم اور اپنے جانشینون سے التجا کرتا ہون کہ اپنے ملک کے معاملہ مین ہمیشہ یکدل رہین اور میرے قدم بقدم چلین وہ اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھین کہ مین نے کس طرح اپنے تخت کے گرد تمام وہ شاہزادے اور امرا و سردار جو ہندوستان و روس و ایران مین غریب الوطن تھے جمع کرلئے اور اون کی دشمنی مبتدل بدوستی ہوگئی۔ مین اس امر کو بتفصیل دوسری جگہ بیان کرچکا ہون۔ اس مقام پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ مجھے پوری امید ہے کہ شہر کابل مین اور خود میرے بیٹون مین میرے بعد کوئی خانگی جھگڑا ایسا ہوگا جو خطرناک سمجھا جائے۔ مین نے اپنی زندگی مین یہ انتظام کردیا ہے۔ کہ کل شاہزادے اور اہل افغان میرے بڑے بیٹے کو اپنا سردار سمجھین اور اوس کی اطاعت قبول کرین۔ میرے آباو اجداد نے جو غلطیان کین مین اون سے بہت متنبہ ہوگیا ہون۔ مین نے ایسا نہین کیا کہ ملک اور فوج اپنے لڑکون مین تقسیم کردی ہو تاکہ نااتفاقی کی صورت مین اونہین آپسمین لڑنے کا موقع ملے۔ اگر بدقسمتی سے میرے بیٹے اور شاہزادے میری اس نصیحت پر عمل نہ کرین اور آپسمین لڑین تو یہی بہتر ہوگا کہ اپنی بداعمالی کی سزا پائین اور میری نصیحت نہ سننے کا یہ پہل

ملے کہ ملک اون کے ہاتھ سے جائے ۔ افغانستان نصیب دشمنان ہوا اور قوم افغان کا وجود ہی مٹ جائے ۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو تو آنہین خود اپنے اوپر نفرین کرنا ہوگی اس لئے کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔[1]

لیکن اگر میرے بیٹے اور جانشین خوش قسمتی سے ملے رہے اور ایک دل رہے (جہانتک میرا علم ہے کوئی وجہ نہین کہ نہ ملے رہین اون مین کوئی اس قابل نہین کہ اپنے بڑے بھائی کا مقابلہ کرسکے جس کے ہاتھ مین فوج اور خزانہ اور ہر ایک چیز ہے) تب بھی اسکے علاوہ ایک دوسری دقت قابل لحاظ ہے ۔ اور وہ شاہی خاندان کے اون لوگون کی نا اتفاقی ہے جو افغان کے باہر ہین ۔ یہ لوگ دو قسم کے ہین ۔ ایک تو وہ جو برطانیہ اعظم کی حفاظت مین ہین اور انگریزی خوشامد خورے کہلاتے ہین ۔ اور دوسرے وہ جو روسی حفاظت مین ہین ۔ اون مین پہلی قسم کے چندان قابل خوف نہین ۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ قریب قریب اون کے کل معتبر ساتھی اونہین چھوڑ کر کابل مین آگئے ہین یا اب آنے والے ہین یا میری حسب ہدایت اونہین کی ملازمت مین ہین اور اعلانیہ یا خفیہ مجھسے تنخواہ پاتے ہین دنیا مین بڑے سے بڑا بہادر بغیر ہمراہیون کے تنہا ایک فوج کا مقابلہ نہین کرسکتا ۔ ان بیچارون کا بھی وہی حشر ہوگا جو افغانستان کے آخری شاہی خاندان (سدوزئی) کے شاہزادہ کا ہوا جو بوڑھا ہو کر انگریزون کے وظیفہ خوری مین مرا مگر ہمیشہ تمنا یہ رہی کہ ایک دفعہ پھر کابل کے تخت پر بیٹھنا نصیب ہو ۔

علاوہ اسکے کہ یہ شاہزادے تن تنہا ہین ۔ کوئی ہمراہی نہین رکھتے برٹش گورنمنٹ خوب جانتی ہے اور سے یاد ہے کہ ان لوگون نے کیسی بدانتظامی پھیلائی اور عہد شکنی کرکے روس سے سازش کرنے لگے مجھے یقین ہے کہ برٹش عہدہ دارون کا حافظہ ایسا اچھا ہے کہ یہ باتین اونہین یاد ہونگی اور دوبارہ سبق لینے کی ضرورت نہوگی مجھے اسمین بھی

[1] خدا کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک خود وہ قوم اپنے افعال سے اپنی حالت نہ بدلے ۔

تامل ہے کہ یہ شاہزادے برطانیہ کی مدد سے بہی کبہی تخت پا سکین خصوصًا جس وقت
افغانستان ایسا قوی ہوجاے جیسی کہ مجہے توقع ہے۔ مجہے بالکل یقین ہے کہ انگریز
ان عہدناموں کے خلاف جو میری اور اون کی گورنمنٹ کے مابین ہوے ہین کبہی ایسا
نکرین گے۔ اس عہد شکنی کا یہ نتیجہ ہوگا کہ افغانستان کے ساتہہ کہلم کہلا جنگ ہوگی
اور یہ بات بالکل اونکی خواہش اور مرضی کے خلاف ہے۔ اگر انگریز اپنے عہدو پیمان
پر قایم ہین توکبہی اُن لوگون کو جو اُنکے ہاتہہ مین ہین میرے لڑکون کے ستانے
کے لیئے افغانستان مین نہ آنے دین گے۔ ان سب باتون کا خیال کرکے اب
کوئی محل تشویش نہین اِس لیئے کہ وہ لوگ انگریزون کی حفاظت اور نگرانی مین
ہین لیکن اگر باوجود عہدناموں کے انگریزون نے میرے خاندان کے دشمنون
کو مدد دی تو اوس حالت مین مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو یہی صلاح
دونگا کہ وہ طریقہ اختیار کرین جو مین نے اختیار کیا تہا۔ جب گورنمنٹ ہندنے
میرے خلاف امیر شیر علیخان کو مدد دی تہی یعنی اول ہی سے بہادرون کی طرح
لڑ کر فیصلہ کرلین اور اگر ممکن ہو تو اپنے دشمنون کو ملک سے نکال دین یا اگر خود
شکست کہائین (جس کی مجہے ہرگز امید نہین) تو وہ راہ چلین جو مین اونکو بتاے
جاتا ہون یعنی انگریزون کے خلاف کسی دوسری سلطنت کی حمایت مین جارہین
لیکن مجہے قوی امید ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ کبہی ایسا اتفاق نہوگا جہانتک
مین خیال کرتا ہون یا کوئی اور شخص جسے خدا نے سمجہہ دی ہے۔ اس معاملہ
مین افغانستان کے انجام کے متعلق تصفیہ کرسکتا ہے کہ انگریزون کی غرض
اور سلطنت ہند کی سلامتی افغانستان کے قوی اور خود مختار ہونے پر
منحصر ہے اور شاہزادون کو آپسمین لڑا کر افغانستان کمزور کرنا نامناسب ہے۔
دوسرا معاملہ جو میرے بیٹون اور جانشینون کے لیئے نہایت قابل

غور ہے وہ یہ کہ اُن کے تین دشمن ہین جو روس کی حمایت مین پناہ گزین ہین - یہ البتہ بڑے خطرہ کی بات ہے گو حالات زمانہ کے اعتبار سے وہ خفیف ہو یا نگلین - یہ بات یقینی ہے کہ خطرہ ضرور ہے - جن وجوہ سے مین اپنے جانشینون کو متنبہ کرنا چاہتا ہون وہ بہت سے ہین - مگر مین چند باتین یہان پر ذکر کرتا ہون -

بخلاف انگریزون کے روسی یہ چاہتے ہین کہ افغانستان جو اون کی راہ مین حائل ہے اگر بالکل معدوم نہ ہو سکے تو کم از کم منقسم ہو کر بہت کمزور ہو جائے پس جس طرح انگریزون کا یہ فائدہ ہے کہ دعویداران تخت کو اپنے اختیار مین رکھین روسیون کا اس مین فائدہ ہے کہ اونھین لڑانے کے لئے یہان بھیجین - اُن کے لئے اس بات کی وجہ بھی معقول ہے - اولاً اون کا نفع یہ ہے کہ افغانستان کا وجود ہی باقی نہ رہے جو ہندوستان پر حملہ کرنے کے وقت اُنکا سدراہ ہو - دوسرے جب روسیون نے برخلاف عہد و پیمان کے جو دولت برطانیہ کے ساتھ کئے تھے امیر شیر علیخان سے سازش کی اوس وقت انگریزون نے جیسا چاہئے ویسے روسیون کی مخالفت نکی - جس سے اونکی کمزوری ظاہر ہوئی روسی یہ سمجھتے ہین کہ اگر وہ افغانستان مین فتنہ برپا کر سکے تو سبحان اللہ اور اگر کامیاب نہوئے تو انگریز اس بارہ مین کچھہ زیادہ کد نہ کرین گے اور معاملہ ہاؤس آف کامنز مین کچھہ تھوڑے مباحثہ کے بعد یا چند اخبارون مین ذکر ہو کر یونہین ٹل جائے گا -

دوسری وجہ اس معاملہ مین زیادہ ہوشیار رہنے کی یہ ہے کہ محمد اسحاق کے پاس جو روسیون کی حمایت مین ہے اب بھی بہت سے ہمراہی ہین - اور کچھہ نہ کچھہ شر پیدا کر سکتے ہین گو اوسمین کامیابی ہو یا نہو - میرے ایجنٹ اسحاق کے ہمراہیون کو اپنی طرف توڑ لینے مین ایسے کامیاب نہین ہوئے جیسا کہ ہندوستان مین لیکن مجھے اُمید ہے کہ بتدریج مستقل تدبیرون سے کامیابی ضرور ہوگی - ممکن ہے کہ جو خطرات مین نے بیان کئے اُن مین اتنا اندیشہ نہو اور مین نے بخیال تنبیہ زیادہ مبالغہ کیا ہو - یہ بات تو سب جانتے ہین کہ افغانستان مین ہر مرد و عورت کو

اسحق اور اوس کے باپ سے ہمیشہ قطعی نفرت رہی اور اب تک ہے ۔ میں بہ نظر اختصار اس نفرت کے اسباب بالتفصیل نہیں بیان کرسکتا مگر کچھ لکھ سکتا ہون ۔

اسحاق کا باپ اعظم بڑا ہی فتنہ گر ہے اور اس وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرتے ہین اوسی نے میرے والد اور شیر علیخان مین لڑائی ڈلوا دی جس کے باعث سے میرے خاندان مین اس قدر خونریزی ہوئی ۔ اسکے علاوہ اوس کا ظلم اور بخوری اور دوسری طرح کی بداطواریاں قابل برداشت نہیں ۔ ان سبسے زیادہ جو چیز افغانون کے لئے باعث نفرت ہے وہ اوسکی بزدلی ۔ اوس کا بیٹا اسحق اپنے باپ کے کل اوصاف مین طاق ہے اور اس کے علاوہ اوس نے میرے ساتھ بھی عہدشکنی کی تھی ۔ اور سبسے زیادہ مذموم حرکت اوس سے یہ سرزد ہوئی کہ جب اس کی فوج میرے سپاہیون کو شکست دیچکی اوسوقت وہ نہایت حمایت اور بزدلے پن کے ساتھ فوج چھوڑکر بھاگ گیا اور جن لوگون نے اوس کا ساتھ دیا تھا وہ مصیبت مین مبتلا ہوئے اس کے علاوہ وہ کبھی لڑنے والا آدمی نہ تھا اور افغانستان مین ایسے شخص کو کوئی نہ پوچھیگا جو سپاہی نہو ۔ وہ فوج جو اس کی ماتحت تھی اور اوس کے بہکانے سے مجھسے لڑی اوس کی ترتیب کا بندہ مستحق تعریف نہ تھا ۔ اس لئے کہ مین نے چیدہ اور ہوشیار فوجی افسر ترکستان مین اس فوج پر مقرر کئے تھے لڑائی مین زیادہ تر اوسکا بیٹا شریک رہا ورنہ باپ مین تو اتنی قابلیت بھی نہ تھی کہ جنگ کرسکے یہان اوسکے بیٹے کا ذکر آگیا ہے کچھ اوس کا حال بھی قلمبند کرتا ہون اوسکا نام اسمعیل ہے اور میرے بڑے بیٹے سے دس برس بڑا ہے گو بہ نسبت باپ کے اوسمین لڑنے کا مادہ ہے مگر اوسے کابل کا تخت پانے کی کوئی توقع نہیں ہوسکتی ۔ اس لئے کہ کابل کی رعایا اور امرا اوس سے بالکل ناواقف مین اور اونہون نے اپنی زندگی مین اوسے کبھی نہیں دیکھا ۔ افغان جس سے واقف نہون اوسپر بھروسہ کبھی نہیں کرتے پھر ایسے شخص کو وہ اپنا بادشاہ بنائین یہ امر غیر ممکن ہے افغان ایسے مغرور دلیر سپاہی ہین کہ کبھی اس بات کو گوارا نکرین گے ۔

اسحق اور اوس کے بیٹے کے لئے ایک اور وقت کا سامنا ہے وہ یہ ہے کہ دونون کابل سے
تین مہینے کی مسافت پر ہین - اگر بالفرض وہ اپنی فوج کے ساتھ کابل پر چڑہائی کرین تو یہ امر
محال ہے کہ راہ مین کہین وہ روکے نہ جائین - پس جو شخص میرا جانشین ہوگا وہ راہ مین اون
کی خبر لے گا اور قبل اس کے کہ وہ کچھہ زیادہ فوج جمع کرسکین اون کی گوشمالی کردے گا -
لیکن بالفرض اگر روسی فوج اونکی حمایت پر ہوئی تو اوس صورت مین یہ سمجھنا چاہیئے کہ برطانیہ
اعظم اور روس مین جنگ چھڑے گی - اس مسئلہ پر دوسرے حصہ مین بحث کی جائے گی -
گو مجھے یقین کامل ہے کہ اسحق یا اوس کا بیٹا میرے بیٹون اور جانشینون کو ضرر نہین پہونچا سکتا
مگر تاہم اونہین یہی نصیحت کرونگا کہ بمقابلہ متوسلین انگریز روس کے متوسلون سے زیادہ
ہوشیار رہین -
میرے بیٹے کو چاہیئے کہ کہین اس خیال مین بہول نہ جائے کہ وہ کابل کے تخت پر بیٹھے گا
اور تخت بچا لیگا - اگر وہ اس عزت کے قابل نہین تو اوسے تخت نہ ملیگا - اور جب تک اوسمین
تخت کے تحفظ کا مادہ نہو وہ کیا بچا سکیگا - اوسکو چاہیئے کہ نہایت پابندی کے ساتھ میری
صلاح اور میرے اصول کی پیروی کرے - ورنہ اوس سے تخت کابل ہاتھ آنا یا تخت کو
بچانا بہت دشوار ہوگا - پہلی چیز جو اوس پر فرض ہے وہ یہ ہے کہ وہ قوم پر ثابت کردے
کہ وہ ایک مستقل صاحب رائے جفاکش محب قوم بادشاہ ہے - اگر یہ تینون صفتین
اوسمین نہوئین تو فقط ملک ہی اوس کے ہاتھ سے نہ جائے گا بلکہ اور بڑے بڑے خطرون
مین مبتلا ہوگا - اس سے میری یہ غرض نہین کہ وہ اس درجہ خود رائی ہوجائے کہ کبھی اپنے
خیر خواہون سے مشورہ نہ لے - بلکہ میری غرض یہ ہے کہ کوئی مشیر اوس کے مزاج مین اتنا
دخیل نہو کہ اوس سے بالکل موم کی ناک بنائے اوس کو چاہیئے کہ سب کی سنے مگر کسی کے
کہنے پر عمل نہ کرے - یہ اوس کو معلوم ہے کہ ملک مین ہر شخص فقیر سے لیکر دکاندار اور امیر تک
اس بات کا مجاز ہے کہ کسی معاملہ مین اگر وہ بادشاہ کو اطلاع دینا چاہے تو براہ راست بادشاہ

سے مراسلت کرسکتا ہے اگر اوس کی خبر سچ ہو اور ملک یا رعایا کی بہبودی کی غرض سے ہو تو خبر دہندہ کو معقول انعام دیا جائے خواہ وہ صیغہ مخبری کا ملازم ہو یا نہو۔ اگر خبر غلط ثابت ہو تو یہ دریافت کیا جائے کہ آیا اوس نے نیک نیتی سے ایسا کیا یا بدنیتی سے۔ اگر بدنیتی ثابت ہو تو اوسے سزا دیجائے۔ مین اسیطرح اپنے امرا۔ اہل دربار۔ عہدہ دار اور ملازمین صیغہ مخبری یا ملکی اور رعایا سے اطلاع حاصل کرتا ہون۔ اس کے لئے غیر ملکون مین جو میرے مخبر تعینات ہین وہ روزانہ مجھے ہر واقعہ کی خبر دیتے رہتے ہین۔ یہ لوگ اخبارون کے مضامین بھی مجھے بھیجا کرتے ہین۔ جو افغانستان کی نسبت شایع ہوا کرتے ہین۔ مین اپنے ہی دل مین ان کل معاملات پر غور کرتا ہون اور اون سے نتایج نکالتا ہون۔ کبھی کسی کی صلاح یا مشورہ پر عمل نہین کرتا میرے بیٹون کو چاہیے کہ امیر شیرعلیخان کے اصول پر نہ چلین۔ اُس کے مشیرون نے ہمیشہ اوسے بھائیون سے لڑایا اور آخر مین برطانیہ اعظم سے جنگ کرادی جو اُس کی تباہی کا باعث ہوئی۔ نہ وہ امیر یعقوب خان کی سی ضعیف پالسی اختیار کرلین اُس نے انگریزون کو خوش کرنے کے لئے ایسے عہد و پیمان کئے جنہین وہ پورا نہ کرسکا۔ اوس کی کمزوری کی ایک مثال تو یہ ہے کہ سر لوئی کیوناری کو کابل بلایا مگر اون کی جان نہ بچاسکا۔ اس غلطی کی اونے سزا پائی اور تخت کھو بیٹھا۔ انگریزون نے بھی اپنے کئے کا پھل پایا۔ اُنکو معلوم ہوا کہ ایسے بزدل حکمران پر بھروسہ کرنے کا کیا انجام ہے۔ میرے بیٹون کو چاہیے کہ میرے چچا امیر اعظم کے اصول پر بھی نہ چلین۔ اُن مین حب الوطنی یا انتظام ملک کا مطلق مادہ نہ تھا صرف انکی بداطواری سے چند ہی دنون مین ملک کھو بیٹھے۔ حالانکہ مین نے اونہین تخت پر بٹھایا تھا۔ اگر میرے بیٹے ان لوگون کی تقلید کرین گے تو اونہین کی طرح مصیبتون مین مبتلا ہونگے۔

مین اپنے بیٹون کو ایک اور نصیحت کرتا ہون وہ یہ کہ علاوہ روزانہ فرائض کے جو ایک بادشاہ کے لئے ضروری ہین۔ اوس کو چاہیے کہ اپنا علم اور معلومات بڑہانے کے لئے کوئی وقت معین کرے جیسا کہ مین ساری عمر کرتا رہا ہون۔

اِس کے لئے جو طریقہ مین نے اختیار کیا وہ سب سے بہتر ہے شام کو جب وہ بالکل تھک جائے اور خود کچھہ کام نہ کر سکے تو اُسے چاہیے کہ کتاب خوان کو حکم دے کہ کوئی تاریخ غیر ملک کا جغرافیہ بادشاہان ما سلف کی سوانح عمری (بلا امتیاز قوم و ملک) پڑہکر سنائے یا بڑے بڑے مدبرین کی تقریرین اور مضامین اور کل ایسے مضامین اخبار جو افغانستان کے متعلق ہون یا اُن ملکون یا اُن قومون کی بابت ہون جن سے افغانستان کو کچھہ تعلق ہے پڑہوا کر سنے۔

گو اس کتاب کے ہر باب مین مین نے اپنے بیٹون اور جانشینون کو کچھہ نہ کچھہ نصیحت کی ہے مگر مین نے یہ ضروری خیال کیا کہ جس اصول کے وہ پابند ہون اوس کے متعلق اشارۃً ذکر کر دون جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اب مین دوسرے معاملہ مین بحث کرتا ہون۔ افغانستان مین کس طرح حکومت کرنا چاہیے اور کیا انتظام کرنا چاہیے۔ جس سے ملک بتدریج ترقی کر کے ایک عظیم الشان سلطنت ہو جائے۔

مین نے ایک باضابطہ گورنمنٹ کی بنا تو ڈالدی ہے مگر ابھی اِس گورنمنٹ نے جیسا چاہیے ویسی صورت نہین پکڑی ہے۔ ہر بادشاہ کو لازم ہے کہ مختلف ممالک کے طریقہ گورنمنٹ پر غور کرے اور بہ تعجیل کوئی کام نہ کر بیٹھے۔ جو طریقہ زیادہ پسندیدہ اور اپنے ملک کے حسب حال ہو اُسے اختیار کرے۔ اور بتدریج حسب ضرورت اوس مین ترمیم کر کے اوسے رائج کرے۔ میرے نزدیک بہترین اصول حکمرانی وہ ہے جو عرب کے بڑے مقنن یعنی ہمارے نبی برحق محمد مصطفیٰ نے قائم کیا تھا۔ یہ اصول گویا جمہوری سلطنت کا اصول تھا۔ مہاجر و انصار کے دو گروہ قرار دئے گئے تھے اور جمہوری اصول پر سلطنت چلتی تھی۔ ہر رکن کو اپنی رائے دینے کا اختیار تھا اور غلبہ آرا کی پیروی کیجاتی تھی۔ مین نے افغانستان کو ایک باضابطہ قانونی سلطنت بنانے کے لئے

یہ انتظام کیا ہے۔ تین قسم کے لوگ میرے دربار مین حاضر ہوتے ہین جو فراہمی سامان جنگ
اور مختلف معاملات ملک کی بابت مجھسے مشورہ کرتے ہین۔ ان لوگون کی تقسیم حسب ذیل ہے
سردار یا امرائے ملک خوانین ملک (یعنی رعایا کے وکلا) اور ملا (یعنی وکلا امور مذہبی)
امرا کو اونکے موروثی حقوق کے لحاظ سے دربار مین آنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ خوانین
ملک کے سرداروں مین سے اس طرح منتخب ہوتے ہین کہ ہر گاؤن یا قصبہ کے باشندے
ایک ایسا شخص انتخاب کرین جو صاحب لیاقت ہو ایسے اشخاص ارکان کہلاتے ہین۔ یہ
ارکان آپس مین ایک دوسرا شخص منتخب کرتے ہین جو اس ضلع یا صوبہ مین بہت معتبر اور
صاحب اختیار ہو۔ یہ شخص خان کہلاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے یہان ہاؤس آف کامنز انہین خوانین
سے مرکب ہے۔ ان خوانین کے انتخاب کی منظوری یا نامنظوری بادشاہ کے اختیار مین ہے جو
بلحاظ اون کی لیاقت۔ درجہ۔ وفاداری۔ اُن کے ذاتی یا آبائی خدمات کے فیصلہ کرسکتا ہے
ان سب باتون کا خیال کیا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا رعایا نے اوسے منتخب کیا یا نہین
تیسرا گروہ ملاؤن۔ مفتیون قاضیون اور خان علامہ کا ہے۔ ملا لوگ امور مذہبی کے عہدہ دار
ہوتے ہین اور جب وہ فقہ و حدیث و قوانین ملک مین امتحانات پاس کرکے محکمہ امور مذہبی مین
ملازمت کرلیتے ہین تب بتدریج میرے دربار مین جگہ پاتے ہین۔
یہ باضابطہ گروہ ابھی اس قابل نہین ہوا ہے کہ کوئی ذمہ داری کا کام اونکے سپرد کیا جائے
مثلاً بلون کی منظوری اور سرکاری ضوابط کا نفاذ اوس کے اختیار مین دیا جائے۔ مگر رفتہ
رفتہ اونہین یہ سب اختیارات مل جائینگے اور ایک دن وہ آئیگا کہ افغانستان کے لوگ
خود اپنے ہاتھ سے اپنی حکومت کرین گے۔ لیکن مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو مجبور
کرتا ہون کہ وہ کبھی ان وکلا رملک کے ہاتھ مین موم کی ناک نہ ہو جائین۔ اُن کو چاہیے کہ فوج
کی آراستگی وغیرہ کا اختیار بالکل اپنے ہاتھ مین رکھین اور کسیکو اوس مین دخل نہ دینے دین
اس کی علاوہ کوئی تجویز یا اصلاح یا بل جو اون کی کونسل یا دربار سے پاس ہو اُس کی منظوری

یا نامنظوری کا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھین -

میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیئے کہ ملک مین کسی قسم کی اصلاح کرنے مین جلدی نہ کرین ورنہ رعایا منحرف ہو جائیگی اور انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ باضابطہ قانونی گورنمنٹ اور نرم قوانین اور مغربی یونیورسٹیون کے طرز کی تعلیم بتدریج ملک مین جاری کیجائے تاکہ لوگ اس جدید طریقون کے عادی ہو جائین اور اُن حقوق و اصلاحات کو اچھی طرح برت سکین -

میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیئے کہ جب کسی غیر سلطنت کی رائے پر چلین یا اپنے اہل دربار کے مشورہ پر عمل کرین جنھین غیر سلطنت نے رشوت دیکر اپنی طرف ملالیا ہو تو ہمیشہ سعدی شیرازی کے اس قول کو یاد رکھین ؎

نگہدارد آن شوخ در کیسہ در	کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

کابل کا تاج و تخت بیرونی حملہ آورون مختلف دعویدارون اور باغیون سے محفوظ رکھنے کے لئے ضرور ہے کہ ملک کی فوج کی طرف زیادہ توجہ کی جائے - گو اس بارہ مین دوسری جگہہ مین بحث کر چکا ہون مگر چند نکتا اپنے جانشین کی ہدایت کے لئے بیان کرتا ہون - یہ نہایت ضروری امر ہے کہ افغانستان کی کل فوج حال کے نہایت عمدہ نوایجاد ہتھیارون سے مسلح ہو - دس لاکھ سپاہی افغانستان کو کسی بیرونی حملہ آور سے بچانے کے لئے بالکل کافی ہین - بلکہ ضرورت سے زیادہ - اگر اتنے سپاہی افغانستان مین فراہم ہو جائین تو پھر اُس سے دنیا مین بڑی سی بڑی سلطنت کا کچھ ڈر نہ ہے - یہ منشا پورا ہونے کے لئے جو انتظام مین کر رہا ہون وہ یہ ہے کہ جنگ کے لئے فی توپ نو ایجاد پانسو شل کے گولے اور فی میگزین ریٹیر یا مارٹنی ہنری بندوق پانچہزار کارتوس ہر وقت موجود رہین - اس قدر ہتھیار اور کارتوس وغیرہ دس لاکھ سپاہیون کے لئے کافی ہین ان سپاہیون کی مین نے دو قسمین کی ہین - تین لاکھ فوج باقاعدہ اور سات لاکھ والنٹیر



شاہی رسالہ کا یونیفارم

[illegible] فوجیں [illegible] قواعد دان اور فوجی تعلیم پائے ہوئے ہیں
علاوہ سامان جنگ [illegible] ضرورت کے وقت ملک کے انبار خانوں میں غلہ اور سامان
رسد اس قدر مہیا رہتا ہے کہ تین سال کے لئے کافی ہو [illegible] کے جانور ہاتھی
اونٹ [illegible] فوج کے [illegible] افغانستان میں
[illegible]

[illegible]

غرض [illegible] آسان بات
نہیں ہے [illegible] بہت [illegible] فوج کی تعداد [illegible]
کی ترقی کے اندازہ سے بڑھا رہا ہوں [illegible] فوج بے قاعدہ کو [illegible] سے تنخواہ پاتے [illegible]

(مجاہدین) و فوج بیقاعدہ مگر یہ بیقاعدہ بھی قواعد دان اور فوجی تعلیم پائے ہوئے ہین
علاوہ سامان جنگ کے ضرورت کے وقت ملک کے انبار خانون مین غلہ اور سامان
رسد اس قدر مہیا رہے کہ تین سال کے لئے کافی ہو۔ اور بار برداری کے جانور۔ ہاتھی
اونٹ۔ لدو ٹٹو۔ خچر۔ اور دوسرے جانور فوج کے لئے ممالک محروسہ افغانستان مین
موجود رہین۔ بڑی بڑی دولتمند سلطنتون کو ایک جگہ سے دوسری جگہ فوج بھیجنے مین
بڑی دقت پیش آتی ہے۔ باربرداری کے جانور نہین دستیاب ہوتے فی الحقیقت
یہ چیز بہ نسبت سپاہی یا سامان جنگ بہم پہونچانے کے زیادہ دشوار ہے۔ لیکن خدا
کا شکر ہے کہ افغان ایسے قوی تندرست دلیر لوگ ہین کہ اپنے ملک مین پہاڑون پر
گھوڑون کی طرح تیز دوڑ سکتے ہین اپنی پیٹھ پر بندوق۔ کارتوس۔ ڈیرے۔ چند روز
کا کھانا لاد کر لیجا سکتے ہین۔ بہت سے سپاہیون کے لئے ایک نہایت ہی محدود تعداد
باربرداری کے جانورون کی درکار ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہو گا کہ ایک لاکھ انگریزی سپاہیون
کے لئے جس قدر باربرداری کے جانورون کی ضرورت ہوتی ہے اُس سے کم مقدار دس
لاکھ افغانون کے لئے کافی ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ انگریزی سپاہیون کو اقسام کے
کھانے۔ شراب۔ سوڈا واٹر۔ اور دوسرے قسم کے سامان عیش وعشرت کی ضرورت ہوتی
ہے۔ بعض اصحاب یہ کہین گے کہ گو انگریزی سپاہی کو شاہزادون کی سی آسایش درکار
ہے۔ مگر وہ لڑنے مین بھی ویسا ہی بہادر ہے۔ مین ان حضرات سے بالکل اتفاق کرتا
ہون کیونکہ مین خود انگریزی سپاہی کا معترف ہون۔ مگر اس مقام پر تو لدو ٹٹوؤن سے
بحث ہے نہ کہ سپاہیون سے۔

غرض دس لاکھ آدمیون کے لئے ہتھیار اور سامان رسد وغیرہ مہیا کرنا کوئی آسان بات
نہین ہے۔ اس کے لئے بہت روپیہ درکار ہے اس وجہ سے مین اپنی فوج کی تعداد آمدنی ملک
کی ترقی کے اندازہ سے بڑھا رہا ہون۔ گو فوج بے قاعدہ کو جو گورنمنٹ سے تنخواہ پائے تین لاکھ

سے زیادہ آدمیون کی ضرورت نہین۔ مگر سرکاری خزانہ مین اتنا روپیہ ہونا چاہیے جو دس لاکھ آدمیونکو کم ازکم دو برس تک لڑانے کے لئے کافی ہو۔ جب تک یہ انتظام نہو ہم دس لاکھ آدمی میدان جنگ مین نہین لا سکتے۔ اور صرف اسی پر قناعت نہ کرنا چاہیے بلکہ خزانہ مین اس قدر روپیہ اور ہو کہ حالت جنگ مین ہتھیار اور سامان جنگ کی تیاری کے لئے کارخانہ برابر چل سکین۔ یہ بھی ضرور ہے کہ خود افغانستان کی کانون سے لوہا۔ سیسہ۔ تانبا۔ کوئلہ کافی مقدار مین نکالا جا سکے۔

جن انتظامات مین اب تک مین مصروف تھا اور اب بھی ہون اس حد تک پہونچ گئے ہین کہ اگر آج ضرورت پڑے تو مین دس لاکھ آدمی میدان جنگ مین لا سکتا ہون گو میری باقاعدہ فوج ابھی ایسی بڑی نہین ہے مگر ملک سپاہیون سے بھرا ہوا ہے اور مین افغانستان کے سلاح خانون سے اتنے آدمیون کو توپون۔ بندوقون۔ تلوارون اور جملہ سامان جنگ سے مسلح کر سکتا ہون۔ اُنکے کھانے کے لئے بھی انبار خانون مین غلہ اور ملک مین باربرداری کے جانور بہ کثرت ہین۔

ہمین دو چیزون کی ضرورت ہے۔ ایک تو یہ کہ فوج باقاعدہ کی تعداد تین لاکھ تک پہونچائی جائے مگر اوس کے لئے بہت وقت درکار ہے گو یہ کوئی ایسی بات نہین جس کے لئے تشویش کیجائے کیونکہ افغان فطرتی سپاہی ہین دنیا کے عمدہ سے عمدہ قواعددان۔ بہادر اور آراستہ فوجین ہمارے کسانون کا لوہا مانے ہوئے ہین۔ صدہا موقعون پر اونہون نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ افغان فطرتی بہادر ہین۔

اوّل خاص چیز جس کی زیادہ تر ضرورت ہے وہ روپیہ ہے گو الحمدللہ اس وقت جسقدر نقد روپیہ افغانستان کے خزانہ مین موجود ہے کبھی کسی امیر کے وقت مین نہ جمع ہوا تھا مگر پھر بھی اُس حد تک ابھی نہین پہونچا ہے جس قدر مین چاہتا ہون کہ ہو۔ اب رہا غلہ اور رسد کا سامان اُس کے لئے مین نے تمام ممالک محروسہ افغانستان مین جابجا انبار خانہ تعمیر کرائے ہین اور

اپنے بیٹون اور جانشینون کو میری نصیحت ہے کہ اس بارہ مین میری تقلید کرین - انبار خانے
ہمیشہ بھرے رکھین - ہر سال غلہ بدلا جاے - پُرانا غلہ فوج کو بجائے تنخواہ کے ارزان قیمت
پر دیا جائے جو کچھ بچ رہے وہ فروخت کیا جائے اور اُس کی جگہ نیا غلہ خرید کر بھرا جائے -
عموماً اصطبل والے لدّو ٹٹوؤن گھوڑون اور بار برداری کے جانورون کے لئے یہ پورانا غلہ
خرید لیتے ہین - میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیے کہ ناواقف اور ناتجربہ کار لوگون کی
باتون پر عمل نہ کرین جو میرے اس اصول پر اعتراض کیا کرتے ہین کہ مین نے کیون بیفائدہ
اڑتالیس ہزار گھوڑے اور بار برداری کے ٹٹو پال رکھے ہین - اور انبار خانون مین لکھو کھا
من غلہ بھر رکھا ہے یہ معترض لوگ کہتے ہین کہ کیون بیکار گورنمنٹ پر اتنے جانورون کے
صرف کا بار ڈالا جاتا ہے - جب ضرورت ہوگی ہم خرید لین گے - یا کرایہ کر لین گے - یہ معترض
یہ نہین سمجھتے کہ تشویش کے وقت اور دوسری اہم باتون کے خیال کرنے کی ضرورت ہوتی ہو
اگر تیاری وغیرہ کے اہتمام مین وقت ضایع کیا جاے تو اِن ضروری امور پر کب غور کیا جا سکتا
ہے - اس لئے ضرور ہے کہ سارا سامان وقت پر مہیا رہے - علاوہ برین یہ بار برداری کے جانور
اور گھوڑے بیکار بندھے ہوے نہین کھاتے ہین - بلکہ اُن سے سرکاری کام لئے جاتے
ہین - جس قدر اون کے کھانے یا نگہداشت مین صرف ہوتا ہے اتنی گورنمنٹ کو بچت ہوجاتی ہو
میرے لڑکون اور جانشینون کو فوج کی بڑی تعداد دیکھکر پھولنا نہ چاہیے - اون کو ہمیشہ
یہ خیال رکھنا چاہیے کہ فوج کو خوش اور مطمئن رکھنا ضروری چیز ہے - ایک مخالف اور بیدل
فوج رکھنے سے تو بہتر یہ ہے کہ کچھہ فوج نہ رکھے - اب رہی یہ بات کہ فوج کی آسودگی اور اطمینان
کو دریافت کرنا یہ خود بادشاہ کی عقل پر منحصر ہے - ایک چیز کا ہمیشہ خیال رہے - کوئی شخص بہ جبر
فوج مین نہ بھرتی کیا جائے اور سب کو تنخواہ برابر ملے - امیر شیر علیخان بہ جبر لوگون کو فوج
مین نوکر رکھتا تھا - اور اون کو برابر تنخواہ ندیتا تھا - اوسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اوس کی ساری فوج
ناخوش تھی اور جب انگریزون نے کابل پر چڑھائی کی تو انگریزی فوج کے مقابلہ مین اتنا بھی

نہ ٹھہر سکی جتنا کہ افغانستان کے کسان لڑ سکتے ہین۔ فوج کی بیدلی نے اکثر شاہان افغانستان کی قسمت کا ایک ہی لڑائی مین فیصلہ کر دیا ہے۔ اِس لئے کہ فوج یا تو لڑنے کے قابل نہ تھی یا یہ کہ سپاہی بہ جبر رکھے گئے تھے وہ اِس بات کے منتظر تھے کہ دشمن کا سامنا اور وہ چل دین اور بادشاہ پر اپنے دل کی بھڑاس نکالین جس نے بجبر انھین فوج مین بھرتی کیا تھا۔ فوج کی ماہوار ماہ بماہ تقسیم ہونا چاہیئے اور سرکاری خزانہ سے نقد ملنا چاہیئے اُنھین ملک کے محاصل پر احکام نہ دیئے جائین کہ خود جا کر تحصیل کر لین جیسا کہ پہلے دستور تھا۔ ایک سپاہی جسکا دل اپنی تنخواہ اور اپنے عیال کے اخراجات کی فکر مین ہو وہ اپنے فرائض پورے طور پر انجام نہین دیسکتا اور جب سپاہی اتنی تنخواہ کے لئے گاؤن مین مالگذاری تحصیلنے جائیگا تو اوس کی جگہ لڑے گا گون سعدی فرماتے ہین۔

زر بدہ مرد سپاہی را تا سر بدہد وگرش زر ندہی سر ننہد در عالم

دلیر و شجاع و ہر دلعزیز افسر سپاہیون کو باقاعدہ فوجی تعلیم اور فرائض کی توجہ دلا کر بہادر سپاہی بنا سکتے ہین۔ اگر تھوڑے سپاہی کسی اچھے افسر کے تحت مین ہون تو وہ بہت کچہ کر سکتے ہین

بقول جامی

زبسیاری میش وگوسفندان	نترسید چیرہ گرگ تیز دندان

فردوسی

فزونی لشکر نیاید بکار	دو صد مرد میدان بہ از صد ہزار

افسرون کے انتخاب مین بہت خیال چاہیئے۔ ہمیشہ اونکی قابلیت کے لحاظ سے ترقی دیجائے فوج کے کل افسر نہایت معتبر۔ لایق۔ وفادار خیر خواہ اور حتی الامکان اچھے خاندانون کے ہون مین یہ چیز پسند نہین کرتا کہ افسرون کو اُنکے سن یا مدت ملازمت کے لحاظ سے ترقی دیجائے بلکہ ترقی اِس امر پر منحصر ہو کہ اپنے امتحان مین پورے اُترین اور اونکی خدمات و کارہائے نمایان خوش کرداری و خیر خواہی اور سپاہیون مین اُن کا ہر دلعزیز ہونا یہ سب باتین اُنکی

ترقی کا باعث ہون خصوصاً یہ آخری چیز بہت قابل لحاظ ہے -

فوج کے کل افسرون کو چاہیئے کہ جدید فنون جنگ کی کتابین پڑہین جو انگریزی سے فارسی مین ترجمہ ہوئی ہین اور ہورہی ہین - میرے بیٹون اور جانشینون کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی غیر ملک کے فوجی افسر اپنی فوج مین نرکہین گو غیر سلطنتین اس بارہ مین کیسی ہی صلاح کیون ندین -

اَھلُ الغَرَضِ مَجنُونٌ

اگر کوئی غیر سلطنت اپنے یہان کے فوجی افسر افغانون کو فنون جنگ سکہانے کے بہانے سے دینا چاہے تو یہ بات کبھی منظور نہ کیجائے - اس لئے کہ ممکن ہے وہ انہین غیر ملک کے اغراض کی طرف متوجہ کرلین - مین امید کرتا ہون کہ تہوڑے ہی عرصہ مین افغانون کو اس قدر عقل وشعور آجائے گا کہ وہ یہ سمجہ سکین کہ اونکے اغراض دونون ایک ہین - تب وہ اپنے ملک کے ایسے جانثار ہوجائینگے جیسے کہ اور اقوام کے لوگ ہین - اور تب البتہ وہ اس قابل ہونگے کہ اس ملک سے بغرض تعلیم دوسرے یوروپین ممالک مین بہیجے جاسکین مگر فی الحال یہ چیز خلاف مصلحت ہے اس لئے کہ غیر ملک کے لوگ اونہین بہکا کر افغانستان کا مخالف بنا سکتے ہین - جب وہ اپنے ملک کے دشمنون کو اپنا ذاتی دشمن سمجہنے لگین تب البتہ یہ موقع ہوگا کہ ہم اپنے یہان کے نوجوان بغرض تحصیل فنون جنگ یورپ بہیجین - وہ وہان سے فارغ التحصیل ہوکر واپس آئین اور جو کچہہ سیکھ آئین وہ اپنے یہان کے دوسرے افسرون کو سکہائین - بالفعل ہمکو اسی پر قناعت کرنا چاہیئے کہ ہمارے سپاہی اپنے پہاڑیون پر خوب جمکر لڑسکتے ہین - اور اس کے علاوہ جس قدر ضروری کتابین فوجی قواعد وغیرہ کے متعلق تہین وہ فارسی مین ترجمہ ہوگئین ہین اور افغانون نے انہین خوب یاد کرلیا ہے اور یاد کرتے جاتے ہین -

جس زمانہ مین میرے سپاہیون کے پاس نہ عمدہ بندوقین تہین نہ افسر - نہ قواعد جانتے تہے - بلکہ کسانون اور کاشتکارونکا ایک گروہ تہا - اس وقت انگریزی سپاہیون کے مقابلہ مین

ایسی بہادری سے لڑے کہ خود انگریز اور دنیا کی تمام سلطنتین اونکی معترف ہین۔ اب اونکے پاس تو عمدہ سے عمدہ ہتیار ہین اور اون کو لڑانے کے لئے ہوشیار جنرل ہین۔ اب وہ کسی عمدہ سے عمدہ فوج کے ساتھ برابر کا مقابلہ کرسکتے ہین اور اپنے پہاڑون مین تو غالباً دو چند فوج سے بہی لڑسکین گے جن لوگون نے افغانستان کے جنگی واقعات پڑہے ہین اُنہین معلوم ہوگا کہ جنگ سید آباد مین مین نے آٹھ ہزار سپاہیون سے **شیر علی** کی ستر ہزار فوج کو ایسی شکست فاش دی کہ اُنہین بہاگتے ہی بن آئی۔ اپنے کل مقتول اور ہر ایک چیز میدان جنگ مین چہوڑ کر فرار ہوگئے۔ اسی شکست نے امیر شیر علی کی حکومت کا خاتمہ کردیا اور میرے والد کو کابل کے تخت پر بٹھایا جو امیر **شیر علی** کی قید مین تھے۔

درخت ای پسر باشد از بیخ سخت		رعیت چو بیخ است و سلطان درخت

ایک اور نصیحت جو مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ اون کو چاہیئے شب و روز اس بات کی کوشش کرین کہ رعایا آسودہ۔ خوشحال اور مطمئن رہے اسلئے کہ ہر گورنمنٹ کا وجود اور قیام زیادہ تر رعایا کے ہاتھ مین ہے۔ اگر رعایا دولتمند ہوگی تو ملک بھی دولتمند ہوگا۔ اگر رعایا آسودہ حال ہوگی تو ملک مین بھی امن رہے گا۔ اگر رعایا لایق اور تعلیم یافتہ ہوگی تو ملک کے لئے وزرا اور مدبر جو جہاز سلطنت کے ناخدا ہوتے ہین۔ رعایا مین سے انتخاب ہوسکین گے اور ملک کے لئے زیادہ تر مناسب ہونگے۔ غرض آیندہ ترقی کے لئے رعایا کی تعلیم نہایت ضروری چیز ہے اور جب تک اناث بھی تعلیم یافتہ نہون افغانستان کبھی پوری ترقی نہین کرسکتا اس لئے کہ بچہ ابتدائی سبق مین اپنی ماؤن سے سیکھتے ہین۔ بچپن مین جیسی تعلیم ہوتی ہے اُس کا اثر تمام عمر اونکے خیالات پر اور اونکے چال چلن پر پڑتا ہے۔ بچپن کی تعلیم جیسی دل مین جڑ پکڑتی ہے ویسی بعد کی تعلیم نہین۔ چنانچہ اسی مصلحت سے ہمارے پاک نبی نے بھی عورتون کے لئے یہ حکم دیا کہ بلا اجازت اپنے شوہرون کے گھر سے باہر قدم نہ نکالین الا تعلیم کے لئے۔

اگر بہت سے لوگ اور اُن کی بیبیان اور عموماً عورتین تعلیم یافتہ ہو جائین تو جو مدبر رعایا سے منتخب ہونگے۔ وہ یقیناً منصف۔ ہوشیار۔ لایق اور باخبر ہونگے۔ اور انتظام ملک کو اچھی طرح چلائین گے۔ اِس لئے کہ ایک مہذب اور شایستہ گورنمنٹ غیر مہذب اور جاہل رعایا کے لئے سزاوار نہین ہے جو محض سخت اور فوجی قانون سے مطیع رہ سکتے ہین۔

اسی طرح غیر مہذب اور وحشیانہ حکومت لایق اور شایستہ اقوام کے لئے نامناسب ہے ایسی ہی نامناسب حالتون کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بادشاہ کے تن سے سر جاتا ہے جیسا کہ انگلستان مین شاہ چارلس اوّل کے لئے ہوا۔ مجھے اِس مقام پر ایک دلچسپ نقل یاد آئی جو بسبیں تذکرہ لکھی جاتی ہے۔ اِسی سے ظاہر ہوگا کہ گورنمنٹ اور رعایا دونون کو ہمرنگ ہونا ضرور ہے۔

ایک ملک مین کسی منجم نے بادشاہ سے کہا کہ فلان تاریخ بہت سخت بارش ہوگی اور جو کوئی اُس پانی کو پیئے گا دیوانہ ہو جائے گا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ پانی کے چند حوض اپنے اور اپنے وزرا کے لئے محفوظ رکھے جائین تاکہ پُرانے پانی مین وہ نیا مینہ کا پانی ملنے نپائے چنانچہ بارش ہوئی اور عام رعایا جس کے لئے کوئی عمدہ پانی کا خزانہ محفوظ نہ تھا وہی پانی پینے پر مجبور ہوئے اور سب لوگ دیوانہ ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ اِس کا نتیجہ بجز خرابی کے اور کیا ہوسکتا تھا جس قدر قانون اور تجویزین وزرا گورنمنٹ نے ملک کے لئے پیش کین رعایا نے سب نامنظور کین اِس لئے کہ اونکے دماغ صحیح نہ تھے۔

جو کچھ بادشاہ اور وزرا کہتے تھے یا کرنا چاہتے تھے وہ مجنون رعایا کو ناپسند ہوتا تھا۔ آخرکار بادشاہ نے وزرا سے کہا کہ لوگون کی مرضی کے خلاف کوئی انتظام غیر ممکن ہے۔ نہ پارلیمنٹ چل سکتی ہے اور نہ میرا حکم لہذا بہتر یہی ہے کہ ہم سب بھی وہی پانی پی لین اور رعایا کے مثل ہو جائین چنانچہ وہ پانی پیا گیا اور بادشاہ و وزرا بھی دیوانے ہو گئے۔ دیوانون کا ملک کب تک چل سکتا تھا جو سلطنتین ہمسایہ مین تھین وہ بڑھین اور ملک پر قبضہ کر لیا اور دیوانون کو نکال باہر کیا

رعایا کی آسودہ حالی و ترقی و امن زیادہ تر انصاف اور طریقہ حکمرانی پر منحصر ہے۔ قانون کے نزدیک بادشاہ اور گدا دونون برابر ہین۔ میرے بیٹون کو چاہیئے کہ امیران ماسلف کی پیروی نکرین جن کے عہد مین ہر عہدہ دار اور ہر امیر کا جدا جدا قانون تھا اور کہین کوئی عدالت نہ تھی۔ مین اس بات کا مقر ہون کہ ابھی عدالتون کی پوری تکمیل نہین ہوئی ہے اور جو طریقہ انصاف عدالتون مین رائج ہونا چاہیئے وہ ابھی اُس کمال کو نہین پہونچا ہے مگر تاہم بہت کچھہ ترقی ہوئی اور ہونے کی توقع ہے۔ مثلاً میرے ابتدائ عہد مین جب رعایا زیادہ سرکش اور گستاخ اور وحشی تھی میرے قانون اور سزائین بہت سخت ہوتی تھین۔ مگر سال بسال جون جون تعلیم اور امن اور اطاعت بڑھی اور رعایا کی حالت مین تغیر ہوا ویسے ہی قانون مین اصلاح ہوتی گئی اور سزائین نرم کی گئین۔ میرے جانشینون کو چاہیئے کہ اسی اصول پر چلین اور ملک کی ترقی اور تہذیب کے لحاظ سے قانون مین اصلاح کرتے جائین۔ اونکو یاد رکھنا چاہیئے کہ مختلف ممالک مین پارلیمنٹ اور مجلس وضع قوانین اسی لئے قرار دی گئی ہین جو ہمیشہ دنیا کی ترقی کے لحاظ سے قانون مین اصلاح و ترمیم کرتی رہتی ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ انشاءاللہ میرے یہان کے لوگ ایک دانشمند گورنمنٹ کی تربیت مین زیور تعلیم سے آراستہ ہوکر اوس پایہ کو پہونچین گے کہ خود آپ اپنا قانون بنائینگے البتہ قانون الٰہی جسپر ہمارا مذہب۔ ہماری عبادت۔ ہماری معیشت کا دار و مدار ہے یہ بدستور قایم رہیگا۔

مین نے اپنے زمانہ مین جو عدالتین قایم کی ہین ان کی تعداد اُن عدالتون سے بدرجہا زیادہ ہے جو امیران ماسلف کے عہد مین تھین۔ مگر ابھی اور زیادہ عدالتین قایم کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جہان تک گورنمنٹ کی مالی حالت اجازت دیگی انشاءاللہ یہ محکمہ اور زیادہ وسیع کیا جائیگا۔ مختلف اضلاع مین اگر اور زیادہ عدالتین قایم ہوجائین تو رعایا کو اپنے مقدمات کی پیروی اور انصاف کے لئے دور و دراز سفر کی زحمت باقی نہ رہے گی۔

چونکہ مقدمات کی تعداد زیادہ تھی اور عدالتین کم تھین اور سرکاری خزانہ مین کافی روپیہ بھی نہ تھا جو اور عدالتین قایم کرکے مقدمات کی باقاعدہ تحقیقات کیجاتی اس سبب سے بہت سے مقدمات زبانی فیصل کردے گئے چند منٹ مین ساری کارروائی ختم ہوگئی مدعی اور مدعا علیہ اور کل گواہ جج کے سامنے حاضر ہوئے۔ اوسنے دونون کے بیانات سُنے گواہون کے اظہار لئے اور اُسیوقت فیصلہ سنادیا۔ کوئی رُوئداد قلمبند نہین ہوئی اُس کے بعد اسی طرح دوسرا مقدمہ لیا۔ اس طریقہ سے ایک دن مین کئی مقدمات کے فیصلے سنادے گئے۔

اب کل مقدمات جو حق وراثت اور جائداد اور تجارتی معاملات وغیرہ سے متعلق ہوتے ہین وہ درج رجسٹر کئے جاتے ہین اور اونکی مثلین مرتب ہوتی ہین مقدمات کی روئداد لکھنے کے لئے ضرور ہے کہ عدالتون مین محرر نوکر رکھے جائین تاکہ کوئی غلطی یا بیجا فیصلہ نہو۔ مرافعہ کے لئے یا حوالہ کے لئے دفتر مین فیصلہ کی نقل رہے۔ اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ کل عدالتی تغیرات یا انتظامی ردوبدل بتدریج کیا جائے۔ کیونکہ اگر دفعتاً نرم یا رعایتی اصول اختیار کیا جائے گا تو لوگ اُس کی قدر نہ کرسکین گے۔ گویا یہ مثال صادق آئے گی کہ سرکش اور باغی لوگون کو ترغیب دلاکر رعایا کی اور دل آزاری کی۔

مثلاً محکمہ مخبری وخفیہ پولیس جو مین نے جاری کیا ہے کل عہدہ دارون اور امرا کو ناپسند ہے۔ اس لئے کہ عہدہ دار رشوت لینے کے عادی تھے اور امرا اپنی رعایا سے بجبر روپیہ وصول کرتے تھے اور مجھے محکمہ خفیہ پولس ومحکمہ مخبری سے برابر اس کی اطلاع ہوتی تھی۔ مین سنتا ہون کہ یہ عہدہ دار وامرا میرے بیٹون سے عملۂ مخبری کی بہت کچھہ شکایت کرتے ہین تاکہ وہ بھی اس کے خلاف ہوجائین۔ مگر مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو یہی نصیحت کرونگا کہ ہمیشہ اس محکمہ کو اچھی حالت مین رکھین کیونکہ یہ ایک ایسا محکمہ ہے جو تمام مہذب سلطنتون مین قایم ہے اسکے ذریعہ سے گورنمنٹ کو کل اندرونی و

بیرونی معاملات کی خبر رہتی ہے اور دشمنون کی سازش و دغابازی معلوم ہوجاتی ہے ہمسایہ کی سلطنتون کا منشا، اور اُنکے خیالات دریافت کرنے کے لئے اور دوست ودشمن مین امتیاز ہونے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہین ہے اِسی کے ذریعہ سے مجھے غیر سلطنتون کے ساتھ مراسلت کرنے مین اور اُن کی ہرایک بات پر غور ولحاظ کرنے مین بڑی مدد ملتی ہے۔ اونکے متعلق جو رپورٹین ہوتی ہین وہ میرے یہان دفتر مین رکھی جاتی ہین۔ میرے بیٹون کو چاہیئے کہ کتاب انوار سہیلی بہت اچھی طرح سے پڑہین۔ یہ کتاب تہوڑی سی عقل و ہوشیاری کیساتھ بہت بکار آمد ہوگی۔ مگر کل ہمسایہ کی سلطنتون کا منشا اور اونکے خیالات دریافت کرنے کے لئے اور دوست دشمن مین امتیاز کرنے کے لئے محض کتاب اور رپورٹ پڑہنے سے یا محکمہ مخبری کے رکھنے سے کام نہ نکلیگا اس کے لئے بہت کچہ غور وفکر کی بھی ضرورت ہے۔ تمام دنیا کی کتابین پڑہنے سے کوئی شخص پختہ کار و مدبر۔ ہوشیار نہین ہوتا۔ جب تک خدا داد مادہ نہو یہ کتابین کچہ کام نہین دیتین۔ جیساکہ حسب ذیل حکایت سے ثابت ہوگا۔

ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کو بغرض تعلیم ایک نہایت لایق منجم کے سپرد کیا اور اوس سے کہا کہ مین تجھے اس قدر انعام دونگا کہ کبھی کسی سے نہ پایا ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس لڑکے کو ایسی تعلیم دے کہ کسی اور شاگرد کو نہ دی ہو۔ کچہ عرصہ کے بعد ایک دن بادشاہ نے ایک چاندی کی انگوٹھی اپنی مٹھی مین لی اور شاگردون مین سے ایک سے پوچھا کہ بتاؤ میرے ہاتھ مین کیا ہے۔ لڑکے نے ستارون کا حساب کرکے یہ جواب دیا کہ کوئی چیز ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اوسکا رنگ کیسا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ سفید۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ کس چیز کی بنی ہوئی ہے لڑکے نے جواب دیا کہ چاندی کی اور بیچ مین اوس کے خالی ہے۔ اس قدر بتانے کے بعد وہ قیاساً دریافت کرسکا کہ چاندی کی انگوٹھی ہے چنانچہ اوس نے بادشاہ سے یہی کہا۔ اب بادشاہ کے لڑکے کی باری آئی اور اُس نے

بھی اپنے علم کی مدد سے وہی جوابات دیے یعنی وہ چیز چاندی کی بنی ہوئی ہے اور بیچ مین خالی ہے مگر وہ یہ نہ بتا سکا کہ کیا چیز ہے اور حساب کرکے بادشاہ سے کہنے لگا کہ آپکے ہاتھ مین انجن کا چرخ پران ہے - وہ یہ نہ سمجھا کہ انجن کے لئے چاندی کے پہیہ کی کیا ضرورت ہے اور پہیہ مٹھی مین کس طرح سما سکتا ہے - بادشاہ نے بیٹے کا جواب اوستاد کے سامنے دوہرایا - اوس نے یہ عرض کیا کہ جہانتک تعلیم سے تعلق تھا آپکے فرزند نے کل جوابات صحیح دیے مگر جہان تہوڑی سی عقل درکار تھی وہان رہ گیا -

ملک کے قیام اور قوم کی تقویت اور آسودہ حالی کے لئے مذہب کی پابندی بھی ایک بڑی چیز ہے جس قوم کے مذہبی اعتقادات درست نہون اُنکے اخلاق جلد بگڑ جائین گے اور اُسپر زوال آجائیگا - مسلمان جو اِس قدر بہادر رہین اُس کا سبب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مذہبی اعتقادات مین بہت پابند رہے اور اپنے مذہبی اصول کی پیروی کی - مینے پابندی و حفاظت مذہب کے متعلق کئی کتابین لکھی ہین - مین نے ایک کتاب جہاد پر بھی لکھی ہے - منجملہ اُن کتابون اور رسالون کے جو مین نے اس مضمون مین لکھی اور فارسی مین چھپی ہین - دو کتابین موسوم بہ **تقویت دین** و **پندنامہ** نہایت ضروری ہین اور ہر مسلمان کو پڑہنا چاہیے - اب مذہب کے متعلق زیادہ کچھ بیان کرنیکی ضرورت نہین البتہ جن صاحبون کو اس مین مذاق ہے وہ مذکورالصدر کتابین پڑہین - مین اپنے جانشینون کو یہ نصیحت کرتا ہون کہ جو طریقہ مین نے افغانستان مین مذہب اسلام کے متعلق جاری کیا ہے اُس کو منسوخ نہ کرین - وہ طریقہ یہ ہے کہ کل زمین اور جائداد اور روپیہ جو پہلے ملاؤن کے ہاتھ مین تہا اب سرکاری ہوگیا ہے اور سرکاری خزانہ سے ملاؤن اور دوسرے لوگون کو جو مذہبی خدمت پر مقرر ہین ماہانہ تنخواہین ملتی ہے - مثلاً قاضی - مفتی - امام - موذن اور محتسب وغیرہ سب شاہی خزانہ سے معین ماہوارین پاتے ہین

یہ طریقہ جاری ہونے سے اسلام کا مذہبی قانون اور اُس کا انتظام وغیرہ عہدہ داران امور مذہبی کے اختیار مین ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین اور حسب اختیارات شاہی وہ اپنی خدمتون پر معین رہتے ہین لہذا اونہین خواہ مخواہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنا پڑتی ہے جس سے کل مذہبی مباحثے اور جھگڑے جو پہلے ہوا کرتے تھے دور ہو گئے ہین۔ اور عام اتفاق پیدا ہو گیا ہے۔ اسلام کی تقویت کا پہلا سبب اتفاق ہے۔ خداتعالیٰ قرآن مین فرماتا ہے۔

كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

ہمارے پاک نبی نے ہماری طرز معیشت مین جو یہ تغیرات نافذ کئے اِس مین بڑی حکمت اور مصلحت تھی۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ ہم سب ملکر ایک ہو جائین تاکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے شریک حال رہین۔ مثلاً آن حضرت نے یہ حکم دیا کہ تنہا کھانا کھانے کے عوض مسلمین باہم ملکر ایک جگہہ کھانا کھائین۔ تنہا نماز پڑہنے کے عوض روزانہ نماز مسجد مین جماعت کے ساتھ پڑہین اور نماز جمعہ شہر یا قصبہ کی جامع مسجد مین پڑہین جس سے یہ مطلب ہے کہ شہر کے لوگ جو روزانہ نماز مین ایک دوسرے سے نمل سکین اونہین نماز جمعہ مین ایک جا ہونے کا موقع ملے۔ یا سال مین دو دفعہ عیدین کے دن اور زیادہ مجمع ہو۔ اس سے بڑہکر حج کی قید لگائی گئی جہان خواہ مخواہ دنیا کے ہر خطہ سے خواہ مشرق مین ہو یا مغرب مین مسلمان مکہ معظمہ آئین اور ایک وقت ایک جگہ جمع ہون بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہین۔ کہ اِن مجمعون کی وجہ سے طاعون اور بیماری پھیلتی ہے۔ مین اسوقت حفظ صحت کے مسئلہ پر بحث نہین کرتا ہون۔ لیکن مین یہ ضرور پوچھونگا کہ کیا سبب

لـه تم کو معلوم نہین کہ اسلام نے تمہین کیا کیا برکتین عطا کی ہین۔ تمہارے منتشر قبیلون اور گروہون کو اخوت کا سبق پڑہایا ہے۔

یہ انگریزی عبارت کا ترجمہ ہے جو اصل کتاب مین درج ہے۔ مترجم

ہے کہ لندن اور دوسرے بڑے بڑے شہرون کے لوگ جو تعداد مین اِن حاجیون سے زیادہ
ہین۔ کیون طاعون سے نہین مرتے اس کا سبب یہ ہے کہ اُن شہرون مین اُن قواعد کی
پوری پابندی کی جاتی ہے۔ جو دراصل مذہب اسلام نے بہت سختی کے ساتھ ہمکو سکھائے
ہین۔ وہ قواعد صفائی اور اصول حفظ صحت کے متعلق ہین۔ پس حاجیون کو چاہیئے کہ
آن حضرت کے احکام کی پوری تعمیل کرین۔ اپنے تئین صاف رکھین خوشگوار غذا کھاین
اور صاف پانی پئین۔ اس سے کچھہ فائدہ نہین کہ آن حضرت کے بعضے احکام کی تعمیل کرنا
اور بعض کو بغیر تعمیل چھوڑ دینا۔ آخر مین مین یہ کہونگا کہ اگر خدا نے مجھے چند سال اور زندہ رکھا
یا میرے بعد افغانستان خانگی جھگڑا ون اور بیرونی حملون سے محفوظ رہا اور میرے بیٹے
اور جانشین میری ہدایت اور نصیحت کے موافق چلے تو دولت افغانستان کا انجام بہت
اچھا ہوگا اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ دنیا مین ایک عظیم الشان سلطنت ہوگی۔
ملک کا رقبہ وسیع خوش آب وہوا بیشمار دولت کے ذرائع باشندون کی تعداد اُن کی بہادری
اور جسمانی قوت ان سب باتون کا اگر خیال کیا جائے تو اب بھی افغانستان دنیا کی بعض بڑی
سلطنتون سے کچھہ کم نہین ہے ملک کی سرحد قایم ہونے سے ہمسایون کی دست
درازیان موقوف ہوئین اور قبیلون کے باہمی جھگڑے اور بلوے ہمیشہ کے لئے دور
ہوئے فوج اور سامان جنگ اور خزانہ کی حالت درست ہوئی بلکہ ایک حد تک مکمل ہوگئی۔
ان سب باتون کا خیال کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب ملک مین کچھہ ارادے پورے
ہوسکتے ہین۔ مثلاً تجارت اور تعلیم کو ترقی دیجائے۔ کانون سے معدنی دولت نکالی جائے
غیر ملک کے تاجرون مسافرون اور سرمایہ دارون کو ترغیب دیجائے اور حفاظت
کا اطمینان دلایا جائے۔ اب وقت آیا ہے کہ زراعت کے لئے نہرین جاری کیجائین
اور پانی کے خزانہ بنائے جائین تاکہ جو پانی برف کا گھل کر آتا ہے وہ جمع رہے اور
دریاؤن مین بہکر ملک کے باہر نجانے پائے۔ اگر یہ پانی ملک مین رکھا جائے تو

جس قدر غیر مزروعہ اور اُفتادہ زمینین پڑی ہین۔ وہ سب لہلہائے ہوئے کھیت اور سرسبز باغ بنجائین اس لئے کہ وہ زمینین نہایت شاداب ہین۔ مین نے چند نہرین بنوائی ہین اور چند زیرتعمیر ہین۔ استرخانی پوستین۔ اُون۔ گھوڑے گوسفند ین اِن سب کی تجارت مین بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور مین نے افغانی تاجرون کو ترغیب دلانے کے لئے سرکاری خزانہ سے بلاسودی روپیہ قرض دیا ہے۔ سود کی جگہ مجھے درآمد و برآمد مال پر چونگی وصول ہوتی ہے جو سود کی مقدار سے کہین زیادہ ہے اور تاجرون کو بھی منافع ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ غیر ملک کی بنکون اور ساہوکارون سے خط کتابت کرکے یہ انتظام کرلیا جائے کہ جس قدر روپیہ افغانستان کے خزانہ مین ہو اوسکے موافق ہنڈیان جاری ہوا کرین۔ اِس سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو روپیہ بیکار خزانہ مین رہتا ہے وہ تجارتی اغراض کے لئے سال مین کئی دفعہ گھوم آئے گا۔ مین نے ہنڈی اور برارت کا طریقہ جاری کردیا ہے۔

مین فری ٹریڈ کے فواید سے ناواقف نہین ہون مگر بالفعل اُس کی پابندی ہماری مصلحت کے خلاف ہے۔ غیر ملک کا اسباب جو ہمارے ملک مین آتا ہے مین نے مجبوراً ایک حد تک اوس کی روک کی ہے۔ یہ ضروری چیز ہے کہ ہم ایسے اسباب کا آنا بالکل روک دین جو نقد روپیہ پر بکنے کے لئے لایا جاے اِس لئے کہ ہم کو کوشش کرنا چاہیے کہ ایسا اسباب اور اس کی چیزین جو ملک کے لئے درکار ہوتی ہین خود اپنے ہی ملک مین بنائی جائین۔ ہم کو چاہیے کہ جو کچھ مال بنایا جا سکے وہ اپنی رعایا کی ضرورت سے زائد ہو تاکہ ہم اوس سے اپنے ملک سے باہر بھی بھیج سکین اور غیر ملک کا روپیہ ہمارے ملک مین آئے اور ہمارے رعایا دولتمند ہو۔ جو تجارتی مال بکثرت ہمارے ملک سے باہر جاسکتا ہے اور آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے وہ کتان اور ترکستان کا غلہ ہے اور افغانستان کے کانون کی پیداوار۔ میوے بھی ملک مین افراط سے ہوتے ہین کہ ہم جنہین کھا نہین سکتے۔ مگر چونکہ ملک مین ریل یا جہاز یا تار نہین ہے۔ اس لئے ہم اثمار کو اُس تجارتی مال

مین نہین گنتے جس سے زیادہ آمدنی کی اُمید ہو۔ کیونکہ بوجہ نہونے ریل یا تار کے پہلون کا باہر بھیجنا دشوار ہے۔

مین اپنے لڑکون اور جانشینون کو یہ نصیحت کرتا ہون کہ نئی سڑکین بنوائین جس طرح مین نے بنوائی ہین مگر ریل کا بنانا اُس وقت تک ملتوی رکھین۔ جب تک کہ ہمارے پاس اپنے ملک کی حفاظت کے لئے کافی فوج نہ ہوجائے مگر جس وقت ہمارے پاس اتنی باقاعدہ فوج ہوجاوے کہ ہم اپنے ملک کی حفاظت کرسکین۔ تب ملک مین ریل اور تار جاری کئے جائین تاکہ ہم ملک کے معدنیات اور دوسرے ذرائع دولت سے فائدہ اٹھائین تب افغانستان دنیا کے سیاحون اور دولتمندون کا تفرج گاہ ہوگا۔ لوگ بغرض تفریح یا حفظ صحت یہان آئین گے۔ اور افغانستان کے عمدہ موسم اور تازی ہوا اور شاداب پہلون کا لطف اُٹھائین گے جو موسم بہار مین نمونہ جنت ہوتا ہے۔ سوٹزرلینڈ اور افغانستان کی آب وہوا ایک ہے مگر یہان کے پہل اور پہاڑون کی شرقی فضا بہ نسبت سوٹزرلینڈ کے زیادہ دلفریب ہے اور سیاح افغانستان کو سوٹزرلینڈ پر ترجیح دیا کرین گے۔ سیاح جس ملک مین جاتے ہین وہان روپیہ خرچ کرتے ہین وہان کے گھوڑے اور گاڑیان کرایہ پر لیتے ہین اور اُس ملک کی بنی ہوئی چیزین اور عجائبات خریدتے ہین سیاحون کو افغانستان آنے کی ترغیب دلانا گویا ایک طرح پر اپنی رعایا کو آسودہ اور خوشحال کرنا ہے۔

مین یہ بات اپنے بیٹون اور جانشین کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہون کہ کبھی کسی غیر ملک والے کو ریل یا معدنیات کا اجارہ ندین بلکہ خود ریل بنائین اور معدنیات نکلوائین اور جو کچھ روپیہ ممکن ہو اوسین لگائین۔ اوّل ریل افغانستان کے اندرونی حصّہ مین کھولی جائے اور اپنے ملک مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو لیجائین۔ ہمسایہ کی سلطنتون کی حدود سے بالکل دور رہے مگر رفتہ رفتہ جب ملک مین اتنی طاقت آجائے کہ کل بیرونی حملون کا مقابلہ کرسکے تب البتہ یہ ریل قریب کے دوسرے ملکون مین بہی ملائی جائے۔ مگر اس طرح پر کہ جو سلطنت کم مخالف ہو

اوس کے ملک سے ریل کا اتصال کیا جائے

اگر غیر ملکیون کو اجارہ دینے کی ضرورت اور مصلحت ہو تو کم اجارے دئے جائین اور اُن اقوام کو دئے جائین جن کے ملک ہمارے ملک سے متصل نہون۔ مثلاً اہل امریکہ۔ اہل اٹالیہ۔ اہل جرمن وغیرہ جنکے ملک اور مقبوضات افغانستان سے متصل نہین ہین۔ میری رائے مین اگر یوروپین ملازمین کی مثل انجنیر وغیرہ کی ضرورت ہو تو ا‌نہین ملکون کے لوگون کو ترجیح دیجائے۔ میرے لڑکون اور جانشینون کو چاہیئے کہ اپنے قول اور وعدہ پر ثابت قدم رہین اور ہمیشہ جہوٹھہ اور عہد شکنی سے احتراز کرین۔ خواہ اون کا عہد کسی متنفس یا تاجر کے ساتھ ہو یا کسی سلطنت و گورنمنٹ کے ساتھ بالفرض اگر ثابت قدمی مین نقصان اور عہد شکنی سے فائدہ متصور ہو تب بھی وہ عارضی نقصان گوارا کرین۔ اِس نقصان سے بھی فائدہ ہوگا اس لئے کہ اونکا اعتبار بڑہے گا۔ اور صادق القول مشہور ہونگے۔ وارد ہوا ہے

جَاۤءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا[۵۱]

ہمکو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے نبی برحق کی مثال پیش نظر رکہین۔ ہمارے پاک نبی محمد مصطفےٰ مبعوث ہونے سے پہلے بھی تمام عرب مین اَلْاَمِین کے لقب سے مشہور تھے۔ اونکی کامیابی کی اصل وجہ یہی تھی۔ کیونکہ جب انہون نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تو اونکے دشمن بھی اس بات کے مقر تھے کہ اونکی راستی مین کچھہ شک نہین۔ وہ ایسے راستباز ہین کہ اگر فی الحقیقت پیغمبر نہ ہوتے تو کبھی پیغمبری کا دعویٰ نکرتے۔ یہ اونکی راستی تھی جس نے حضرت خدیجہ کو ایسا گرویدہ کرلیا۔ حضرت خدیجہ عرب مین ایک بہت دولتمند بی بی تھین۔ اور ہمارے نبی اونکے صرف ایک نوکر اور تجارتی ایجنٹ تھے۔ مگر کل معاملات کو ایسی راستبازی اور ایمانداری سے انجام دیا کہ حضرت خدیجہ نے نہ صرف اونپر پورا بھروسہ کیا اور اپنا سارا کاروبار۔ روپیہ۔ پیسہ اونکے سپرد کردیا کہ جیسا مناسب سمجھین کرین۔ بلکہ حضرت خدیجہ نے اونکے ساتھ شادی کرلی۔ حضرت خدیجہ نے

---

[۵۱] راستی کے سامنے جہوٹھہ کو فروغ نہین ہوسکتا۔ راستی یقیناً جہوٹھہ پر غالب آئیگی۔ ترجمہ عبارت انگریزی مترجم

ہمارے نبی کے دنیوی اور دینی معاملات مین پورا ساتھ دیا اور گو آنحضرت کا سن پچیس[۲۵] سال کا تھا اور وہ جب شادی ہوئی ہے اسوقت پچاس برس کی ایک بیوہ تھین۔ مگر شادی کے بعد پچیس برس تک وہ زندہ رہین اور اس درمیان مین آنحضرت نے کوئی شادی نہین کی۔ آنحضرت کی وفاداری اور راستبازی ایسی تھی کہ حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد اونکی نوجوان بی بی حضرت عائشہ جب کبھی یہ سوال کرتی تھین کہ مجھے اپنی بی بی مرحومہ سے زیادہ چاہتے ہو یا نہین۔ آنحضرت ہمیشہ یہ جواب دیتے تھے کہ مین اپنی مرحومہ بی بی کو زیادہ چاہتا تھا۔ ایک مشہور مثل ہے کہ راستی سے چلو ہر ایک دشواری تمہارے سامنے آسان ہو جائیگی آنحضرت فرماتے ہین اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِكُ[۵۱]

ملک کی تجارت اور دولت کو ترقی دینے کے لئے ایک اور تجویز بیان کی جاتی ہے جو اگر زیادہ نہین تو مثل ریل وغیرہ کے ضروری ہے۔ بلحاظ پولٹیکل مصلحت دنیا کی نظرون مین قوم کی تہذیب اور وقار بڑہانا منظور ہے اور دوسرے ممالک سے میل جول پیدا کرنا لازمی ہے۔ اس سے میری یہ غرض ہے کہ افغانستان کو سمندر مین بھی قدم جمانا چاہیئے اور اپنے جہازون کے لئے ایک خاص بندرگاہ ہونا چاہیئے۔ افغانستان کا جنوبی اور مغربی کونا خلیج فارس اور بحر ہند سے ملا ہوا ہے اور اسی کے قریب ایک چھوٹا سا بلند میدان قندہار بلوچستان۔ ایران کراچی کے درمیان واقع ہے۔ تخت کابل پر بیٹھنے سے پہلے میری ہمیشہ یہ نیت تھی کہ اس ریگستان کا تھوڑا سا حصہ لے لیا جاے اگرچہ اوس کی اس وقت کوئی قدر و قیمت نہین مگر جب افغانستان کے لئے ایک بندرگاہ بنایا جائیگا تب اوس کی قدر معلوم ہوگی۔ لیکن ابھی اس معاملہ مین زیادہ زور دینے کا موقع نہین ہے۔ اگر برطانیہ اعظم اور افغانستان مین دوستانہ تعلقات قایم رہے اور ان مین زیادہ ترقی ہوئی اور انگلستان افغانستان پر پورا بھروسہ کرنے لگا۔ اور یہ سمجھنے لگا کہ انگلستان اور افغانستان

[۵۱] راستی تقویت روح ہے اور جھوٹ زہر کا اثر رکھتا ہے۔

کے اغراض ایک ہین۔ نہ جاری کرسکا اور دنیا کے دور دراز ملکون سے سیاحون اور سرمایہ دارون
کو نہ بلا سکا اور افغانستان مین یونیورسٹیان اور دوسرے فنون کے مدارس نہ کھول سکا تو
مجھے اُمید ہے کہ میرے بیٹے اور جانشین میرے ان ارادون کو پورا کرینگے اور جیسا کہ مین
چاہتا ہون کہ افغانستان کو ایک بڑی سلطنت بنائین گے۔

افغانستان کی فارن پالسی اور ہمسایہ سلطنتون کے ساتھ ڈپلومیٹک تعلقات

چونکہ اس حصہ مین افغانستان کی گذشتہ موجودہ اور آیندہ حالت کا حوالہ دیا جائیگا اور ہمسایہ
کی سلطنتون کے ساتھ اس کے اور وہ یہ چاہیے کہ افغانستان کو روس اور ہندوستان کے
درمیان ایک مضبوط سد بنائے تو اوسکے نزدیک گورمنٹ افغانستان کو یہ چھوٹا سا ٹکڑا
زمین کا دیدینا کوئی بات نہوگی اسکے عوض مین کچھ کی دوسری مین کوئی اجارہ یا کچھ سالانہ روپیہ مقرر کریگا
اور اس خطۂ زمین پر حکومت اوسی کی رہیگی۔ اگر افغانستان کو سمندر تک رسائی ہوگئی تو کوئی
شک نہین کہ ملک بہت جلد دولتمند اور آسودہ حال ہوجائے گا۔ اور ہمیشہ برطانیہ اعظم
کا ممنون رہیگا۔ اگر میری زندگی مین یہ موقع نہ آئے تو میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیے
کہ ہمیشہ اس کونے کی تاک مین رہین۔ اون کو چاہیے کہ دریائے جیحون مین بھی چھوٹی چھوٹی
کشتیان رکھین جو تجارت کے لئے مفید ہونگی اور شمالی مغربی سرحد کی حفاظت مین بھی
کام آئینگی۔ اگر مین اپنی زندگی مین ریل نہ بنا سکا تار اور جہاز نہ جاری کرسکا۔ معدنیات کا کام
نہ چلا سکا۔ بینک نہ کھول سکا۔ ہنڈیان۔ تعلقات بیان کئے جائین گے۔ لہذا ضرور ہے کہ
مختصر اً گذشتہ تاریخی حالات کا ذکر کیا جائے۔ لہذا مین چند واقعات بیان کرتا ہون۔
کل افغان سنی مسلمان ہین اور مورخین افغان کے بیان کے موافق بنی اسرائیل کی نسل

سے ہین - اُنکا نام افغان لفظ افغنہ سے مشتق ہے - بعض اونین سے افغنہ کی نسل سے
ہین جو حضرت سلیمان کا کمانڈر انچیف تھا اور بعض یورمیاہ پسرسال کی نسل سے ہین - اہل
افغانستان مثل اسکاٹش ہائیلنڈرز یا دوسرے کوہستانی لوگون کے نہایت جری اور
دلیر سپاہی ہین اور ہمیشہ سے حکمرانی اور جہانبانی کے خواستگار رہین اور اپنی آزادی اور
خودمختاری پر جان دیتے ہین - افغانستان کے اکثر فرقون اور قبیلون اور بعض امرا نے
ہندوستان پر حملہ کیا ہے اور وہان حکمران رہے ہین - مثلاً قبیلۂ غور - تغلق - خلجی اور
درانی - جب کبھی افغانستان کسی دانشمند - جفاکش اُلوالعزم بادشاہ کے زیر فرمان رہا افغان
ہمیشہ فتحیاب رہے اور اپنے بادشاہ کا لوا نصرت بہت بلند کیا - نہ صرف شاہان افغانستان
کی فتوحات جو انہین بہادرون کے ہاتھون ہوے قابل تعریف ہین - بلکہ بابر نے بھی جو
ہندوستان مین سلطنت مغلیہ کا بانی ہوا اور دوسرے شاہان ایران نے بھی انہین بہادرون
کی بدولت کوس لِمَنِ الْمُلْکُ بجایا - افغانستان کے بہادر سپاہی جس سلطنت یا گورنمنٹ کا ساتھ
دین اوسے مبارکباد دینا چاہیئے - اگر غنیم کے مقابلہ مین یہ سور اوس کی پشت پناہ ہوجاتے
تو پھر فتح مین کوئی شک نہین اور اُس سلطنت کی قسمت کا خدا ہی حافظ ہے گو وہ دنیا مین کیسے
ہی قوی کیون نہو جس کے مقابلہ مین افغان اوسکے دشمن کے شریک ہوکر لڑین - مین دعوے
کے ساتھ کہہ سکتا ہون اور جو شخص ایشیا کی تاریخ اور افغانون کی بہادری سے کچھہ بھی واقف
ہے وہ میرے ساتھہ اتفاق کرے گا کہ کوئی سلطنت تنہا اوس سلطنت کا مقابلہ نہین کرسکتی
جس کے ساتھہ افغان شریک ہون - جو سلطنت ایسی متحدہ فوجون کے مقابلہ کی جرأت
کریگی اوسے بجز شکست - ذلت - پشیمانی کچھہ نہ ہاتھہ آئیگا - گو افغانستان ابھی اتنا قوی نہین
ہے کہ تنہا انگلستان یا روس کے مقابلہ مین فتحیابی کا یقین کرسکے مگر کسیکا شریک ہوکر اگر
لڑیگا تو یقیناً فتحیاب ہوگا -

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان جو سکندر اعظم کے وقت سے اس صدی کی

ابتدا ایک مغربی اور وسط ایشیا کے حملہ آورون کا جولان گاہ رہا۔ سولھوین اور سترہوین صدی مین تقریبا دوسو برس تک بالکل امن مین تھا۔ اوسکی وجہ یہ ہے کہ سلاطین مغلیہ افغانستان پر حکمران ستھے اور افغان اونکی پشت پناہ رہے جب سلطنت مغلیہ کو زوال آیا نادرشاہ اور احمدشاہ درانی افغانون کی فوج لیکر ہندوستان پرچڑھ دوڑے

چونکہ ہمین صرف اس زمانہ کا حال لکھنا ہے جو احمدشاہ کے عہد حکومت سے شروع ہوتا ہے لہذا مین اوسکی تاریخ تخت نشینی سے شروع کرتا ہون۔ اگر ناظرین کتاب اوس سے پہلے کے تفصیلی حالات جاننا چاہتے ہین تو اور مورخین کی کتابین پڑہین۔

نادرشاہ کی وفات کے بعد ۱۷۴۷ء مین افغانستان مین ایک غدر کی سی حالت تھی تا اینکہ خاندان درانی کی سلطنت کی بناپڑی جس خاندان کا مجھے فخر حاصل ہے اس سلطنت بانی احمدشاہ قبیلہ ابدالی کے ایک فرقہ کا ایک سردار تہا جسے سدو زئی کہتے تے اوسے خواب مین ایک مشہور ولی کی بشارت ہوئی جسکی وجہ سے اوسنے اپنا لقب شاہ دورہ دوران رکھا میرے دادا امیر دوست محمد خان فرقہ برق زئی تے جو قبیلہ درانی کی ایک شاخ ہی چنانچہ خاندان سدوزئی درانی مین جس کا پہلا بادشاہ احمدشاہ ہوا اور خاندان برق زئی درانی مین جس کا پہلا بادشاہ امیر دوست محمد خان ہوا اسطرح پر سلسلہ ملا ہے۔

سدو اور برق ان دونون شاہی خاندان درانی کے جد حقیقی بہائی تے۔ احمدشاہ ۱۷۴۷ء مین بمقام قندہار تخت نشین ہوا اور اوس نے قندہار کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ اسی سال سے تاریخ افغانستان مین بادشاہ کے انتخاب کرنیکی اور باضابطہ سلطنت کی بناپڑی ۱۷۴۷ء مین جب نادرشاہ قتل ہوگیا تو افغانستان کے مختلف قبیلون اور فرقون کے سردارون اور وکیلون نے قندہار کے قریب شیر سرخ بابا کی مزار شریف پر ایک کونسل کی کہ اپنے ہی لوگون مین سے ایک بادشاہ منتخب کرین تاکہ ملک مین امن قایم ہو۔ اس کونسل مین حاجی جمال خان برق زئی مہابت خان اور سردار جہان خان پوپل زئی۔ موسی جان اسحق زئی

المعروف بہ ڈنگی ۔ نور محمد خان خلجی ۔ نصراللہ خان نورزئی اور احمد خان سدوزئی
شریک تھے ۔ سوائے احمد خان کے ہرایک سردار اپنے تئین دوسرون پر ترجیح دیتا تھا اور
یہ کہتا تھا کہ مین کسیکی حکومت گوارا نہ کرونگا ۔ بہت دیر تک بحث رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا تب
ایک بزرگ مسمی صابر شاہ نے ایک خوشۂ گندم ہاتھ مین لیکر احمد خان کے سر پر رکھا
اور اہل کونسل سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم آپس مین جھگڑا نکرو سلطنت احمد خان کے
لئے موضوع ہے اسپر کل سردار احمد خان کی طرف متوجہ ہوے ۔ سبنے اقرار کیا کہ
احمد خان سے بہتر کوئی بادشاہ منتخب نہین ہوسکتا اس لئے کہ اوسکا فرقہ بہت
کمزور اور تعداد مین چھوٹا ہے اگر وہ ہمارے مشورہ کے موافق نہ چلیگا تو ہم تخت سے
اوتار دینگے اگر کسی بڑے مضبوط قبیلہ مین سے بادشاہ منتخب ہوتا تو یہ امر دشوار
تھا ۔ اگر وہ ہماری راے کے موافق چلیگا تو ہم سب اوس کے معاون ہونگے اور
انتظام سلطنت مین مدد دین گے ۔ اس بات پر اتفاق کرکے سبنے گھاس کے تنکے
منہ مین دبائے ۔ یہ گویا ایک علامت تھی کہ وہ سب مثل مویشی کے ہین ۔ بعد ازان
سبنے رومالون کو لپیٹ کر اپنی گردنون مین ڈالا جس سے یہ اظہار مقصود تھا کہ وہ سب
اوس کے حکم کے مطیع ہین جس طرح چاہے اُن کی رہنمائی کرے اور آسے جان و مال کا اختیار
دیا غرضکہ اس طرح رعایا نے احمد شاہ کو اپنی بادشاہی کے لئے منتخب کیا ۔ یہی وجہ تھی
کہ کل سردار اور وکلاء ملک اُس کے شریک تھے اور وہ خود بھی نہایت مستقل ۔ ہوشیار ۔
جفاکش اور منصف مزاج آدمی تھا چنانچہ وہ ایشیا مین ایک بہت بڑا شہنشاہ ہوا
اوسکا ملک مغرب مین مشہد یا ایران تک تھا ۔ اور مشرق مین دہلی تک ماہ جون ۱۷۷۳ء
مین بعارضہ سرطان اُس نے قضا کی ۔

اُس کا بیٹا تیمور مرزا شاہ جانشین ہوا مگر وہ بہت کاہل اور عیش پسند تھا جس مرض
مین عموماً کل مشرقی بادشاہ ۔ شاہزادے اور امرا مبتلا ہوتے ہین ۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ ملک ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور دولت کافور ہو جاتی ہے۔ اوس مین اتنا مادہ نہ تھا
کہ اُن قبیلون کو مطیع رکھہ سکے جو اوس کے باپ نے فتح کئے تھے۔ چنانچہ سلطنت کو
زوال شروع ہوا۔ اوسنے اور بڑی غلطی یہ کی کہ اپنے بیٹون کو افغانستان کے مختلف صوبونکا
گورنر مقرر کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۷۹۳ء مین بمقام کابل اُس نے وفات پائی تو اوسکے
کل بیٹون مین سلطنت کے لئے جھگڑا پڑا۔ آخرکار **شاہ زمان** تخت پر بیٹھا مگر سات برس
حکومت کرنے کے بعد اوس کے سوتیلے بہائی **شاہ محمود** نے تخت سے اوتار کر اُسے
اندہا کر دیا۔ **شاہ محمود** وزیر **فتح خان** برادر دوست محمد خان کی مدد سے بادشاہ ہوا۔ یہ
حیرت انگیز شخص افغانستان کی تاریخ مین یادگار ہے۔ اٹھارہ سال تک بادشاہ گر رہا۔
تاریخ انگلستان مین **ارل آف وارد ک** جو مشہور بادشاہ گر گزرا ہے۔ میری راے
مین وزیر فتح خان زیادہ تر اس نام کا مستحق ہے کل اہل افغانستان اور یورپین مورخین جنہون نے
افغانستان کے متعلق کچھہ لکھا ہے اُس کی قابلیت۔ جرات۔ سخاوت۔ سیاست کے قائل ہین
ماہ ستمبر ۱۸۰۱ء مین شاہ معزول زمان کے حقیقی بہائی شاہ شجاع نے اپنی بادشاہت
کا اعلان کرکے پشاور سے کابل پر چڑہائی کی۔ مگر وزیر **فتح خان** سے شکست کھا کر خیبر
بھاگ گیا۔ ۱۸۰۲ء مین وہ تخت لینے مین کامیاب ہوا اور محمود کو تخت سے اوتار کر قید کر لیا
بعد ازان کشمیر فتح کیا۔ مگر یہ لکھنا بھی ضرور ہے گو تفصیلی حالات بیان کرنے کی ضرورت نہین
کہ ۱۷۹۳ء مین تیمور شاہ کی وفات کے بعد بیشمار لڑائیان ہوئین اور بہت سے سردار اور
بادشاہ مارے گئے۔ احمد شاہ نے جو باضابطہ گورنمنٹ قایم کی تھی وہ اوسکے جانشینون
کی عیش پرستی۔ شراب خواری اور لوگون یا قبیلون کی بیجا طرفداری کی وجہ سے خاک مین ملگئی۔
خاندان سدوزئی کی ان حرکتون کی وجہ سے ملک اونکے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور افغانستان
جو پہلے ایک بڑی سلطنت تھا گھٹ کر ایک چھوٹی سی ریاست رہ گیا تھا۔

شاہ شجاع ۱۸۰۳ء مین تخت پر بیٹھا مگر وزیر فتح خان کے ساتھ صلح کرنے

سے انکار کیا۔ وزیر فتح خان نے ۱۸۰۹ء مین اوسے پھر شکست دی اور اپنے قدیم دوست محمود کے لئے پھر تخت لے لیا۔ **شاہ شجاع** نے رنجیت سنگھ راجہ پنجاب کے پاس پناہ لی اور وہان سے تخت حاصل کرنے کے لئے کئی دفعہ کوششین کین مگر بے سود ہوئین اس لئے کہ وزیر فتح خان اور افغانستان کی رعایا محمود کی کمک پر تھی۔ آخر مین رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع کے ساتھ بہت ظالمانہ برتاؤ کیا اور اوسے قید کر لیا۔ اوس سے بجبر کوہ نور الماس لے لیا (جو اب ملکہ معظمہ کے پاس ہے)۔ مورخین نے اس پارۂ الماس کے متعلق عجیب و غریب واقعات نقل کئے ہین جس بادشاہ کے پاس سے یہ جدا ہوا وہ رنج و غم مین مبتلا رہا اور کبھی خوش نہ ہوا اور جس بادشاہ کے ہاتھ لگا وہ فرط طرب سے باغ باغ رہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیز نصف مخلوق عالم کے لئے باعث خوشی ہو وہ دوسرے حصّہ کے لئے باعث حزن ہے اگر ایک گروہ فتح کی خوشیان مناتا ہے تو دوسرا گروہ شکست کے آنسو بہاتا ہے۔ بڑی دشواری کے بعد شاہ شجاع مع مخدرات حرم قید خانہ سے نکل گیا اور انگریزی عملداری مین پہونچکر انگریزی وظیفہ خوار بنگیا۔

شاہ شجاع کی شکست کے بعد **فتح خان** شاہ محمود کی طرف سے حکمرانی کرتا رہا اس نے **حاجی فیروز** سے ہرات لیکر اپنے بادشاہ کے ملک مین شامل کیا اور جب ایرانیون نے ہرات پر حملہ کیا تو اونہین شکست فاحش دی۔ ایرانی یہ چاہتے تھے کہ خراج دیا جائے اور سکہ پر **شاہ ایران** کی ضرب ہو۔ ان وفاداریون اور خیر خواہیون کا صلہ وزیر فتح خان کو یہ ملا کہ اوس کمبخت طوطا چشم **محمود** نے اپنے کیاد بیٹے کامران اور دوسرے لوگون کے مشورہ سے جو **فتح خان** کے رسوخ پر حسد کرتے تھے۔ **فتح خان** کی آنکھین نکلوالین اور جب فتح خان نے اپنے بھائیون کا راز افشا کرنے سے انکار کیا تو محمود نے اپنے سامنے اوسکا ایک ایک عضو کٹوایا۔ حالانکہ یہ فتح خان کی جو کھون کا طفیل تھا جو محمود کو دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی۔ غرضنکہ وارو ک افغانستان کا یہ انجام ہوا۔ اُس کی دانائی بہادری کی یہ حالت

تھی کہ جسکا شریک ہوا اُس کا پایہ زبردست ہوگیا۔ اوسکی دلیری۔ کشادہ۔ دلی۔ شریف النفسی کی شہرت نے اوسکے چھوٹے بھائی دوست محمد خان کو تخت دلانے مین بہت مدد دی

فتح خان کے والد وزیر پاینده خان نے جو سردار سرفراز خان کے نام سے ملقب تھے اکیس فرزند چھوڑے جو سبکے سب لایق تھے اونکے نام حسب ذیل ہین۔

(۱) وزیر خان (۲) سردار محمد اعظم خان (۳) سردار تیمور قلی خان (۴) سردار پردل خان (۵) سردار شیر دل خان۔ (۶) سردار کوہان دل خان (۷) سردار رحیم دل خان (۸) سردار مہر دل خان (۹) سردار عطا محمد خان (۱۰) سردار سلطان محمد خان (۱۱) سردار پیر محمد خان (۱۲) سردار سعید محمد خان (۱۳) امیر دوست محمد خان (۱۴) سردار امیر محمد خان (۱۵) سردار محمد زمان خان (۱۶) سردار ضمیر خان (۱۷) سردار حیدر خان (۱۸) سردار طرہ باز خان (۱۹) سردار جمعہ خان (۲۰) سردار خیر اللہ خان۔ جب ایسا بہادر بادشاہ گر اس ظلم و ستم سے مارا گیا تو اوسکے بتیل بھائیون اور کل درانیون نے شاہ محمود اور اُس کے فرزند شاہزادہ کامران پر فوج کشی کی جسکی ترغیب سے شاہ محمود نے اپنے ایسے جری دوست کو قتل کیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح خان کے ایک چھوٹے بھائی دوست محمد خان نے محمود کی فوج کو شکست دی اور سنہ ۱۸۲۶ء مین امیر افغانستان ہوگیا۔ اس شکست سے سلطنت خاندان سدوزئی سے خاندان برق زئی مین منتقل ہوگی۔ اور جب سے آج تک اسی خاندان مین چلی آتی ہے البتہ اس سلسلہ مین چند دن کے لئے خلل پڑ گیا تھا۔ جب شاہ شجاع انگریزون کی حمایت سے کابل مین آیا تھا۔

شاہ محمود ملک کھو کر ہرات مین مرگیا اور اوس احسان فراموشی کی یہ سزا پائی۔ اُسکا نالایق بیٹا کامران بھی ہرات مین اپنے ایک ملازم وزیر یار محمد خان کے ہاتھ سے مارا گیا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب ملک پر کوئی عمومی شخص حکمران ہوتا ہے اور کل سردار اور رعایائے ملک کو مطیع رکھتا ہے کوئی غیر سلطنت مداخلت نہین کر سکتی خواہ وہ انصاف

نے حکمرانی کرے یا بے انصافی سے مگر جو ہین ملک کسی کمزور حکمران کے ہاتھ مین گیا اور اندرونی بدنظمیان پھیلین یا رعایا کو اپنے بادشاہ کا ڈر اور محبت باقی نہ رہی تب غیر سلطنتون کو یہ موقع ملتا ہے کہ ایک کے مقابلہ مین دوسرا دعویدار کھڑا کرین یا اس بہانہ سے دخل دین کہ کل رعایا کو مساوی حقوق ملنا چاہیئے اور اونکے ساتھ انصاف ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ جب افغانستان کمزور بادشاہونکے زیر فرمان ہوا اور اندرونی خانگی جھگڑے ہوئے پہلے اسوقت سے ابتک افغانستان کی تاریخ ایسی مثالون سے بھری ہوئی ہے کہ انگلستان اور روس دونون نے ملک کے معاملات مین دخل دیا ہے اور اسطرح کے دعویدار اپنے ملک مین رکھے ہین کہ جب موقع ملے انہین آگے بڑہائین زمانہ گذشتہ مین انگلستان بمقابلہ روس افغانستان سے قریب تھا اس سبب سے انگلستان نے بہ نسبت روس کے زیادہ دخل دیا۔ اب بدقسمتی سے افغانستان ایک پتھر کی جگہ دو پتھرون مین دبا ہوا ہے۔ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان نے افغانستان مین زیادہ دخل دیا اور بہت غلطیان کین اس لئے زیادہ نقصان اُٹھایا۔ روس نے کم دخل دیا اس لئے نقصان بھی کم اوٹھایا۔ خیر گذشتہ را صلوٰۃ اب آیندہ امید ہے کہ انگلستان اتنے نقصان اُٹھانے کے بعد فائدہ اوٹھائیگا مین کہہ سکتا ہون کہ اگر انگلستان نے افغانستان کی دوستی کی قدر کی اور لاکھون پاؤنڈ صرف کرکے اور ہزارہا بیش قیمت جانین تلف کرکے یہ سبق حاصل کرلیا ہے کہ افغانستان سے لڑنے مین سراسر نقصان ہے اور افغانستان کے ساتھ دوست رہنے مین فائدہ تو البتہ انگلستان کے گذشتہ نقصانات کی بخوبی تلافی ہو جائے گی۔

جب میرے دادا امیر **دوست محمد خان** تخت کابل پر بیٹھے اگر مین اوسوقت کے تاریخی حالات بالتفصیل بیان کرون تو مجھپر یہ الزام رکھا جاسے گا کہ اپنے خاندان کی طرفداری کرتا ہون [illegible] خیال سے مین کچھہ نہین [illegible] مین سکے

بیانات قلمبند کرتا ہون البتہ مین صرف اس قدر بیان کرونگا جو آئندہ طرز عمل کے لئے ضروری ہے

خلاصہ کتاب

مصنفہ لارڈ کرزن وائسرائے ہند موسوم بہ رشیا ان سنٹرل ایشیا صفحہ ۱۳، ۲۲۳، ۲۴۴

سالہا سال سے روسیون کی خواہش ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرین سنہ ۱۷۹۱ء مین ملکہ کیتھرائن نے بخارا اور کابل کی طرف سے ہندوستان پر فوج کشی کی تجویز کی تھی بعد ازان سنہ ۱۸۰۰ء مین شہنشاہ روس اور نپولین نے باہم یہ مشورہ کیا کہ دونون ملکر ہندوستان پر حملہ کرین سنہ ۱۸۰۷ء مین شہنشاہ نپولین اور زار روس نے پھر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا اور اس مرتبہ شاہ ایران کو بھی شریک کرلیا مگر چند دن بعد ان دونون مین شکر رنجی ہوگئی جسکی وجہ سے وہ قصد ملتوی رہا۔ سنہ ۱۸۳۷ء مین روس اور ایران نے ملکر ہندوستان پر حملہ کرنے کی غرض سے ہرات پر دھاوا کیا مگر قلعۂ ہرات فتح نہ کرسکے۔ سنہ ۱۸۵۵ء مین روس نے پھر ہندوستان پر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر یوروپین پیچیدگیون کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ کو پورا نہ کرسکا۔ روسیون نے دوست محمد خان کو بھی اپنی طرف ملانے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہے سنہ ۱۸۷۲ء تک وہ انگریزون کے خلاف امیر شیر علی کے ساتھ ایک عام سازش کرتے رہے۔

خلاصہ کتاب سفرنامہ سندہ و افغانستان مصنفہ مسٹر الن سنہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۳

فتح خان کا بھائی دوست محمد کابل کا بادشاہ ہوا اور اوسنے منصف مزاج و روشن دماغ حکمران ہونے کی شہرت پائی۔ کامران ہرات دبا بیٹھا۔ قندہار مختلف لوگون کے قبضہ مین رہا۔ بعد ازان سردارون کے تحت مین آگیا۔ امرائے سندہ خود مختار ہوگئے اور رنجیت سنگھ



DOST MAHOMED KHAN.

شبیه امیر دوست محمد خان غازی

نے اس عام ابتری کی وجہ سے موقع پاکر افغانستان پر دست درازی شروع کی۔ ایک عرصہ تک یہی حالت رہی تا اینکہ گورنمنٹ ہند کو معلوم ہوا کہ وسط ایشیا مین روسی حکومت فروغ پر ہے۔ نوبت باینجا رسید کہ روسیون نے ۱۸۳۷ء مین ہرات کا محاصرہ کیا۔ تب اس بات کی کوشش کیگئی کہ **دوست محمد خان** کو روس اور ایران کی شرکت سے علیحدہ کرلین۔ دوست محمدؐ نے انگریزون کا ساتھ دینے مین اپنی رضامندی ظاہر کی مگر اس شرط سے کہ انگریز اوسکو رنجیت سنگھہ کی دست درازیون سے بچائین جسنے پشاور پر قبضہ کرلیا ہے ورنہ اوسے مجبوراً ایران کی حمایت مین جانا پڑیگا۔ مثل مشہور ہے کہ برا وقت کہہ کر نہین آتا۔ یہان یہ راے ٹھہری کہ رنجیت سنگھہ سے نہ بگاڑنا چاہیے اور ساتھہ ہی اوس کے **دوست محمد خان** کو بھی ایران کے ساتھہ نہ ملنے دینا چاہیے پس یہ صلاح ہوئی کہ دوست محمد کو تخت سے اوتار کر شاہ شجاع کو تخت پر بٹھانا چاہیے جو اٹھائیس سال سے ہرزہ گرد ہے۔ اس چال سے یہ غرض تھی کہ کل وسط ایشیا مین اپنا اختیار قایم ہوجاے۔

چنانچہ ۱۸۳۸ء اور ۱۸۳۹ء مین سر جان کین کی فوج درانی ملک مین درانہ چلی آئی کسی نے کچھہ تعرض نکیا یہان تک کہ غزنی مین دوست محمد خان نے اپنے تیئن۔ سر ڈبلو مگناٹن کے حوالہ کردیا۔ شاہ شجاع کابل واپس ہوے۔ بقول شاعر ع

ٹوٹا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

ہر طرف امن و تسلط کے آثار نظر آنے لگے شاہ ایران کی فوج ملک سے اٹھا دیگئی۔ درانی احکامات جاری ہوے۔ سر جان کین نے امارت کا درجہ پایا۔ ہر طرف سے ایڈرس اور مبارکباد کی بوچھار ہوئی مگر افسوس کسیکو یہ خبر نہ تھی کہ کس سرنگ پر استادہ ہین۔ ۱۸۴۱ء مین ماہ نومبر کے شروع مین یہ سرنگ اوڑی۔ برٹش سفیر قتل ہوا کل فوج جسمین کئی ہندوستانی ٹرپ اور ملکہ معظمہ کا نمبر ۴۴ رجمنٹ شریک تہا سب خاک سیاہ ہوئی۔ تو بین چھن گئین۔

انگریزی افسر اور لیڈیان اسیر ہوئین۔ غرضکہ ایسی تباہی آئی کہ جسکی مثال ہماری تاریخ مین بمشکل ملیگی اور وسط ایشیا مین انگریزی حکومت قایم کرنے کا سارا طلسم ٹوٹ گیا اوسی سال موسم بہار مین شاہ شجاع الملک کیمپ کی طرف جاتیون کو برق زائی کے ایک جرگہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس طرح اوسکی پر آشوب زندگی کا خاتمہ ہوا۔ اس ناجایز حملہ کے تباہی سے ہمکو جس طرح سے خدا نے بچایا ہے اوس کا سجدۂ شکر بجالانا چاہیئے۔ اسمین شک نہین کہ ہمنے اپنے کئے کی سزا پائی۔ خدا نکرے کہ ہم اپنے موجودہ فتوحات کے ولولے مین اوسکے رحم وکرم کو بھول جائین جیسا کہ ۱۸۳۹ء مین بھول گئے تھے۔ ہمارے حکمرانون کو خدا اس بات کی توفیق دے کہ وہ ہمیشہ یاد رکھین کہ محض فتوحات سے کسی قوم کا درجہ نہین بڑہتا ہے بلکہ راست بازی سے اور گناہ و طمع مثل اور معصیتون کے ہر قوم کیلئے باعث ذلت ہے۔

خلاصہ کتاب حالات سلطنت کابل مصنفہ مانٹ اسٹوارٹ الفنسٹن۔ ماہ۔ اکتوبر ۱۸۳۸ء

کابل قندہار پشاور معہ اضلاع بہائیون کے زیر حکومت تھے جو بہت جلد آپسمین آمادہ بجنگ ہو گئے۔ دُرانی اپنی اپنی جاگیرون کے لحاظ سے قندہار یا ہرات کے حکمرانون کے محض برائے نام مطیع تھے۔ دوسرے فرقہ خود مختار رہے۔ خاندان دُرانی کے زمانۂ زوال مین رنجیت سنگھ یوروپین افسرون کی مدد سے اپنی فوج کو بہت آراستہ کر رہا تھا۔

بالفرض اگر قوم افغان مین اتحاد بھی باقی ہوتا جب بھی وہ اس حالت مین افغانون کے ممالک ہند کے لئے ایک خوفناک دشمن تھا۔ چہ جائے کہ گورنمنٹ مضطرب ہو اور حسد کا کوئی ٹھکانا نہ رہا ہو۔ وہ افغانون کے لئے گویا ننگ تھا جس سے مفرو شوار تھی۔

اوس نے کشمیر۔ ملتان لیاہ سندہ اور دماؤن کے قریب کے ملک پر قبضہ کرلیا اور اُن
قبیلون پر کو جو کشمیر کے جنوب مین رہتے تھے حلقہ بگوش بنایا بعدازان اُس نے پشاور اور تمام
حصہ اوس ملک کا جو دریائے سندہ تک چلا گیا ہے۔ فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ چونکہ امیر کابل مین
اور اُس کے بہائی مین جو پشاور کا حاکم تھا لڑائی چھڑی ہوئی تھی اور اوسکے ساتھ ہی ادہر
شاہ شجاع کی طرف سے قندہار پر حملہ ہوگیا۔ اِن سب باتونسے اوسے اپنی فتوحات کا اچھا
موقع ہاتھ آیا۔ اُدہر امراے سندہ نے بھی شکارپور چھین لیا۔ بلخ بھی خود مختار ہوگیا اور
رئیس بلوچستان کا تعلق بھی براے نام رہگیا دوست محمد خان سردار کابل ایک نہایت
منصف اور عالی دماغ حاکم تھا وہ اور اُس کا علاتی بہائی حاکم قندہار دونون کامران کے
مخالف تھے جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد ہرات کا حاکم ہوگیا تہا اور خاندان سدوزئی
کے دعوی کو باطل سمجھتے تھے۔ اس مین شک نہین کہ ان انقلابات اور لڑائیون کی وجہ سے
شہر پشاور کو بہت نقصان پہونچا مگر باقی ملک جسمین شاہ شجاع کو قندہار کا عارضی قبضہ ملگیا ملک مین نئی نئی جان آگئی۔ علاوہ اوس حصہ کے
مختلف حصون مین اور دوسری مہمون مین بھی مشغول رہا۔ مگر اب لدہیانہ مین جلاوطن ہے
اس عرصہ مین اوسپر عجیب وغریب واقعات گذرے جسکو اوس نے قلمبند کیا ہے۔ ایک
وقت مین رنجیت سنگہہ نے دغابازی سے اوسے گرفتار کرلیا اور بہت بری طرح پیش آیا۔
اُس کی غرض یہ تہی کہ کسی طرح کوہ نور ہیرا ہاتھ آئے۔

یہ واقعات اور اُس کی رہائی جو اُس کی ملکہ کی جرات اور ہوشیاری کی بدولت نصیب
ہوئی۔ افغانستان کے زمانہ حال کی ایک نہایت دلچسپ حکایت ہے جو سرالے برنس اور
مسٹر کنولی نے لکھی ہے جس کا یہ خلاصہ کیا گیا ہے۔

ان تمام آفتون کا نتیجہ یہ ہوتا کہ خراسان کا وہ حصہ جو افغانون کے قبضہ مین تہا ایرانیون
کے قبضہ مین چلا جاتا۔ اگرچہ ایرانیون نے ہرات لینے کی متواتر کوشش کی اور گو شاہ
ایران کے پاس باقاعدہ فوج بھی تھی جسپر یوروپین افسر مقرر تھے مگر کچھہ نہ ہوسکا۔ اسمین

شک نہین کہ کامران خود عیاشی اور بزدلی مین اپنے باپ سے بڑہا ہوا تھا مگر اوسکا وزیر یار محمد خان ایک بیدار مغز شخص تھا جس کی جرات اور طاقت ملک کو سنبھالے ہوئے تھی۔ سال بہر ہوتا ہے کہ شاہ ایران نے ہرات کا محاصرہ کیا ہے اور آخری جو خبر آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہرات پر دہاوا کرنے کی کوشش مین نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ گیارہ کرنل - ۵۴ افسر اور ۱۷۵۰ باقاعدہ سپاہی مارے گئے اور دہاوا پسپا ہوا - اگر والی قندہار و کابل غنیم کے مقابلہ مین متفق ہوکر کامران کے شریک ہو جائین تو ممکن ہے کہ سلطنت درانی کا نشان باقی رہے اور اُنکے اتفاق و استقلال کا یہ ثمرہ ہاتھ آئے اگر ایسا ہوا تو ہماری سلطنت ہند کی حالت مین بہی بکار آمد تغیر پیدا ہوگا جس کا اثر غالباً یورپ کے پالٹکس پر بھی پڑے گا۔

خلاصہ جنگ افغان مصنفہ مسٹر ارچیبلڈ فاربس صفحہ ۱ - ۱۳

جو اسباب ۱۸۳۹ء مین افغانستان پر فوج کشی کے باعث ہوے وہ دراصل دولت برطانیہ اعظم اور دولت ایران کی پیچیدگیون کیوجہ سے تھے اس لئے اس جنگ کا ذکر کرنے سے پہلے اُن پیچیدگیون کا مختصراً بیان کر دینا ضرور ہے۔

۱۸۱۴ء مین انگلستان اور ایران کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا کہ اگر کوئی یورپین سلطنت ایران پر قبضہ کرے گی تو انگلستان خواہ ہندوستانی فوج سے شاہ کی مدد کرے گا۔ یا مصارف جنگ مین سالانہ کچھ امدادی رقم سے کفیل ہوگا - یہ بہت ہی خوفناک معاہدہ تھا اگرچہ اس شرط کے ساتھ سہی کہ اگر ایران خود اُس حملہ کا باعث ہو تو اُس صورت مین انگلستان مدد نہ دیگا۔ ۱۸۲۵ء سے ۱۸۲۷ء تک عباس میرزا اور روسی جنرل مسمی پاسکیوچ مین جو جنگ و جدل رہی انگلستان بالکل الگ رہا نہ اوسنے فوج سے مدد کی اور نہ روپیہ سے مگر جب ایران مالی دقتون مین مبتلا ہوا جو حسب صلحنامہ ترکمانچی اوسے

تاوان جنگ دینے کیوجہ سے عائد ہوئی تھین تب انگلستان نے موقع پاکر تین لاکھ پاؤنڈ دیکر اوس عہدنامہ سے سبکدوشی حاصل کرلی جسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ایران مین انگریزی رسوخ کو زوال آ ئے اور یہ بھی ایک ہونے والی بات تھی کہ ایران بوجہ اپنی کمزوری کے روس کے دائرہ اختیار مین چلاجائے۔

پیر ضعیف شاہ ایران فتح علی شاہ نے ۱۸۳۴ء مین قضا کی اور اوسکی جگہ اوسکا پوتا شاہزادہ محمد میرزا تخت پر بیٹھا۔ محمد میرزا ایک ہونہار نوجوان تھا۔ جس مین اپنے دلیر باپ عباس میرزا کے بہت سے اوصاف پائے جاتے تھے اوسکی عین خواہش یہ تھی کہ ہرات فتح کرنا چاہیئے جو افغانستان کی مغربی سرحد پر ایک خودمختار ریاست ہے اس خواہش کو روسی مشیرون نے اور بھی اوکسایا صرف ہرات افغانستان کا ایک ایسا ٹکڑا باقی رہگیا تھا جسپر افغانستان کے قدیم شاہی خاندان کا ایک رکن حکمران تھا۔ یہ حکمران شاہ کامران پسر محمود شاہ تھا محمود شاہ جب اپنے بھائی شاہ شجاع کو تخت کابل سے اوتار چکا تو خود بھی وہان سے نکالا گیا۔ اور بھاگ کر ہرات مین پناہ لی۔ یہ نوجوان شاہ ایران بلاوجہ ہرات کا دعویدار نتھا۔ اس بات کو مسٹر ایلس نے بھی جو ایران مین انگریزونکا سفیر تھا مان لیا ہے چنانچہ اوس نے اپنی گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ شاہ کو غزنی تک حکومت کا صحیح دعویٰ ہے اور جب کہ کامران نے ایران کے صوبہ سیستان کا کچھ حصہ دبا لیا ہے تو اس صورت مین شاہ کو اوسنے کا اور ہرات پر حملہ کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

اس حملہ سے انگلستان اور افغانستان کے لئے یہ قباحت تھی کہ روسی بھی ایران کے ساتھ شامل تھا۔ چنانچہ مسٹر ایلس نے اپنی گورنمنٹ کو اس بات سے آگاہ کیا کہ ایران و روس مین ایسے تعلقات ہین کہ اگر ایران افغانستان پر قابض ہوگیا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ روس کا قدم بھی وہان تک جاپہنچا اور دشواری یہ تھی کہ ۱۸۱۴ء کے معاہدہ مین یہ شرط بدستور بحال رکھی گئی تھی کہ اگر افغانستان اور ایران مین جنگ واقع ہو تو انگلش گورنمنٹ کچھ دخل نہ دے تاوقتیکہ دونون اس سے

اس امر کی استدعا کرین کہ وہ بیچ بچاؤ کر دے۔

ایلیس اور اوسکے جانشین میکنگ نے ہر چند شاہ ایران کو ہرات پر حملہ کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر ایک نہ چلی تب برطانیہ اعظم کی طرف سے سینٹ پیٹرس برگ مین اس بارہ مین تحریک کی گئی مگر وہان سے بھی مذبذب جواب ملا۔ حالت جیسی کچھ سنگین ہورہی تھی اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اپریل ۱۸۳۶ء مین ایلیس نے لکھا تھا کہ ہندوستان مین حملہ کرنے کے لئے روسیون کا پہلا خط متوازی ایران ہوگا۔ ۱۸۳۷ء کے ابتدا مین لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل ہندوستان نے میکنگ کو لکھا کہ شاہ کو ترغیب دے کہ اس حملہ سے باز رہے اس لئے کہ وہ بحیثیت گورنر جنرل ہند اس قسم کی مداخلت اور فتوحات اپنی مغربی سرحد پر نہایت نارضامندی اور ناخوشی کی نظر سے دیکھین گے مگر شاہ نے سفیر برطانیہ کے معروضات پر مطلق اعتنا نہ کی اور ہرات کی طرف روانہ ہوا۔

۲۳۔ نومبر ۱۸۳۷ء مین محاصرہ شروع ہوا۔ میکنگ ایک عرصہ تک ہرات کے سامنے ایرانی کیمپ مین پڑا رہا مگر کچھ طے نہ کر سکا روسی سفارت کو شاہ کی مزاج مین بہت رسوخ تھا آخرکار انگریزی سفیر کو متواتر اہانت اوٹھا کر شکست فاحش ہوئی اور وہ ایرانی کیمپ سے چلا گیا چھ دن گولہ باری کر کے ۲۳۔ جون ۱۸۳۸ء مین ایرانیون اور روسیون نے دھاوا کر دیا کہ مگر پسپا ہوئے اور بہت نقصان اوٹھایا تب شاہ نے مایوس ہو کر محاصرہ اوٹھانے کا ارادہ کر لیا۔

اس عرصہ مین ایرانی کیمپ مین کرنل اسٹوڈارٹ یہ خبر لائے کہ ایک جنگی فوج بمبئی سے جنگی جہازون کو لئے ہوئے خلیج فارس مین جزیرہ کرک پر آتری ہے اور یہ الٹیمیٹم لائی ہے کہ شاہ فی الفور ہرات سے واپس ہون۔ لارڈ پامرسٹن نے اس حالت مین عہدنامہ کی شرط کے خلاف یہ کارروائی کرنا واجبی خیال کیا اس لئے کہ اول اول اکثر اوقات انگلستان اسکا پابندرہ چکا تھا۔ اب رہے شاہ انہین اس الٹیمیٹم کا ایک عذر مل گیا۔ ۹۔ ستمبر کو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوے اور ہرات سے روانہ ہو گئے۔ یہ محاصرہ ساڑھے نو مہینے تک رہا اس واقعہ کو پچاس برس گذرے

ہرات توفتح نہو سکا۔ مگر ہرات کو مسمار کر کے سائمونک سفیر روس محمد شاہ کے ہمراہ وہان سے واپس گیا۔ وہی شہر آج افغانون کے قبضہ مین ہے جہان اونکے سلاح خانہ بنے ہین۔

شاہ شجاع الملک اوس نام آور احمد شاہ کا پوتا ۱۸۰۳ء سے ۱۸۰۹ء تک افغانستان مین حکمران رہا۔ جب اوسکا ستارہ اقبال زوال مین آیا توکئی برس تک افغانستان مین بدعملی رہی۔ آخرکار ۱۸۲۶ء مین دوست محمد خان کابل کے تخت و تاج کا مالک ہوا اور یہ زبردست شخص تین برس تک جبکہ ملک پر انگریز قابض تھے برابر حکمرانی کرتا رہا تین برس کے بعد زمانہ کے نشیب و فراز جھیل کر یہ نوجوان سپاہی اپنے کل دشمنون پر غالب آیا اور ۱۸۲۶ء مین کابل کا بادشاہ ہوا۔ اوس کے دل مین انگریزون کی بہت وقعت تھی اور اوس سے صرف دوسری جنگ پنجاب مین البتہ خلاف وفاداری یہ فعل سرزد ہوا کہ اوس نے سکھون کو مدد دی۔

بیچارہ شاہ شجاع لدہیانہ مین مقیم رہا اور یہین سے کابل کے تخت کے لئے برابر سازشین کرتا تھا اوس کی تدبیرین ایک عرصہ تک بیکار رہین۔ یہان تک کہ ۱۸۳۲ء مین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے اور اوسکے درمیان کچھ عہد و پیمان ہوا۔ شاہ شجاع نے گورنمنٹ ہند سے فوجی اور مالی مدد کی استدعا کی۔ گورنمنٹ ہند نے یہ جواب دیا کہ فوجی مدد دینا اصول نیوٹرلٹی کے خلاف ہوگا جو گورنمنٹ ہند نے اختیار کیا ہے مگر گورنمنٹ ہند نے خلاف دانشمندی اوسے مالی مدد دیدی وہ بھی اسطرح پر کہ چار مہینے کا وظیفہ اوسے پیشگی دیدیا۔ اگرچہ سولہ ہزار روپیہ ایک تخت و تاج حاصل کرنے کے لئے بہت ہی قلیل رقم تھی مگر شاہ شجاع ماہ فروری ۱۸۳۳ء مین کابل پر چڑھ دوڑا پہلے سندھ کے امیرون سے مٹ بھیڑ ہوئی جس مین وہ کامیاب رہا۔ بعد ازان اوسنے قندہار پر چڑھائی کی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قریب تھا کہ قندہار فتح ہوجائے مگر دوست محمد بہ تعجیل تمام کابل سے آیا اور قندہار کو بچا لیا پھر اوس نے قندہار مین فوج کے ساتھ ملکر شاہ شجاع کو ایسی شکست فاحش دی کہ وہ توک دم ہوکر بھاگا اور اپنا توپخانہ اور سارا سامان کیمپ وہین چھوڑ گیا

جنوبی افغانستان مین دوست محمد کی غیبت مین رنجیت سنگھ کی فوج دریائے اٹک کے پار آتری اور پشاور پر قبضہ کرلیا اور افغانون کو نکال کر درۂ خیبر کی طرف بھگا دیا۔ دوست محمدؐ نے بعد کو ہرچند کوشش کی کہ سکھون کو پشاور سے نکال دے مگر نہ نکال سکا اور جب اوسے یہ گمان ہوا کہ اس معاملہ مین رنجیت سنگھ کے ساتھ انگریزون کی بھی سازش ہے تب اوس نے بمقتضائے مصلحت یہ مناسب سمجھا کہ ایران سے اتحاد کرلے۔ اب رہا شاہ شجاع وہ پھر رینگ کر اپنی پناہ گاہ (لدھیانہ) مین آرہا۔

ماہ مارچ سنہ ۱۸۳۶ء مین لارڈ آکلینڈ بجائے لارڈ ولیم بینٹنک گورنر جنرل ہند مقرر ہوئے انہون نے دوست محمدؐ کے تہنیت نامہ کے جواب مین یہ لکھا کہ "برٹش گورنمنٹ کی یہ عادت نہین کہ دوسری خودمختار ریاستون کے معاملہ مین دخل دے" مگر لارڈ آکلینڈ نے خود بہت جلد اس اصول کو توڑ دیا وہ انگلستان سے بہت ہی بھرے ہوئے آئے تھے کیونکہ ایران اور روس کی سازشین جن کی خبر ہمارے سفیر نے گورنمنٹ انگلستان کو برابر پہنچائی تھی اُن سے بخوبی یہ واقف تھے مگر انہون نے کوئی قطعی فیصلہ نہ کیا کہ کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ بقول ڈیورانڈ انہون نے ایک ایسے خطرہ سے خائف ہوکر جو محض خیالی تھا اور جس کا ڈر بہ نسبت اُن کے دوسرے لوگون کو زیادہ تھا تجارتی مشن کے پردہ مین ایک شخص مسمی کپتان برنس کو افغانستان روانہ کیا جو فی الحقیقت ایک مدبرانہ چال تھی مگر غلطی یہ ہوئی کہ کپتان برنس کو کوئی قطعی اختیار نہ دیا" ماہ ستمبر سنہ ۱۸۳۷ء مین کپتان برنس کابل پہونچے یہ وہ زمانہ ہے کہ جبکے دو مہینے قبل ایرانی فوج نے ہرات کا محاصرہ شروع کیا تھا۔ کپتان برنس دوست محمدؐ کے بڑے حامی تھے۔ وہ سنہ ۱۸۳۲ء مین اُنکے مہمان رہ چکے تھے انہون نے جس امر کی تائید کی تھی وہ یہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا فائدہ اسمین ہے کہ شاہ شجاع کی حمایت کرنے کے بدلے دوست محمد خان کے ساتھ اتحاد بڑھائے اونکو مدد دے تاکہ اونکی سلطنت مستحکم ہو اور کپتان برنس نے یہ خیال کیا کہ اچھے وقت کابل آئے اسلئے کہ شاہ ایران کا ایلچی معہ

تحائف قندھار پہونچ چکا تھا اور شاہ کیطرف سے مدد کا پیغام لایا تھا۔ دوست محمدؐ نے
کپتان برنس سے کوئی بات چھپائی نہین بلکہ اوس سے صاف صاف کہدیا کہ جب انگریزون
کی طرف سے مجھے مایوسی ہوئی تو مین نے ایران اور روس سے اتحاد بڑہایا اسلئے کہ سکھون
کی دست اندازی کے مقابلہ مین مجھے سخت ضرورت تھی۔ لیکن مین اب بھی یہ تعلقات
قطع کرنے کے لئے آمادہ ہون اگر مجھے یہ یقین ہوجائے کہ گورنمنٹ ہند میری مدد کریگی
کپتان برنس نے اپنی گورنمنٹ کو ان مخلصانہ تجاویز سے آگاہ کیا اور خود بھی اُس کی
بہت تائید کی بلکہ جوش مین آکر اوس نے اس بات کی کوشش شروع کی کہ والیان قندہار
کو ایران کے ساتھ مین اتحاد بڑہانے سے باز رکھے اور اون سے یہ وعدہ کیا کہ اگر ایران کچھ
تعرض کریگا تو گورنمنٹ ہند اوس کے مقابلہ کے لئے روپیہ سے اُن کی مدد کریگی۔ کپتان
برنس کا یہ فعل گورنمنٹ کو ناگوار ہوا۔ اور اُس کی معقول تنبیہ کی گئی اور اوسے یہ حکم ہوا
کہ والیان قندہار سے اپنا قول واپس لے۔ کپتان برنس بیچارہ ایک تو یونہی دقتون
مین پھنسا تھا۔ اوسپر طرہ یہ ہوا کہ ایک روسی افسر کابل مین وارد ہوا جسکا بیان یہ تھا کہ
زار روس کا ایلچی ہے اوس کا اعتمادنامہ مشتبہ خیال کیا گیا۔ مگر کاونٹ نسلروڈ نے اُس
کی تصدیق کردی۔ دوست محمدؐ نے اس ایلچی کا خیال نہ کیا اور کپتان برنس کو برابر
یقین دلاتا رہا کہ اوسے بجز انگریزون کے کسی کی پروا نہین۔ چنانچہ کپتان برنس نے اپنی
گورنمنٹ کو اسکا پورا یقین دلایا مگر لارڈ اکلینڈ نے والی کابل کو جو جواب لکھا وہ کچھ ایسے تحکمانہ
اور سخت الفاظ مین تھا جس سے کاتب کا یہ منشا ظاہر ہو کہ مکتوب الیہ کی توہین مقصود
ہے چنانچہ اوس خط کا نتیجہ یہ ہوا کہ کپتان برنس کو معاملہ کی یکسو ہونے کی کوئی امید باقی
نہ رہی۔ تاہم ایک آخری حجت دوست محمدؐ نے یہ ختم کی کہ اپنے خلاف شان گورنر
جنرل کو التجا کرکے لکھا کہ افغانون کی شکایت رفع کیجئے اور اونہین کچھ ترغیب واختیار
دلائے مگر ان ملایم الفاظ کا کچھ اثر نہوا۔ روسی سفیر جو دوست محمدؐ کے ساتھ ہر قسم

کے وعدہ کرتا تھا۔ اب وہ رسوخ پا گیا اور اوس کی بہت خاطر و مدارات ہوئی۔ واپسی کے وقت اُس نے والیان قندہار سے ایک عہدنامہ لکھوایا جسکی سفیر روس نے ایران مین تصدیق کرائی۔ جب کپتان برنس کابل مین بے اعتبار ٹھہرا تب وہ ماہ اگست ۱۸۳۸ء مین وہان سے واپس چلا آیا۔

کپتان برنس کی ناکامیابی کا سبب یہ تھا کہ اوسکے کابل روانہ ہوتے ہی لارڈ آکلینڈ نے اپنی حکمت عملی بدلدی۔ لارڈ آکلینڈ جب وارد ہندوستان ہوئے ہین تب تو ایک صلح جو آدمی تھے چنانچہ اُن کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے جو اُنہون نے ماہ اپریل ۱۸۳۷ء مین لکھی تھی جس کا منشا یہ تھا کہ افغانستان کے معاملات مین وہ دخل ندین گے اور گورنمنٹ نے یہ قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ شجاع الملک شاہ معزول افغانستان جب تک گورنمنٹ ہند کی حمایت مین رہے اوس کی خاطر سے والیان کابل و قندہار کے مقابلہ مین کوئی مخالفانہ کارروائی نہ کیجائے گی مگر تعجب ہے کہ باوجود اس تحریر کے ماہ جون مین اُنہون نے شاہ شجاع کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا اور انگریزی فوج اوسکے ہمراہ کرکے اوسے کابل بھیجا اس تناقض کی کوئی وجہ نہین بیان کی گئی۔ کہان دریاے ستلج جہان ہماری سرحد تھی اور کجا ہرات جو وسط ایشیا کی سرحد پر واقع تھا۔ بارہ سو میل کا فاصلہ طے کرنا اور وہ بھی ایسی سرزمین پر جو دنیا مین دشوار گذار مانی گئی ہو کوئی آسان بات نہ تھی۔ اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ ہند کا یہ فعل باین نظر کسیقدر واجبی تھا کہ فوج ایران باعانت روس ہرات کا محاصرہ کر رہی تھی اور ایرانی و روسی ایلچی افغانستان مین مشغول بکار تھے مگر یہ دونون معاملے محض خیالی خطرے تھے جسکا ثبوت آج یہ موجود ہے کہ افغانستان کی سرحد ہرات کے آگے قائم ہے اور کابل کی مسند پر دوست محمد خان کا پوتا جلوہ افروز ہے۔ لیکن نہ تو انگلستان نے اور نہ ہندوستان نے کرک کی دہمکی دینے مین پس و پیش کیا جس سے ہرات کا محاصرہ رک گیا پس جو حکمت عملی گورنمنٹ ہند کو افغانستان کے متعلق اختیار کرنا چاہیے تھی

وہ یہی تھی کہ سازشوں کے نتیجہ کو بغور دیکھتے رہتے اگر کوئی نتیجہ ظاہر نہوتا تو لاعلم رہتے یا اگر کوئی نازک معاملہ پیش آتا تو اونہیں چالوں سے اوسکا تدارک کر دیتے۔ رنجیت سنگھ کے ساتھ ہمارے تعلقات مضبوط تھے اب رہا پشاور کے متعلق دوست محمد اور رنجیت سنگھ کا جھگڑا اُس کا فیصلہ بھی بہت آسان تھا۔

پہلی جنگ افغان کا عذاب کس کی گردن پر ہے۔ متوفی لارڈ براؤٹن نے جب سر جان ہاب ہاؤس ۱۸۳۵ء سے ۱۸۴۱ء تک بورڈ آف کنٹرول کے میر مجلس تھے ۱۸۵۱ء مین ہاؤس آف کامنز کی کمیٹی کے روبرو یہ بیان کیا کہ جنگ افغان بغیر اطلاع بورڈ آف ڈائرکٹرز بالکل میری وجہ سے ہوئی جس کے معنی یہ ہوئے کہ برٹش گورنمنٹ اس جنگ کی ذمہ دار ٹھہری اِس لئے کہ جو رکن سلطنت ہندوستان کے معاملات کا ذمہ دار تھا۔ وہ اس جنگ کا باعث ہوا۔ گو ایسٹ انڈین کمپنی کے ڈائرکٹرز سے اس بارہ مین کچھ رائے نہین لیگئی۔ اور اس بیان کی توضیح سر ہاب ہاؤس نے ۱۸۴۲ء مین ہاؤس آف کامنز مین اپنی تقریر مین اس طرح کی " کہ جو مراسلہ اس معاملہ کے متعلق ہندوستان بھیجا گیا تھا وہ اور لارڈ آکلینڈ کا مراسلہ جس مین اونہون نے یہ اطلاع دی تھی کہ کابل پر فوج کشی ہو چکی دونون مراسلے اثنائے راہ مین لڑ گئے۔

۱۸۳۸ء مین جو معاہدہ گورنمنٹ ہند اور رنجیت سنگھ اور شاہ شجاع کے درمیان ہوا تھا اُس کا مضمون یہ تھا کہ شاہ شجاع ایک ہندوستانی فوج اور گورنمنٹ ہند کے روپیہ سے برضامندی و اعانت مہاراجہ پنجاب اپنا تخت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

بعد ازان یہ سفارش کیگئی جو منظور بھی ہوئی کہ شاہ شجاع کو انگریزی فوج سے مدد لینے کی ضرورت ہے اور اس کام کیلئے صرف دو انگریزی رجمنٹ کافی ہونگے۔ لیکن مسٹر ہنری فن نے جو اسوقت کمانڈران چیف تھے اس بارہ مین مخالفت کی اور یہ بیان کیا کہ ایسے دور دراز خوفناک مہم پر تھوڑے سے انگریزی سپاہی بھیجنا ہرگز مناسب نہین ہے

آخرکار گورنر جنرل نے جو سراسر غلطی پر تھے اور اپنے مشیرون کی راے پر عمل کر رہے تھے
یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ ایک انگریزی فوج جمع کر کے بہ ماتحتی بدبخت شاہ شجاع افغانستان
کے نامعلوم اور دور و دراز کوہستانون مین روانہ کرین۔جب یہ قصد مصمم ہولیا تو حسب
قاعدہ گورنر جنرل نے اس کو واجبی قرار دینے کے لیئے ایک اظہارنامہ مرتب کیا۔اس
اظہارنامہ کی نسبت مین کچھ اور نہ کہونگا۔صرف ڈیوا ہلٹر کی راے کا حوالہ دیتا ہون جو کہتے
ہین کہ لفظ انصاف اور ضرورت اوس اظہارنامہ مین ایسے موقع پر استعمال ہوئے ہین جنکی
مثال انگریزی زبان مین نہین ملتی۔اور مسٹر ہنری اڈرورڈس نے بھی غضب کا اعتراض
کیا ہے۔وہ بیان کرتے ہین کہ دوست محمد کا برتاؤ اور اوس کے خیالات ایسی بےرحمی
کے ساتھ غلط بیان کیئے گئے کہ روسی حیلہ بازبھی جس سے شرما جاتے۔جو جو لوگ
تجربہ کار تھے سب نے ایک زبان ہوکر اس مہم کی مخالفت کی مسٹر الفنسٹن نے جو تیس سال
پہلے بسرکردگی مشن کابل ہو آئے تھے یہ کہا کہ اگر فوج گھاٹیون کی راہ کابل بھیجی جاے اور ہم
اوس کی سربراہی کرسکین تو البتہ ہم کابل فتح کر کے شاہ شجاع کو تخت پر بٹھا سکتے ہین۔مگر
ایسے دور و دراز مفلس برفستانی ملک مین جہان کی رعایا ایسی فتنہ انگیز ہو یہ غیرممکن ہے
کہ وہ تخت پر قابض رہ سکے۔

لارڈ ولیم بٹینگ جو لارڈ اکلینڈ کے پہلے گورنر جنرل ہندرہ چکے تھے انہون نے اس مہم کو
ایک ابلہانہ فعل سمجھہ کر ترک کیا۔

مارکوئس ولزلی یہ کہتے تھے کہ ایسے دور و دراز کوہستانی ملک مین جہان برف اور ریگستان
ہو فوج بھیجنا جنون ہے۔

ڈیوک آف ولنگٹن نے یہ عاقلانہ پیشین گوئی کی تھی کہ اگر ہم ایک دفعہ دریاے سندھ کو
عبور کر کے افغانستان مین وہان کی حکومت کا انتظام کرنے گئے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہمیشہ
کے لیئے فوج بھیجنے کا سلسلہ قایم ہوا۔

(صفحہ ۴۸- اظہار نامہ از شملہ)

شاہ شجاع کا ملک جانے مین ہمارا کوئی تعلق نہ تہا- البتہ ہمنے دوست محمدؐ کو تخت سے اوتارا جس نے کبہی ہکو ستایا نہ تہا- محض ہماری پالسی کی تائید مین وہ بیچارہ مظلوم ہوا- برنس اور مکناٹن نے اپنے کئے کی سزا پائی جو ایک بدنصیب خاندان کے رکن کی حمایت کے لئے کابل گئے-

مین افغانستان کی تفصیلی تاریخ یا برطانیہ اعظم کے ساتھ جو لڑائیان ہوئی ہین اُن کا مفصل حال اس کتاب مین نہین لکہہ سکتا- اُس کے لئے ایک علٰحدہ کتاب چاہیئے علاوہ اس کے مستند انگریزی مورخین اس باب مین قلم فرسائی کر چکے ہین مگر یہ بات مین ضرور کہونگا کہ دوست محمد خان کو بلا وجہ اور بغیر قصور وائسرائے و گورنمنٹ ہند نے تخت سے اوتارا اور ماہ نومبر ۱۸۴۰ء مین اُنہین قید کر کے ہندوستان بہیجا اور برنس اور مکناٹن اور دوسرے لوگ جو معاملات سے بخوبی واقف تہے کسی کی ایک نہ سنی- اس بے انصافی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کابل مین انگریزون کا قتل عام ہوا- شاہ شجاع مارا گیا اور امیر دوست محمد خان افغانون کو واپس ملے- وہ ۱۸۴۳ء مین پہر کابل کے تخت پر بیٹہے اور ۹ رجون ۱۸۶۳ء تک حکومت کی اونہون نے اپنی طبعی موت سے بمقام ہرات وفات پائی جہان اونکی قبر ابتک موجود ہے- اُنکے انتقال کے وقت اُن کے بڑے بیٹے یعنی میرے والد مرحوم امیر افضل خان کی غیبت مین شیر علیخان امیر بن بیٹہا- اسکا جو کچہہ انجام ہوا وہ میری کتاب کے گذشتہ بابون مین بیان ہو چکا ہے صرف اس قدر کہنا باقی ہے کہ اوسکے زمانہ مین گورنمنٹ ہند نے سخت غلطی کی اور اوسے گورنمنٹ روس کے ساتھ مراسلت کی اجازت دی بعد ازان اوسپر اولٹا الزام رکہا- شیر علیخان بہی الزام سے بری نہین ہوسکتا اس لئے کہ اوس نے سر دربار ملکہ معظمہ کی نسبت گستاخانہ الفاظ کہے اور انگریزون کے خلاف گورنمنٹ روس سے سازش کی حالانکہ اپنے تئین برطانیہ اعظم کا سچا دوست

کہتا رہا۔ گورنمنٹ ہند اور شیر علی دونون کی غلطیون سے دوسری جنگ افغان ہوئی جسمین شیر علیخان کی فوج پسپا ہوئی اور وہ خود اس غرض سے روس بھاگ گیا کہ وہان سے اپنے لئے روسی کمک لے آئے۔ اُس زمانہ مین افغانستان اور گورنمنٹ روس کے درمیان بڑا فاصلہ تھا اور یہ ممکن نہ تہا کہ گورنمنٹ روس سرحد افغانستان پر اپنی فوج لاسکے نتیجہ یہ ہوا کہ امیر شیر علیخان اثناے راہ مین گٹھیا کے مرض سے ناچار ہو کر دل شکستہ راہی عدم ہوا۔ تب گورنمنٹ ہند نے ایک اور تیسری غلطی کی جسکی وجہ سے سر لوئی کناری تمام ہمراہیون سمیت مارے گئے۔ باوجودیکہ امیر شیر علیخان کے ہاتھون گورنمنٹ ہند کو ایسا ضرر پہونچا تہا۔ مگر اوس پر بھی گورنمنٹ ہند نے اوس کے بیٹے یعقوب کے ساتھ معاہدہ تحریری کیا۔ اور سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ یعقوب پر بھروسہ کر کے سر لوی کناری کو چند انگریزون کے ساتھ کابل بہیجدیا اور اُن کی حفاظت کے لئے کوئی معقول باڈی گارڈ بھی ساتھ نہ کیا۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند خوب واقف تھی کہ مگناٹن اور برنس کا کیا انجام ہوا اور اوس کو اس بات کا بھی علم نہ تھا کہ آیا یعقوب اتنا مضبوط ہے کہ انگریزون کی حفاظت کر سکے گا۔ یا اوس نے کناری اور اُسکے ہمراہون کے لئے وکلا ملک کی اجازت حاصل کر لی ہے کہ وہ ملک مین داخل ہون۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یعقوب قید ہوا سارے ملک مین غدر ہو گیا جسکی وجہ سے دوسری جنگ افغان کی نوبت آئی جس مین بہت خونریزی ہوئی اور روپیہ کا خسارہ اوٹھانا پڑا۔ اوسی زمانہ مین مین روس سے آکر کابل مین تخت نشین ہوا اور مین نے انگریزی فوج بحفاظت تمام افغانستان کے باہر پہونچادی۔

اس طرح افغانستان و گورنمنٹ ہند کا نقشہ کھینچکر اب مین اس معاملہ مین بحث کرونگا اور میرے ملک کو جہان تک گورنمنٹ ہند اور روس سے تعلق ہے اُس کی نسبت آیندہ حکمت عملی کی بابت اپنی راے دونگا۔ قبل اسکے کہ مین کچھ کہون اوّل مین ناظرین کو اُس نقشہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہون جو اس کتاب مین شامل ہے اور اُن تاریخی واقعات کو یاد دلانا چاہتا ہون جو



شبیہ امیر شیر علیخان

زمانہ گذشتہ مین انگلستان اور افغانستان کے تعلقات کے متعلق گذرے ہین۔ اُن سے صاف معلوم ہوگا کہ میرے دادا دوست محمد خان کے زمانہ مین جب سلطنت کمزور تھی انگریزون نے بعض شہر سرحد افغانستان سے جدا کر کے اپنے اختیار مین کر لئے بعدازان امیر شیر علیخان اور یعقوب کے زمانہ مین اُنھون نے افغانستان سے کرم خیبر پاس۔ کچھ حصہ پشین کا اور چند دوسرے مقامات لے لئے میرے زمانہ مین باوجود اس روک ٹوک کے لارڈ لینس ڈاؤن کی گورنمنٹ نے میرے عہدہ دارون کو بلند خیل وزیرستان اور دوسرے مقامات سے یہ دہمکی دیکر نکال دیا کہ اگر نہ جاؤ گے تو انگریزی سنگینون کا رخ میری طرف پہیرا جائیگا۔ اسکے علاوہ میرے ملک مین بغیر میری اجازت یا میری رعایا کی اجازت کے نیو چمن ریلوے اسٹیشن بنایا گیا گو سر ہارٹمر ڈیورانڈ کی مشن نے مجھے اس کا کچھ معاوضہ دیکر معاملات کو سلجھا دیا اور مین بالکل مطمئن اور خوش ہون کہ مجھے گورنمنٹ ہند کی دوستی سے بجائے نقصان کے بہت کچھ فائدہ ہوا ہے۔ مین نے یہ واقعات محض اس لئے بیان کئے کہ ناظرین کتاب کو معلوم ہو جائے کہ گو گورنمنٹ ہند کا یہ قول ہے کہ افغانستان کا کوئی حصہ لینا نہین چاہتی۔ مگر جب موقع آتا ہے تو چوکتے نہین۔ اور ہمارے دوست گورنمنٹ ہند نے بہ نسبت روس کے افغانستان کا زیادہ حصہ دبا لیا ہے

یہ تاریخی واقعات جو اوپر بیان ہوئے بعض انگریز مورخین اور مدبرین کی تصانیف سے لئے گئے ہین۔ اب مین اپنی قوم اور اپنے جانشینون کے لئے نصیحت کے پیرائے مین اپنی رائے ظاہر کرتا ہون میرا مقصود اس سے کسی قسم کا مکابرہ یا مباحثہ نہین ہے تاکہ یہ ثابت ہو کہ میرا بیان اور غیر ملک والے مصنفین کے مقابلہ مین زیادہ عاقلانہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو کچھ میرے دل مین ہے اوسکو عام طور پر اظہار کرنا خلاف مصلحت اور دانشمندی سے بعید ہے مین صرف کنایۃً کچھ کہونگا میرے جانشینون کو چاہیے اُس سے نتیجہ نکال لین۔ العاقل تکفیہ الاشارہ؀

غیرملکون مین یہ دستور ہے کہ جب پارلیمنٹ یا کونسل وغیرہ کا افتتاح ہوتا ہے تو حسب دستور بادشاہ کی طرف سے ایک اسپیچ دیجاتی ہے جس مین یہ بیان ہوتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کے تعلقات اور گورنمنٹون کے ساتھ نہایت مخلصانہ اور دوستانہ ہین - اگرچہ دل مین خوب جانتے ہین کہ بعض گورنمنٹون کے ساتھ قطعی عداوت اور نفرت ہے - اس کا نام ڈپلومیسی یا حکمت عملی رکھا ہے -

مین ڈرتا ہون کہ اگر مین یہ طریقہ اختیار کرون اور اس طرح کے ذووجہین جملے منہ سے نکالون تو میرے مخاطب سمجھہ نہ سکین گے - بلکہ دہوکہ مین آجائین گے مجھے چاہیئے کہ جو کچہ کہون بالکل صاف اور بے لگاؤ ہو - اوس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس پر سب کے دلون کے راز ہویدا ہین اور جو دشمنون کے دلون کو نرم کرکے دوست بنا سکتا ہے بقول شاعر

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

الحمدللہ کہ میری گورنمنٹ کے تعلقات انگلستان - روس - ایران - اور چین کے ساتھ مخلصانہ اور اطمینان بخش ہین فی الحال نہ خصومت کی کوئی وجہ ہے اور نہ جنگ کا اندیشہ ہے - ہمارے ان دوستون مین کسی کے پاس کوئی دستاویز یا تحریری ثبوت نہین جس کے ذریعہ سے وہ گورنمنٹ افغانستان پر بدعہدی کا الزام رکہہ سکین البتہ جو افواہین وقتاً فوقتاً اوڑا کرتی ہین - مین انکا ذمہ دار نہین ہون اور نہ کوئی غیر سلطنت افغانستان پر یہ الزام لگا سکتی ہے - کہ اوس نے خود کوئی چھیڑ چھاڑ کی گو مجھے یقین نہین کہ کوئی گورنمنٹ میری گورنمنٹ سے مخالف ہے مین نے ابتدا رتخت نشینی سے آجتک نہ کبھی کوئی خوف ظاہر کیا اور نہ بزدلاپن - مین نے اپنی جوار کی سلطنتون مین سے کسیکی خوشامد کرکے اپنی قوم کو یا اپنے تیئن کبھی ذلیل نہین کیا - مین نے کسی سلطنت کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لئے اوسکی ساتھ بیجا رعایت نہین کی مین نے کسی سلطنت کے ساتھ ایسے وعدے نہین کئے جسکا ایفا کرنا میرے اختیار سے باہر ہو جیسا کہ اگلے امیرون نے کیا - مین نے اپنے پاک نبی کے

حکم کی پوری پابندی کی خیرالامور اوسطہا - اگر کوئی گورنمنٹ یا عہدہ داران گورنمنٹ میرے
ساتھ اخلاق سے پیش آئے تو مین نے بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا - اگر میرے
ساتھ بے تہذیبی کیگئی تو مین نے بھی اوس کا ویسا ہی جواب دیا - اور اوسکے ساتھ ہی
یہ خیال رکھا کہ میرا سلوک حد سے تجاوز نہو - مین ہان باتون کو حقارت کی نظر سے دیکھتا رہا

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر
کمان چو تن بہ کشیدن دہد کبادہ شود

مین کسی خاص سلطنت کا نام نہین لینا چاہتا مگر اشارتاً مین اپنے لوگون کو آگاہ کرتا ہون
تاکہ وہ مختلف سلطنتون کے اوصاف مین امتیاز کرسکین - بعض سلطنتون کی مثال جونک
کی سی ہے جو برابر خون پیئے چلی جاتی ہے یہان تک کہ انسان ہلاک ہوجاتا ہے مگر
اوسے کوئی درد یا تکلیف نہین محسوس ہوتی اور بعض مثل بھڑ کے ہین کہ جسکے کاٹنے سے
تکلیف تو بہت ہوتی ہے مگر جان جانیکا خطرہ نہین - بعض سلطنتین لڑ کے نئے ملک
فتح کرتی ہین اور بعض دغابازی مکاری اور فتنہ سازی کے ذریعہ سے ملک کے سردارون
مین نفاق ڈالکر آپ الگ رہتی ہین اور اُن بیوقوفون کے باہمی جھگڑون سے فائدہ
اٹھاتی ہین - ایسی سلطنتون کے ساتھ معاملت رکھنا بہت دشوار ہے اُن سے بمقابلہ
اُن سلطنتون کے بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو کھلم کھلا حملہ کرکے
ملک فتح کرنا چاہین - یہ ایک نہایت پیچیدہ اور نازک معاملہ ہے مین اپنے لوگون کو یہ مشورہ
دونگا کہ وہ اپنے کل معاملات مین بہت ہوشیار اور متنبہ رہین - میرے لوگ کبھی آپس
مین نااتفاقی نہ کرین ورنہ وہ اپنے ہمسایون کی حیلہ سازی کا شکار ہوجائین گے اور اُنکے
ہمسائیون کو انکے باہمی جھگڑون سے دست اندازی کا موقع ملیگا - اب اور آگے بڑھنے
سے پہلے مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ جو لوگ مجھسے اچھی طرح واقف نہین وہ مجھے ظالم - روپیہ کا
لالچی اور مزاج کا سنکی کہتے ہین اور مین اس بات کو اچھی طرح جانتا ہون - ان الزامات کا

جواب جو مجھ پر لگائے جاتے ہین بہت سے اہل قلم جو مجھے اچھی طرح جانتے تھے لکھہ چکے ہین مثلاً سر ویسٹ رجوے - سر لیپل گریفین وغیرہ جو بڑے واقف کار عہدہ دار گنے جاتے ہین - اُنھون نے اس بارہ مین یہ کہا ہے اور صحیح کہا ہے کہ گو امیر سختی سے حکومت کرتے ہین مگر اونکا یہ فعل جائز ہے اس لئے کہ اونہین حکومت بھی ایسے لوگون پر کرنا ہوتی ہے جو بڑے سرکش ہین سر الفرڈ لائل نے ان اشعار مین میری حالت کی تصویر کھینچی ہے -

راہ دکھلاتی ہے مالک کی مشیت اور کچھ
کافرون سے کیا اعانت لیکے مین ذی ہون
اوس سے بڑھکر مستحق تائید غیبی کا نہین
جو مصیبت آس پہ ہے کب ہے وہ عالم مین کہین
دیکھتا ہون مین جہانتک کام کرتی ہے نظر
چوٹیون پر جن پہاڑونکی ہین تیغ ہین شعلہ زا
جس قدر وادی ہین سب شاداب سیراب ہین
لوگ اپنے دل مین کہتے ہونگے جنت ہے یہ ملک

بندہ عاجز ہے سر تسلیم ہے ہر وقت خم
کیا سمجھ کے منہ مین اژدر کے بھلا رکھون قدم
سابقہ جسکو پڑے کابل کے حل و عقد سے
حکمران جو قوم افغانون پر ہو دم بھر کے لئے
قلعۂ کابل سے لیکر دامن کہسار تک
برف کی جن کو ہسارون سے نمایان ہے چمک
چھپ گئے ہین داربست تاک سے میدان سب
سچ اگر پوچھو تو دوزخ کا سا مجھپر ہے تعب

اگر مین اس اصول کو بدل کر کوئی نرمی کی راہ اختیار کرون تو یہ معترض کیا کہین گے۔ اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو اب خیبر پاس مین ہو رہا ہے جہان ابتک مسافر بغیر ایک قوی باڈی گارڈ ہمراہ لئے سفر نہین کر سکتے - حالانکہ وہ مقام ساٹھ برس سے انگریزون کے قبضہ مین ہے اب تک مسافرون اور کاروانون کو لٹنے اور مارے جانے کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔ مگر میری تمام قلمرو مین کہین کاروانون کو سفر کرنے کے لئے گارڈ کی ضرورت نہین ہوتی ۔ صرف یہانتک کہ انگریزون کی شب و روز آمد و شد رہتی ہے مگر کہین خطرہ کا نام نہین حالانکہ کوئی باڈی گارڈ انکے ساتھ نہین رہتا جب مین اپنے ملک کی آمدنی کو تحصیل کرتا ہون تو مجھپر طمع کا الزام لگایا جاتا ہے - اب مین یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین عہدہ دارون اور دوسرے چوردن کو

ملک کی مالگذاری چکہ جانے دون تو میرے معترض دوست میری فوج کی تنخواہ اور ملک کے اخراجات کے لئے کچہہ روپیہ دے سکین گے۔ مین کسطرح مزاج کا شکی نہون اِس لئے کہ جب مین افغانستان کے گذشتہ تاریخی واقعات یاد کرتا ہون تو مجھے خواہ مخواہ بدگمانی ہوتی ہے مثلاً مین دیکھتا ہون کہ گذشتہ زمانہ مین یہان کے اکثر بادشاہ قتل ہوئے یا بے انصافی کے ساتھ تخت سے اوتارے گئے اور دغابازی کے ساتھ قید کئے گئے اور یہ سب کچھہ اونہین اندرونی اور بیرونی دوستون کے ہاتھون ظہور مین آیا۔ سعدی شیرازی کا حسب ذیل قطعہ اپنے حسب حال ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم	ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد	وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اس قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے ہمسایون کے سلوک کی وجہ سے مجہپر اور ان لوگون پر جو امن جو ہین الٹا اثر پڑا۔ ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے خودغرض لوگون سے گھرا ہوا ہو جو اس بات کے منتظر ہون کہ موقع پاتے ہی افغانستان کا کوئی ٹکڑا لے بھاگین تو کسطرح ممکن ہے کہ وہ بدگمان نہو۔ اونکی حالت بالکل چورون کی سی ہے جو کسی دربان کو تاک رہے ہون۔ ادہر اوسکی آنکھین بند ہوئین اودہر وہ گھر مین گھس گئے۔ اگر اتفاق سے وہ جاگ پڑا اور پوچھا کہ کیا کرتے ہو تو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ کچھہ نہین دل لگی تھی۔ ہم تو تمہارے دوست ہین۔ اگر دربان کی نظر چوک گئی تو یہ دوست ایسے ہی دل لگی دل لگی مین مال لیکر چلدیتے ہین ہمیشہ بدگمان رہنا ہمیشہ دغابازی یا قتل کے اندیشہ سے کثیر الحذر رہنا کوئی خوشگوار زندگی نہین ہے مگر جس حالت مین مین ہون اس کے لئے یہ سب باتین ضروری ہین۔ مین اکثر اپنے دوستون سے اور اہل دربار سے یہ کہا کرتا ہون کہ ہم سبھون کی

کیسی کمبخت زندگی ہے۔ جب تک تم لوگ میرے سامنے رہتے ہو مین تمھین بغور دیکھتا رہتا ہون
کہ کہین تم مین سے کوئی اپنی حماقت کی وجہ سے مجھپر حملہ تو نہین کرتا۔ بخلاف اس کے تم لوگون کو
بھی اس قدر تشویش رہتی ہے کہ تمھاری بی بیان اور بچے تمھارے گھرون مین تمھارے
انتظار مین اس بات کے متردد رہتے ہین کہ دیکھا چاہیے تم مین سے کون زندہ اور سلامت
گھر واپس آتا ہے اور کون اپنے اعمالون کی سزا مین یا اپنے دوستون کے ساتھ سازش
کرنے کے صلہ مین پھانسی پاتا ہے۔ سعدی فرماتے ہین۔

شب رحیل و لے ترک جان بباید گفت		خوش است زیر درختان براہ بادیہ خفت

اب مین اس معاملہ مین زیادہ بحث کرکے وقت ضایع کرنا نہین چاہتا۔ صرف اس قدر اور کہونگا
کہ گو ہر گورنمنٹ مین بھلائی اور برائی دونون ہوتی ہین اور اعتراض و نکتہ چینی کے لیئے تو بہت
گنجایش ہے مگر سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ کوئی غلطی نہ کرے اس مین شک نہین کہ جو
گورنمنٹ ایسے ارکین سے مرکب ہو جو ملک کی رعایا سے منتخب ہوئے ہون وہ بہت
ہی عمدہ گورنمنٹ ہوگی۔ مگر جن اقوام پر غیر قومین حکمران ہون اونمین غلط فہمی ضرور ہوگی اس لیئے
کہ جب حاکم یا محکوم دو مختلف قومون سے ہون تو اونکے خیالات بھی مختلف ہونگے۔
پس مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مین اپنے لوگون کو بہ نسبت اور ملک کے حکمرانون سے بہتر
جانتا ہون

کابل مین اور ملکون کی سفارت اور دوسرے ملکون مین کابل کی سفارت کا قائم ہونا

چونکہ افغانستان ایک خودمختار سلطنت ہے اور آیندہ بہت کچھ ترقی کرنیوالا ہے اس لیئے
ضرور ہے کہ اوسکی سفارت کل غیر سلطنتون مین قائم ہو اور غیر سلطنتون کے سفیر کابل مین آئین

مگر جس طرح اور چیزون کے لئے ابھی وقت کا انتظار ہے اسیطرح اِس بات کے لئے بھی ابھی
افغانستان کو ذرا تامل کرنا چاہیے مین اپنے بیٹون کو۔ اپنے جانشینون کو اپنی قوم کو یہ نصیحت
کرتا ہون کہ ہمیشہ اس بات کی کوشش مین رہین تاکہ ایک دن یہ مقصد پورا ہو اور میرے
دل کی آرزو برآئے۔ اس بات مین جو فوایدیا نقصانات ہین۔ مین اُن مین سے چند یہان
بیان ہون۔ ایک معنون مین تو افغانستان اس وقت کئی وجوہ سے دنیا مین ایک نہایت
خود مختار اسلامی سلطنت ہے۔ مثل اور بعض اسلامی سلطنتون کے وہ مجلس شورہ دول
یورپ کی اذیت وہ حکومت کی تابع نہین ہے بلکہ آزاد ہے۔ اوسپر دول خارجہ کے عہد و
پیمان کا کوئی بار نہین ہے۔ اوسے نہ کوئی تاوان بھرنا ہے اور نہ کوئی قومی قرضہ ادا کرنا ہی
جسکی وجہ سے وہ سامان جنگ خریدنے سے پہلے غیر سلطنتون کو اور نئے اجارے دینے
پر مجبور ہو۔ انگلستان نے ایمانا عہد کیا ہے کہ افغانستان کی خود مختاری کو کل حملہ آورون کے
مقابلہ سے بچائیگا مگر باوجود ان سب باتون کے انگلستان میرے ملک کے اندرونی مصالح
ملکی مین دخل وغیرہ کا مجاز نہین ہے انگلستان کے ساتھ یہ بھی عہد ہے کہ ہر سال میرے دربار
مین ایک مسلمان سفیر بھیجا کرے اور ضرور ہے کہ یہ مسلمان سفیر ہندی نژاد ہو اور اُس کا تقرر
بھی میری منظوری یا نامنظوری پر منحصر ہے۔ یہ اختیار انگلستان نے دنیا مین کسی اور اسلامی
سلطنت کو نہین دیا ہے اور دنیا مین کسی سلطنت کو یہ حق نہین کہ افغانستان کے اندرونی یا
بیرونی معاملات مین دخل دے۔ البتہ برطانیہ اعظم کے ساتھ صرف یہ شرط ہے کہ افغانستان
غیر سلطنتون کے ساتھ جو کچھ مراسلت کرے اُس کی اطلاع برطانیہ اعظم کو دیتا رہے۔
غرض جس حالت مین کل اسلامی سلطنتون کی سفارت غیر ملکون مین قایم ہے کوئی وجہ نہین
کہ افغانستان اس سے مستثنیٰ کیا جائے۔
میرے لوگ بغیر سمجھے بوجھے کہین میری نصیحت کے خلاف عمل نکر بیٹھین۔ اس سے میری
غرض یہ ہے کہ فی الحال مین ہرگز اس بات کو گوارا نکرونگا کہ غیر ملک کے سفرا میرے یہان

آئین اس لئے کہ ابھی سفارت قایم ہونیکا وقت نہین آیا ہے تو غیر ملک کے سفراکو ابھی سے کابل مین بلانا سخت غلطی ہے اس لئے کہ جب تک ہم اس قدر قوی نہ ہولین کہ غیر سلطنتون کے حملہ سے اپنے تئین بچا سکین اُس وقت تک غیر ملک کی سفارت اپنے یہان قایم کرنا حماقت ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ریل اور تار کے پہلو بہ پہلو رہیگا۔ جب کہ ملک مین کماحقہ فوجی سامان درست ہوجائین گے۔ دوسرا خطرہ اس قسم کی سفارت قایم ہونے سے یہ ہے کہ میرے لوگ ابھی ایسے تعلیم یافتہ نہین ہین جو اپنی اچھائی اور برائی سمجھہ سکین۔ اُن مین ابھی اتنی حب الوطنی نہین آئی ہے۔ جو اپنے ہم قوم وہم ملت حکمران کی قدر وقیمت سمجھہ سکین اگر غیر ملک کی سفارت یہان قایم ہوئی تو یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ میری رعایا کو ترغیب دیکر جھوٹی افواہین پھیلائین گے۔ بعد ازان میری گورنمنٹ کے خلاف غیر عدالتون مین اُن سے استغاثہ دلائین گے اور خود جج بنکر اوسکا فیصلہ کرنے کو تیار ہونگے حالانکہ جن جھگڑون کا فیصلہ کیا جائیگا اوس کے بانی وہ خود ہونگے اور میرے ملک کو تقسیم کرنیکی غرض سے یہ فتنہ برپا کرینگے۔ تیسرا خطرہ اس سفارت سے یہ ہے کہ ملک مین سازش پھیلے گی۔ اور مختلف قبیلون کو آپسمین لڑانے کی فکر کیجائے گی تاکہ ملک منقسم ہوجائے۔ اسکے علاوہ یہ اندیشہ ہے کہ ہر ایک سلطنت کچھہ نہ کچھہ اجارہ چاہے گی۔ اور مختلف معاملات کی نگرانی کا دعوی کرے گی۔ الغرض اگر انہنے موقع دیا تو وہ ہر طرح پر ملک مین دخیل ہونگے۔ غرض یہ چیز ملک کی ترقی مین بہت مانع اور حارج ہوگی۔ البتہ جب رعایا اس بات کے لئے پوری تیار ہوجائے تب سفارت قایم ہونے مین کچھہ مضائقہ نہین۔

مگر آیندہ جب افغانستان اعلی درجہ کی ترقی کرلے اور اپنے دشمنون کے مقابلہ مین کافی فوج میدان جنگ مین لاسکے اور اوسکے مدبر ایسے تعلیم یافتہ اور فن سیاست مین اس قدر تجربہ کار ہولین کہ غیر سفرا کی سازشون کا تدارک کرسکین تب البتہ وہ وقت ہوگا کہ غیر ملک کے سفیر یہان بلائے جائین۔ اس سفارت سے بہت فواید بھی حاصل ہونگے مثلاً اگر غیر سلطنتون کے سفیر

افغانستان مین مقرر ہوے تو کسی سلطنت کی یہ مجال نہوگی کہ افغانستان پر دست اندازی کرے یا بغیر معقول وجہ بیان کئے افغانستان سے لڑے۔

علاوہ برین افغانستان کے سفرا جو غیر ممالک مین جائینگے آنہین بہت تجربہ حاصل ہوگا اور یہ چیز میری قوم کے لئے عموماً بہت مفید ہوگی اِس لئے کہ مختلف اقوام کے لوگون سے میرے لوگون کو سابقہ اور اُن سے ربط ضبط بڑہیگا۔ اس سے تجارت کو بھی بہت ترقی ہوگی۔

سیّاح اور اہل دول میرے ملک کی فضا اور پیداوار کیطرف مائل ہونگے۔ ملک مین جس قدر زیادہ دولت مند لوگ ہون اوتنے ہی کم بلوہ اور فساد کا اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ اہل دول ہمیشہ یہ چاہتے ہین کہ امن قایم رہے تاکہ اونکے مال و اسباب کی حفاظت ہو۔

اس سفارت سے ایک اور فائدہ یہ ہوگا کہ دنیا کی نظرون مین میری گورنمنٹ کی وقعت اور شہرت بڑہیگی۔ مشرقی شہنشاہ بہ نسبت کسی اور چیز کے اپنی عزت اور توقیر کی زیادہ قدر کرتے ہین۔

ہم جانتے ہین کہ دنیا ایک دن مین نہین خلق ہوئی۔ خدا نے سارے عالم کو ایک ہفتہ مین خلق کیا تاکہ ہمارے لئے ایک مثال ہو اور ہم بھی اپنے کامون مین استقلال اور صبر سے کام لین۔ پہلے ہم نے یہ معقول انتظام کیا کہ گورنمنٹ ہند کی طرف سے ایک ہندی مسلمان ایلچی ہمارے ملک مین آئے۔ اور اُس کے عوض مین ہمارا سفیر گورنمنٹ ہند کے یہان جاے لیکن اب یہ امر نہایت ضرور ہے کہ ہمارا سفیر کورٹ آف سینٹ جیمس مین بھی متعین ہو۔ مین نے اس بارہ مین کئی کوششین کین چنانچہ ایک کوشش ۱۸۹۵ء مین کی گئی جب مین نے اپنے بیٹے نصر اللہ خان کو اس غرض سے انگلستان بھیجا۔ اس کوشش کی ناکامیابی سے مجھے بہت زیادہ ملال ہوا خیر اب اس معاملہ مین زیادہ طول دینا عبث ہے۔

مین اپنے بیٹونکو اور جانشینون کو یہ نصیحت کرتا ہون کہ وہ دولت برطانیہ کے اس

انکار سے زیادہ ملول نہون اور ایک عاشق کی یہ حکایت یاد رکہین جو ہر روز اپنے معشوق کے ہاتھ سے ایک شیرین خربوزہ پاتا تھا۔ اوسکی معشوقہ بڑے تکلف سے چھوٹی چھوٹی قاشین کاٹ کر ایک خوبصورت پلیٹ مین رکہتی تھی اور جب وہ آتا تھا اوس کے سامنے پیش کرتی تھی۔ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ غلطی سے ایک تلخ خربوزہ اوسکے ہاتھ لگا اوسنے خود اوسے چکھا نہ تھا حسب معمول اوسکی قاشین کاٹ کر اپنے عاشق کے سامنے پیش کین وہ اوسے کہانے لگا۔ مگر کوئی کلمۂ شکایت زبان پر نہ لایا۔ جب صرف ایک قاش پلیٹ مین باقی رہگئی اُس وقت حسب اتفاق اوسکا ایک دوست وہان آگیا اور اُٹھا کر کہانے لگا جب اُسے کڑوی معلوم ہوئی تو اپنے دوست سے کہنے لگا۔ کہ تمنے اپنی معشوقہ سے اس خربوزہ کی کڑواہٹ کی شکایت کیون نہ ظاہر کی۔ اوس نے جواب دیا کہ ”بہائی مہینون ہر روز میٹہے خربوزے کہائے۔ آج ایک دن کے لئے کڑوے خربوزے کی شکایت کرنا بڑی ناشکری کی بات ہے۔ اس چیز سے اوسکی معشوقہ کے دل مین اور زیادہ جگہ ہوئی ملکہ معظمہ وکٹوریہ اور اونکے اہل خاندان اور گورنمنٹ نے میرے اور میرے اہل خاندان اور میری گورنمنٹ کے ساتھ بہت کچہہ احسانات کئے ہین۔ پس ہمکو بہی چاہیئے کہ ایک جواب تلخ سے ناراض نہون۔ لندن مین افغانستان کی سفارت کا قائم ہونا نہ صرف افغانستان کے لئے مضر ہے بلکہ انگلستان کے لئے بہی خطرناک ہے اگر زیادہ نہین تو اوسی قدر جتنا کہ افغانستان کے لئے خطرناک ہے۔

افسوس ہے کہ انگلستان سرحد ہندوستان کی حفاظت کو ایک کہیل سمجہتا ہے حالانکہ اگر دیکہا جائے تو ہندوستان کی بدولت انگلستان ایک سلطنت عظیم الشان ہوگیا۔ سارا عالم واقف ہے کہ صرف انہین ملکہ معظمہ کے عہد مین شہنشاہ کا خطاب اختیار کیا گیا اور گورنمنٹ برطانیہ ایک امپریل گورنمنٹ کہلائی۔ جب ہندوستان پر قبضہ ہوا تب انگلستان کا درجہ ہالینڈ اور دوسری چھوٹی سلطنتون سے بڑہا ہے اگر ہندوستان برطانیہ اعظم کے ہاتھ سے

نکل گیا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ شہنشاہی گئی - اس صورت مین برطانیہ اعظم کو چاہیئے کہ ہرطرح پر
ہندوستان کی حفاظت کرے اور اوسے غیر سلطنتون کے حملون سے بچائے - باوجود
ان سب باتون کے اہل انگلستان ہندوستان کے حالات سے اس قدر کم واقف ہین اور
ہندوستان کے معاملات مین اسقدر کم توجہ رکھتے ہین جس سے خواہ مخواہ یہ خیال پیدا
ہوتا ہے کہ اون لوگون کا یہ بیان قرین قیاس ہے جو یہ کہتے ہین کہ انگلستان کو ہندوستان
کی کچھ پروا نہین - وہ اِس قابل نہین کہ انگلستان اُس کے لئے اتنا دردسر گوارا کرے
اوس کا جو کچھ حشر ہونا ہو - ہو جائے انگلستان اوسے اُس کی قسمت پر چھوڑ دیگا -
مین چاہتا ہون کہ اہل برطانیہ کو ہرگز ایسا خیال نہو اور خدا نہ کرے ایسا ہو کیونکہ اگر اہل
برطانیہ نے ہندوستان کو چھوڑ دیا تو اونکے پاس تو اور ملک موجود ہین مگر اُن ریاستون کا
کیا حشر ہوگا جنھون نے اور سلطنتون سے قطع تعلق کرکے برطانیہ اعظم کی حمایت پر بھروسہ کیا
ہے - اگر اونکا ملک ہمسایون نے چھین لیا تو اونھین پاؤن ٹکانے کو کہین ٹھکانا نہ ملیگا لیکن
اگر بدقسمتی سے انگلستان کا یہی ارادہ ہے کہ ہندوستان کو یونہین چھوڑ دے اور اوسکی
حفاظت کے لئے نہ لڑے تو اس صورت مین بہتر ہوگا کہ بہت جلد وہ اپنے دوستون کو اِس
ارادہ سے آگاہ کرے تاکہ وہ اپنی حفاظت کا کوئی معقول بندوبست کرلین مین نہین سمجھتا کہ
روس کو افغانستان کے ساتھ کوئی عناد ہے - وہ اسے محض ہندوستان کا سدراہ سمجھتا ہے
اور فی الحقیقت اگر روس نے کبھی افغانستان پر حملہ کیا تو وہ حملہ محض اسیوجہ سے ہوگا خیر
مین اس مسئلہ پر دوسری جگہ بحث کرونگا -

جو مضامین افغانستان کے متعلق وقتاً فوقتاً اخبارون مین اور رسالون مین شائع
ہوتے ہین یا وہ اسپیچین جو بعض ممبران پارلیمنٹ افغانستان کے متعلق دیا کرتے ہین -
اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ میرے ملک سے محض لاعلم ہین اور میرے ملک کو جو
ہندوستان سے تعلقات ہین اوس سے بھی واقفیت نہین رکھتے اور میری دوستی

کی قدر بھی نہین جانتے مثلاً روس ہر قسم کی کوشش کر رہا ہے کہ بر مشرق مین انگلستان سے دوش بدوش ہوجائے اور اوسکی سرحد ہندوستان کی سرحد سے ملجائے مین ممبران پارلیمنٹ کی اسپیچین پڑھ کر کبھی ہنستا ہون اور بعض وقت افسوس کرتا ہون۔ آن اسپیچون سے آن کی جہالت اور لاعلمی ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہین" ہمکو چاہیئے کہ افغانستان کو اپنی راہ مین حائل نہونے دین" "ہمکو چاہیئے کہ اپنی ریل روس کی ریل سے ملادین" "ہمکو چاہیئے کہ اس غیر مہذب مقام کا نام مٹا دین" "ہمکو چاہیئے کہ کوہ ہندوکش کی ایک طرف قندہار تک اپنا عمل و دخل کرلین اور دوسری طرف روس کو دیدین" افسوس ہے کہ روس کے یہ سچے دوست امن کے بانی۔ برطانیہ اعظم کے نادان دوست یہ نہین سمجھتے کہ وہ جو کچھہ کہہ رہے ہین اوس سے سراسر انگلستان کا نقصان اور روس کا فائدہ ہے۔ روس کی تو یہی تمنا ہے کہ جو وہ کہہ رہے ہین۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب دو قومین ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف نہین ہوتین اور آپسمین ربط ضبط نہین بڑھاتین تو غلط فہمیون کا واقع ہونا ایک لازمی چیز ہے اور یہ غلط فہمیان دوستانہ تعلقات اور مخلصانہ معاملات کے لئے سخت مضر ہین۔ تمدنی کارروائیون سے کچھہ کام نہین نکلتا جس حالت مین کہ بدگمانی پھیلی ہو اس لئے کہ جو لفظ منہ سے نکلتا ہے وہ شبہہ اور بدگمانی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اوسمین غلط معنی پہنائے جاتے ہین۔ پس اہل افغانستان اور برطانیہ اعظم کا باہمی ربط ضبط کسطرح ممکن ہے جب اراکین سلطنت بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ گورنمنٹ ہند ہمیشہ اس کوشش مین ہے کہ اونکو الگ رکھے اور افغانی سفارت نہ قایم ہونے دے۔

ابھی اس بات کے لئے بہت عرصہ درکار ہے کہ افغانستان اس قابل ہو کہ انگلستان کے سوا دوسری سلطنتون کے سفرا کو کابل مین قیام کی اجازت دے یا اپنے یہان کے سفرا سوائے لندن کے اور ملکون مین بھیجے۔ جہان تک انگلستان سے تعلق ہے یہ چیز اوسکے تعلقات اور ربط وضبط افغانستان کے ساتھہ بڑھانے مین اور زیادہ معین ہوگی۔ اس سے

وہ اتحاد مضبوط ہوگا جو بالفعل قایم ہے اس سے ساری بدگمانیان اور شکوک رفع ہوجاینگے
اس سے افغانون کو برطانیہ اعظم کی قوت کا صحیح اندازہ معلوم ہوگا اور اُس کی تعلیمی ترقی اور
ایجادون سے واقف ہوجائینگے۔ اس سے نوجوان افغانون کو جرات ہوگی کہ تحصیل علم
کے لئے یورپ اور انگلستان جائین۔ اون کی تعلیم کے لئے گویا راہ کہل گئی۔ اس سے گورنمنٹ
انگلستان کو شرقی معاملات اور شرقی حکمت عملی کا صحیح علم ہوگا اور اُن غلط بیانات کی
تردید ہوجائے گی جو غیر ملکیون مین ہماری قوم سے بدگمانی کا باعث ہین۔ اس سے دنیا
کی نظرون مین بالخصوص دوسرے اسلامی بادشاہون کی نظرون مین افغانستان کی وقعت
بڑہیگی اور وہ ایک خودمختار سلطنت مانا جائے گا۔ گو خود برطانیہ اعظم درحقیقت اب بھی
اوسے ایک خودمختار سلطنت تسلیم کرتی ہے پھر کوئی وجہ نہین کہ عملاً اوسے ایسا کیون نہ تسلیم
کرے۔ جہان تک مجھے تجربہ ہے مین کہہ سکتا ہون کہ جب کبھی مین نے بڑی دشواری سے
اپنے خطوط اراکین سلطنت انگلستان تک پہونچائے تو ہمیشہ مجھے نہایت نرم مگر مستحکم
الفاظ مین یہ جواب ملا کہ اپنا معاملہ گورنمنٹ ہند سے رجوع کرون۔ کیا خوب بات ہے کہ جو
شخص کسی جج کے خلاف شکایت پیش کرے اُس سے یہ کہا جائے کہ اوسی جج کے سامنے
اپنا معاملہ لیجاؤ۔

گو انگریز مصنفین اور مدبرین سب ایک زبان ہین کہ افغانستان کے ساتھ جنگ کرنا غلطی
ہے۔ مگر جب اُنکے وائسرائے کی وجہ سے جنگ چھڑ جائے تب اُسکا تدارک لاحاصل ہے
اسلئے کہ لنڈہکے ہوئے دودہ کو بچانا بے فائدہ ہے۔ سعدی کہتے ہین۔

انچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از خرابیٔ بسیار

زہر کہا کر تریاق کے لئے طبیب کے پاس جانے سے بہتر یہ ہے کہ زہر ہی نہ کہائے جو تغیرات
انگلستان کی حکمت عملی مین افغانستان کی نسبت واقع ہوئے ہین اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ اہل انگلستان کبھی اس بات کو نہ سمجھے کہ افغانستان کے ساتھ کیسے تعلقات رکھنا چاہئے
مین بالتفصیل تو سارے معاملات نہین بیان کرسکتا مگر چند ضروری تغیرات کا ذکر کرتا ہون
پہلا تغیر میرے دادا دوست محمد خان کے زمانہ مین واقع ہوا جب اونہون نے افغانستان
کے شاہی خاندان کے خانگی جھگڑون مین دخل دیا اور ایک شخص کو تخت پر بٹھایا اور دوسرے
کو تخت سے اوتارا اوسوقت انگریزون نے یہ کوشش کی کہ میرے دادا دوست
محمد خان کو تخت سے اوتار کر قید کرلین حالانکہ دوست محمد خان سے اونکو کوئی ضرر
نہ پہونچا تھا۔ تو اوس فعل کے وہ کسی طرح مجاز نہ تھے۔ علاوہ برین یہ اصول راست بازی و
انصاف سے بعید تھا کہ افغانون کے خلاف مرضی محض انگریزی سنگینون کے زور سے شاہ
شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ اس اصول کا انجام یہ ہوا کہ انگریزی فوج کابل مین مبتلا ئے بلا ہوئی
اس کارروائی سے اُنہون نے یہ سبق حاصل کیا کہ تخت کابل کے دعویدارون کے خانگی
جھگڑون مین کبھی دخل نہ دینا چاہیئے۔

دوسرا تغیر یہ ہوا کہ انگریزون نے متواضع اور غیر عامل اصول اختیار کئے یعنی افغانستان
کو یونہین چھوڑ دیا۔ اس اصول کو انگریز لوگ ایک قوی اصول کہتے ہین مگر میری راے مین ایک
کمزوری اور بزدلے پن کا اصول تھا۔ امیر شیر علیخان کو روس کے اختیار مین دیدیا جسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری جنگ افغان کی نوبت آئی۔ یہ عجیب بات ہے کہ انگلستان نے روس
سے یہ نہ پوچھا کہ خلاف معاہدہ اوس نے شیر علی کو کیون پناہ دی اور افغانستان
کے معاملات مین کیون مخل ہوا بلکہ شیر علی کو اور الٹی سزا دی حالانکہ اوسنے حسب الحکم لارڈ
لیٹن جنرل کاف مین کے ساتھ مراسلت کی تھی۔ مین یہ نہین کہتا کہ امیر شیر علی عہد شکنی
کے الزام سے بری تھا مگر یہ ضرور کہونگا کہ گورنمنٹ ہند کی کمزور اور متزلزل اصول کی بدولت
یہ بات ظہور مین آئی یا دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہیئے کہ گورنمنٹ ہند نے افغانستان کو
اوس کی قسمت پر چھوڑ دیا۔

تیسرا تغیر یہ واقع ہوا کہ لارڈ لیٹن نے افغانستان کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑون مین منقسم کرنے کی کوشش کی اور چاہا کہ قندہار اور بعض دوسرے صوبے برطانیہ اعظم کے قبضہ مین آجائین۔ اور ملک کے دوسرے حصے اور حکمرانون مین تقسیم ہو جائین مگر یہ تجویز ناپسند ہوئی لیکن یہ پیشرو اصول جسے فارورڈ پالسی کہتے ہین۔ لارڈ لیٹن کے منصوبہ کا نتیجہ ہے۔
اوسکے بعد جو چوتھا اصول اختیار کیا گیا وہ یہ ہے کہ افغانستان کو سلطنت ہند کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط سد راہ اور خود مختار سلطنت بنا رکھین اس لئے کہ وہ روس اور ہندوستان کے درمیان حائل ہے۔ مین خوش ہون کہ گورنمنٹ انگلستان اور گورنمنٹ ہند دونون بالفعل اسی اصول کے پابند ہین اور یہ ایک دانشمندانہ اصول ہے مگر افسوس ہے کہ جیسی چاہیئے ویسی اسکی پوری طور سے پابندی نہین کیجاتی۔
لنڈن مین میری سفارت قایم ہونے کے خلاف جو وجوہ بیان کئے جاتے ہین وہ اتنے ہین جتنے کہ اینگلو انڈین کے منہ مین زبانین بلکہ کچھ اور زیادہ اس لئے کہ انگلستان مین بھی چند لوگ فارورڈ پالسی (اصول پیشردی) کے موید ہین مین اُن مین سے چند وجوہ کا ذکر کرتا ہون۔
اولاً مجھسے یہ کہا جاتا ہے کہ لنڈن مین اپنا وکیل نہین رکھ سکتا اسلئے کہ پھر روسی سفیر کابل مین رکھنا ہوگا۔ مجھے اس کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی اس لئے کہ میرا سفیر گورنمنٹ ہند کے وہان اور گورنمنٹ ہند کا سفیر میرے یہان موجود ہے اور کوئی روسی سفیر کابل مین نہین اسکے علاوہ برطانیہ اعظم کے ساتھ جو مین نے معاہدہ کیا ہے اوس مین صاف یہ شرط موجود ہے کہ بجز انگلستان کے مین کسی غیر سلطنت کے ساتھ کچھ تعلقات نہ رکھونگا۔ پس نہ روس اور نہ کسی اور سلطنت کو کوئی حق ہے کہ مجھے اپنی سفارت کے لئے مجبور کرے۔ اور محض اس بنا پر کہ مین نے اپنا ایک سفیر لنڈن مین رکھا ہے۔ مین نے کسی غیر سلطنت کے ساتھ نہ کوئی معاہدہ کیا ہے اور نہ اس قسم کا کوئی وعدہ کیا ہے کہ اگر مین اپنا سفیر لنڈن مین رکھونگا تو وہ

مخل ہونگے۔ اگر مین بخوشی و رضامندی محض برطانیہ اعظم کے ساتھ تعلقات رکھنا چاہون تو روس یا کسی اور سلطنت کو میرے فعل سے کچھ سروکار نہین المختصر مین اس مین جیسا چاہون کرون کوئی سلطنت دخل دہی کی مجاز نہین۔

مجھسے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مین لنڈن مین اپنی سفارت نہین رکھ سکتا جب تک کابل مین ملکہ معظمہ کا سفیر بھی نرہے اور ضرور ہے کہ وہ سفیر انگریز ہو۔ مین ملکہ معظمہ کے سفیر کی اس تعریف کو نہ سمجھا کوئی وجہ نہین کہ یہ عذر کیون پیش کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان سفیر تو کابل مین موجود ہے جس کے نام سرکاری طور پر برٹش ایجنٹ مقیم کابل کے لقب سے مراسلت ہوتی ہو کوئی یہ نہین لکھتا کہ ایجنٹ وائسرائے مقیم کابل۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عذر صرف ایک بہانہ ہے۔ مین کہہ سکتا ہون کہ وہ وقت بھی آئیگا جب ایک انگریز برٹش ایجنٹ کابل مین رہے گا۔ مگر فی الحال یہ چیز دشوار ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اینگلو انڈین[1] اس بات کے عادی ہوگئے ہین کہ ہندوستانی رئیسون اور والیان ریاست کو بازیچہ طفلان سمجھین جیساکہ ہندوستان کے دیسی ریاستون مین رزیڈنٹ سمجھتے ہین۔ میری رائے مین یہ رزیڈنٹ ہی حقیقی حکمران ہوتے ہین اور والیان ریاست ان رزیڈنٹون کے دست نگر۔ یہ رزیڈنٹ اپنے تئین والیان ریاست سمجھتے ہین اور اس طرح کا سلوک کرتے ہین کہ مغرور افغان کبھی اوسکی برداشت نہین کرسکتے۔ پس بمصلحت مناسب یہی ہے کہ کابل مین برٹش ایجنٹ مسلمان رہے اور یہ عذر جو پیش کیا جاتا ہے کہ ملکہ معظمہ کا سفیر انگریز ہو اوسکا رد اس دلیل سے ہوسکتا ہے کہ کل برٹش ایجنٹ انگریز نہین ہین اور نہ برٹش عہدہ دار و مدبر ہمیشہ انگریز ہی ہوا کرتے ہین۔ اس بات سے دوسرے وفادار رعایا ملکہ معظمہ جو انگریز نہین ہین یہ خیال کرینگے۔ کہ وہ قابل اعتبار نہین حالانکہ وہ بیچارے ایسے وفادار ہین جیسے کہ انگریز بلکہ اون سے زیادہ مجھے بالذات انگریز رزیڈنٹ قبول کرنے مین کوئی عذر نہین بشرطیکہ انگلش گورنمنٹ اسکی

[1] انگریزی عہدہ دار مقیم ہندوستان۔

حفاظت اور خوش اطواری کی ذمہ دار ہو۔ اہل انگلستان میرے اس بیان سے یہان
کی حالت بخوبی سمجھ سکین گے کہ میرے اکثر تجارتی ایجنٹ جو میرے ملازم رہے اور گو انہین میرے
ملکی معاملات مین کبھی کچھ دخل نہ ہوا بلکہ میری اندرونی یا بیرونی حکمت عملی سے بالکل ناواقف
تھے مگر انگلستان مین جاکر اونہون نے یہ مشہور کیا کہ ہم امیر کابل کے خانگی دوست مشیر بلکہ
اونکا دست راست تھے بلکہ بعض اوقات مین نے یہان تک سنا کہ اہل انگلستان کو اُن
لوگون نے یہ یقین دلایا کہ مین بالکل اونکے اختیار مین تھا۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ جب
معمولی دوکانداریون ٹڑائی ہانکتے تو ملکہ معظمہ پولیٹکل ایجنٹ سے (اگر وہ بھی انگریز ہوا)
کیا توقع ہوسکتی ہے۔

ایک اور وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ ہند سے مجھے سالانہ اٹھارہ لاکھ روپیہ
ملتے ہین اس وجہ سے مین لنڈن مین اپنا سفیر نہین رکھہ سکتا۔ اب مین یہ کہنا چاہتا ہون
کہ یہ رقم مین نے ان شرایط پر نہین منظور کی بلکہ اور مختلف وجوہ سے مجھے دیجاتی ہے
جسمین کوئی وجہ خواہ بہ لحاظ لندن یا بہ لحاظ ہندوستان اس معاملہ کے متعلق نہین ہے
اس رقم سے میری کوئی وقعت نہین گھٹتی ہے بلکہ میری دوستی کی قدر و قیمت بڑھتی ہے
اور انگلستان اپنا روپیہ بیکار نہین دیتا ہے۔ تاریخ مین ایسی مثالین بہت سی ملین گی
جہان ایک بادشاہ نے دوسرے بادشاہ سے امدادی رقم لی ہے اور اوسکی سفیر بھی
برابر شاہ مددہ دہندہ کے ملک مین رہے ہین۔ زمانہ قدیم مین خود برطانیہ اعظم نے اس قسم
کی امدادی رقم بعض شاہان یورپ کو دی ہے اور اونکے سفیر بلا عذر اپنے یہان رہنے
دئے ہین۔

ایک اور دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ اگر میرا سفیر لنڈن مین رہیگا تو گورنمنٹ برطانیہ کو میرے
ساتھ ایک خود مختار بادشاہ کی طرح برتاؤ کرنا ہوگا۔ مین ایک خود مختار بادشاہ تو اب بھی
ہون جس کا اعلان بارہا کیا گیا ہے۔ مین بادشاہ سلطنت خداداد افغانستان کے لقب

سے خطاب کیا جاتا ہون۔ خود میری قوم نے مجھے ضیاء الملتہ والدین کا خطاب دیا جسپر وائسرائے نے کمال خوشنودی ظاہر کی۔

بعض معترض یہ کہتے ہین کہ اگر لنڈن مین افغانی سفارت قایم ہوئی اور گورنمنٹ انگلستان سے بلا واسطہ مراسلت کیگئی تو میری گورنمنٹ اور فارن آفس شملہ کے درمیان پیچیدگیان واقع ہونگی۔ مین خود ایسا نہین سمجھتا۔ میرا ایجنٹ جو وائسرائے ہند کے پاس رہتا ہے بدستور رہیگا۔ اور اگر کسی معاملہ مین میری گورنمنٹ کے اور وائسرائے کے درمیان کوئی نقیض پیدا ہوگی تو وہ اور میرا سفیر جو لنڈن مین ہوگا دونون ملکر اُس معاملہ کو سکرٹری آف اسٹیٹ کے سامنے پیش کر سکینگے جس سے وزراے کیبنٹ اُس معاملہ کے دونون پہلوؤن کو سنکر واجبی فیصلہ کر سکینگے اور اس غلط اصول کی پوری نگرانی رہیگی جس کی وجہ سے ہر معاملہ کا صرف ایک پہلو اُنہین معلوم ہوتا ہے بالفعل افغانستان کو اصلی واقعات بیان کرنیکا کوئی موقع نہین ہے۔ مین اپنے لوگون کو اس بات کی ترغیب دینے مین بہت کوشش کرتا ہون کہ وہ اپنے قدیم مخالفانہ خیالات انگریزون کی طرف سے دور کردین۔ آپس مین سچے دوست اور مخلص بن جائین ایسی حالت مین اگر اُن مین سے کوئی اُن کا ہموطن سفیر مقرر ہو اور لنڈن مین رہے تو آپس کے ربط ضبط سے دونون قومون کے دلون مین دوستانہ خیالات جڑ پکڑین گے اور اہل برطانیہ کو بہ نسبت آج کل کے افغانون سے اور زیادہ واقفیت ہوگی اس حالت مین تو اُنہین کچھہ نہین معلوم ہو سکتا۔ بعض مدبرین انگریز اور جنرلون کی رائے سے مین اتفاق نہین کرتا جو اپنے مضامین مین یہ لکھتے ہین کہ جس قدر کم وہ افغانون سے ملین اُو تنا زیادہ اُنہین پسند کرینگے۔ میری راے مین انگریزون اور افغانون مین جس قدر زیادہ ربط وضبط بڑھے بہتر ہوگا۔ اسلئے کہ وہ نخل اتحاد جو مین نے لگایا ہے خوب سرسبز اور شاداب ہو سکیگا۔ لیکن اگر ان انشا پردازون کی مراد اس سے یہ ہے کہ افغانون کے ملک مین حملہ کرنے یا اُنکی اندرونی حکمت عملی مین دخل دینے کی غرض سے جس قدر

کم وہ افغانون سے ملین تو بہتر ہے تو بیشک اونکا کہنا بجا ہے۔ مگر مین نہین خیال کرتا کہ افغان بغیر ستائے کسیکو کاٹ کھائینگے۔ بہرحال میری یہ نصیحت ہے کہ قوم برطانیہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور وسیع کئے جائین اور میرے بیٹونکو اور جانشینون کو چاہیئے کہ اسپر عمل کرین اگر گورنمنٹ برطانیہ میرے بیٹون کی اور جانشینون کی ارادت و اتحاد کو دوستانہ نظر سے نہ دیکھے تو اونکو چاہیئے کہ اسکی شکایت نہ کرین ورنہ جوکچھ اتحاد اب قایم ہے وہ بھی نہ رہیگا
اس موقع پر مجھے ایک نقل یاد آئی۔ ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ خداوند عالم نے اُسے کچھ پیسے عطا کرنا چاہے۔ اُس شخص نے انکار کیا اور کہا کہ مین جواہرات لونگا تب خدا نے اوسے روپے عطا کرنے چاہے مگر وہ شخص اسی بات پر اڑا رہا کہ جواہرات لونگا تب خدا نے چند اشرفیان دینا چاہین مگر اوس نے اور زیادہ مانگین دفعتاً اُس کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ خالی ہاتھ پڑا ہے۔ تب اوس نے پھر آنکھین بند کرلین اور ہاتھ پھیلاکر یہ کہنے لگا کہ دے جوکچھ دینا چاہے دیدے مین بہت شکرگزاری کے ساتھ اوسے لونگا مگر پھر کیا ملتا وقت تو گذر گیا تھا۔

باب ہشتم

انگلستان۔ روس۔ افغانستان

میری رائے مین اس کتاب کا یہ آخری حصہ نہایت پیچیدہ اور مشکل ہے اور اس کا لکھنا آسان نہین مگر اس مین جوکچھ مین لکھونگا وہ میری ساری عمر کے تجربہ کا لُب لباب ہوگا میری عمر صدہا مصیبتون تشویشون مصیبتون سفرون اور انواع اقسام کی ذمہ داریون مین گذری ہے۔ بچپن سے سنہ ۱۸۸۰ء تک تقریباً چالیس سال کا زمانہ روس مین یا روس کی سرحد و نیز یا روس و چین اور

روس و ایران کی سرحدون پر سفر کرنے مین گذرا ہے۔ ۱۸۸۱ء سے اسوقت تک مین نے سارا زمانہ ان دو زبردست ہمسایون کی یعنی انگلستان اور روس کی حکمتون اور چالون پر غور کرنے مین بسر کیا ہے جن ذریعون سے مجھے اُنکے حالات معلوم ہوئے اور اب بھی معلوم ہوتے ہین اُنکا افشا کرنا خلاف مصلحت ہوگا انہین ذرایع کی بدولت جو تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے اُس کے لحاظ سے مین اس مسئلہ پر بحث کرسکتا ہون۔ مین محض واقعات بیان کرونگا مگر اونکے اسباب یا اس قسم کی تفصیل نہ لکھونگا جس سے میری گورنمنٹ کے راز افشا ہو جائین۔ مین مختلف ممالک کے اہل قلم و سیاح اور مدبرون کی راے یا تحریرون کا مطلق خیال نہین کرتا۔ میرا یہ منشا نہین ہے کہ اون کی راے کو رد کرون یا اپنی تحریر کا اُن سے جواب چاہون۔ مین جو کچھ اپنے بیٹون جانشینون اور اپنی قوم کیلیے مناسب سمجھتا ہون وہ لکھونگا اور اُنہین اوسکی پیروی کرنا چاہیے۔ البتہ میری راے بالکل صاف اور منصفانہ ہوگی اور مین اس بات کی کوشش کرونگا کہ روسیون کا نہ مخالف ثابت ہون اور نہ طرفدار۔ اسی طرح انگریزونکا نہ طرفدار معلوم ہون اور نہ مخالف۔

ایشیا کی اسلامی سلطنتون کے متعلق برطانیہ اعظم اور روس کی پالسی (حکمت عملی)

ایشیا مین روس کی یہ فکر ہے کہ جسطرح ہوسکے حق یا ناحق دوستانہ یا مخالفانہ صلح سے یا بذریعہ جنگ اسلامی سلطنتین اس برّاعظم سے نیست و نابود کردیجائین۔ وہ بہت خوش ہوگا اگر ٹرکی اور ایران اور افغانستان کی حکومت معدوم ہو جاے اور روس کے دست نگر ہوکے رہین اور اُن کا وجود و عدم یکسان ہوا اور جب تک روس کو اون کی ضرورت ہو قایم رکھے اوس کے بعد جب چاہے مٹا دے۔ یہ روس کی خواہش ہے کہ رفتہ رفتہ ایران اور

ٹرکی اور افغانستان کو ہضم کرجائے - اگر اس تدبیر مین ناکامیاب ہوا تو وہ یہ کوشش کریگا کہ انگلستان اور اسلامی سلطنتون مین دوستی نہ رہے - اور اون کو اپنی طرف کھینچیگا تا کہ انگلستان سے لڑین - اس صورت مین بھی اسلامی سلطنتین روس کا شکار ہو جائینگی - روس کا خیال ہے کہ اگر یہ پانسہ بھی اولٹا پڑا تو تیسری تدبیر یہ اختیار کیجائے گی کہ انگلستان اور اسلامی سلطنتون مین اس طرح نا اتفاقی ڈالدیجائے کہ روس کو انگلستان کے ساتھ سازو باز کرنیکا موقع ملے اور برطانیہ اعظم کی مدد سے سنٹرل ایشیا کے مسلمانون کا قلع قمع کرکے اسلامی سلطنتین آپسمین تقسیم کرلیجائین - آخری چال یہ ہے اور کچھ کم قابل غور و لحاظ نہین کہ روس کے دل مین یہ بات ٹھنی ہوئی ہے کہ ایشیا کی اسلامی سلطنتین اور اسلامی گروہون مین ہمیشہ نفاق پڑا رہے اور انگلستان سے بالکل جدا رہین - روس خوب جانتا ہے کہ اگر کسی وقت برطانیہ اعظم یا کسی اسلامی سلطنت سے جنگ ہوئی تو اوس کی کل مسلمان رعایا مین بلوہ عام ہو جائے گا اور یہ چیز اوس کے لئے بہت ہی خطرناک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوا تو اوسکی وسیع سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوجائے گی جو عموماً کل ایسی سلطنتون کا انجام ہوتا ہے جو ظلم و جبر کی بنا پر قائم ہون اگر کسیکو میرے اس بیان کی راستی کا ثبوت درکار ہو کہ آیا روس کی یہ نیت ہے یا نہین کہ اسلامی سلطنتون کو تباہ کرے یا اُن مین نفاق ڈلوائے یا کم از کم اونہین کمزور کردے تو ایشیا کے پولیٹکل معاملات اور تاریخ کے گذشتہ واقعات حوالہ کے لئے کافی ہین -

مجھے روس کے اثنار قیام مین جنرل کافمان گورنر جنرل ترکستان اور دوسرے روسی مدبرین سے پولیٹکل معاملات مین گفتگو کرنے کا بارہا اتفاق ہوا - اُس وقت مجھے روسیون کے اس اصول کا جو اُنھون نے اسلامی سلطنتون کو تباہ کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے پورا یقین ہوگیا - روسیون کو اوسوقت یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ مین افغانستان کا بادشاہ ہونگا اور اُن کے اس اصول کی سخت مخالفت کرونگا - تمثیلاً مین ایک واقعہ بیان

کرتا ہون جس سے روس کی دغابازی اور متذکرۂ بالا اصول کا اندازہ ہو سکیگا۔ ۱۸۷۵ء
مین جب مجھے جنرل کافمان سے ملنے اور اونکی خانگی و سرکاری معاملات سے
واقف ہونیکا موقع حاصل تھا انہون نے اپنی گورنمنٹ کو بذریعہ کاونٹ شوویلاف
سفیر روس مقیم لندن حسب ذیل تحریر لکھی۔
"ایشیا مین انگلستان اور روس کی ایک ہی غرض اور ایک ہی دشمن ہے۔ وہ غرض
یہ ہے کہ تہذیب پھیلائی جاوے اور مذہب عیسائی جو دونون ملکون کا مذہب ہے
رائج کیا جاوے اور وہ دشمن اسلام ہے جس سے بڑھکر ہندوستان مین برٹش حکومت
کے لئے خطرناک چیز نہین۔ دوسرے خطرے محض خیالی ہین۔ ہندوستان مین انگریزی
حکومت کے لئے اسلام بہت خوفناک دشمن ثابت ہوگا اور موقع پاتے ہی ہندوستان
کے مسلمان رعایا عام بلوہ کردے گی۔ مناسب یہ ہے کہ انگلستان اور روس مین مضبوط
اتحاد قایم ہو تاکہ افغانستان اور دوسری اسلامی سلطنتین جو وسط ایشیا مین واقع ہین
روس و انگلستان مین اسطرح تقسیم ہوجائین کہ سلطنت ہند اور دولت روس کی سرحدین ایک
دوسرے سے ملجائین۔ اس تدبیر سے انگلستان کو پھر کوئی تشویش باقی نہ رہے گی۔ اس لئے
کہ روس جو اس کا دوست صادق عیسائی ہوگا اوسے وقت پر مدد دینے کے لئے اسقدر
قریب ہو جائیگا۔ اگر ہندوستان مین غدر ہوا یا کوئی اور وقت پیش آئی تو اوس کی کمک کریگا۔
اس بناپر انگلستان کو چاہیئے کہ روس کی دوستی پر اور اوسکے وعدون پر بالکل بھروسہ کرے"
ادس طرف تو لندن مین روسی سفیر برطانیہ اعظم کو اس بات کا یقین دلا رہا تھا کہ روس
کو انگلستان کے ساتھ صداقت اور عقیدت ہے اور افغان کیطرف سے سخت نفرت
اور ادہر خفیہ طور سے شیر علیخان کے ساتھ خط و کتابت جاری تھی اور نرم نرم الفاظ
مین اوسے یہ ترغیب دیجا رہی تھی کہ انگلستان کا مخالف ہوکر روس سے ملجائے۔ چنانچہ
اس طرح سے روسیون نے انگلستان اور افغانستان کے درمیان تخم مخاصمت بویا جس کی

وجہ سے ایک جنگ عظیم واقع ہوئی جسمین انگلستان اور افغانستان دونون کو مالی نقصان پہونچا اور بہت سے آدمی ضایع ہوئے۔ روسیون کی اس چال پر مجھے ایک نقل یاد آئی ایک شخص چورون کا ایجنٹ تھا جو چورون سے کمیشن لیتا تھا۔ اور اُن لوگون سے بھی جنکے گھرون مین چوری ہونے والی ہو۔ چورون سے یہ کہتا تھا کہ جاؤ اور شوق سے فلان مکان مین جتنا جی چاہے چراؤ اُس وقت وہان کوئی بیدار نہین ہے چور اوسے اس دوستانہ مشورہ پر کمیشن دیتے تھے۔ اس کے بعد فوراً وہ مالک مکان کے پاس جاتا تھا اور اوسے جگاکر یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جاؤ چوری ہونیوالی ہے اس طرح اوس سے بھی کمیشن وصول کرتا تھا۔

امیر شیر علیخان ایسا بیوقوف تھا کہ اوسے روسیون کے وعدون کا یقین آگیا۔ مگر جونہین انگلستان سے لڑائی چھڑی روسی ایجنٹ صاحب کابل سے چلدئے اور امیر شیر علی تباہ ہوا وہ ایجنٹ صاحب محض اِس لئے تشریف لائے تھے کہ شیر علیخان اور انگلستان مین جنگ کرادین۔ انگلش گورنمنٹ نے بھی روس سے کچھ اِس خلاف عہد کا مواخذہ نکیا کہ اوس نے افغانستان کے معاملات مین کیون دست اندازی کی اسکے بدلے کہ روس کی اس چال کی (کہ افغانستان کمزور رہے) مخالفت کرتے انگریزون نے اور اُس کی تائید کی یعنی ملک افغانستان سے قندہار، کورم، خیبر، اور بعض صوبے لے لئے۔ اس سے بیشک ہندوستان کی سرحد روسی مقبوضات ایشیا سے قریب تو ہوگئی مگر افغانستان کمزور ہوگیا جو روس کا اصلی منشا اور اوسکے دل کی خواہش تھی اور جنرل کافمان کی تحریر کا یہی منشا تھا۔

المختصر گورنمنٹ روس کی پالسی امیر بخارا و دیگر میران وسط ایشیا اور ٹرکی ایران اور افغانستان کی نسبت ہمیشہ یہی رہی ہے کہ وہ قوی نہ ہونے پائین جو اوسکی دائمی پیشقدمی مین مخل ہون۔ ایشیائی سلطنتون کی دقتون اور کمزوریون سے روس برابر فائدہ اوٹھاتا ہے۔ بعض اسلامی

ریاستون پر وہ بالکل قابض ہوگیا ہے اور بعض پر کم کم مسلط ہے وہ دیکھہ نہین سکتا کہ کوئی اسلامی بادشاہ فوجی تیاریان کرے جنرل کافمان کی تحریر مین ایک بات بالکل صحیح تہی وہ یہ کہ اسلام روس کا جانی دشمن ہے اور یہ بلا وجہ نہین۔

بخلاف اسکے انگلش پالسی عموماً اسلام اور کل اسلامی سلطنت ہاے ایشیا کے ساتھہ دوستانہ ہے۔ اور انگلستان کی دلی خواہش ہے کہ یہ سلطنتین قایم رہین اور قوی وخودمختار رہون۔ مگر کبہی کبہی اس پالسی مین عارضی تغیرات ہوا کرتے ہین۔ انگلش پالسی روس کی طرح مضبوط اور مستقل نہین ہے۔ جب کوئی مدبر انگلستان مین با ختیار ہوتا ہے تو اوس کی راے پر سلطنت چلتی ہے اور ہر امر مین وزرا اوسکی پیروی کرتے ہین جب وہ اپنی جگہ سے الگ ہوجاتا ہے اور دوسرا شخص برسرکار ہوتا ہے تو اوسکے خیالات اور اوسکی راے پر سلطنت کا دارومدار ہوتا ہے گو اوسکی راے پہلے شخص کی راے کی بالکل برعکس ہون غرض برطانیہ اعظم کی کوئی پالسی مستقل یا دیرپا نہین کہی جاسکتی مگر اس قدر تو یقین ہے کہ ایک عرصہ دراز سے برطانیہ اعظم کی عام پالسی یہ ہے کہ اسلامی سلطنتین جو ہندوستان اور ایشیائی روس کے درمیان مثل دیوار کے حائل ہین باقی رہین اور اونکی خودمختاری بخوبی قایم رہے تاکہ روس کی راہ مین ایک آہنی دیوار بن جائین۔ بخلاف اسکے روس کی پالسی بالکل اسکے برعکس ہے نہ صرف اس وجہ سے کہ اوسکے ملک کے حدود ہندوستان کی سرحد سے ملجائین بلکہ اوسے ہمیشہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر ترکی یا ایران یا افغانستان یا ہندوستان کے ساتھہ جنگ ہوئی تو اوس کی مسلمان رعایا مین عام غدر ہوجائیگا۔

اسمین شک نہین کہ تمام دنیا کے مسلمان سلطنت برطانیہ کی دوستی کو روس کی دوستی پر ترجیح دیتے ہین اس لئے کہ وہ سمجھتے ہین کہ اون کی باہمی دوستی اور صلح برطانیہ اعظم کے دوستی پر منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بہ نسبت روس کے انہین انگلستان سے شکایت بہی ہو تو وہ کبہی انگلستان کے خلاف ہوکر روس کا ساتھہ نہ دینگے اور اگر بالفرض

کبھی ایسا ہوا بھی تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ اس بات کے کرنے پر مجبور کیئے گئے۔

وجوہ بالا پر لحاظ کر کے ایک امر برطانیہ اعظم و سلطنت ہند کے فائدہ کے لئے بہت ضروری ہے جس سے ٹرکی و ایران و افغانستان کا بھی فائدہ ہے۔ یہ محض ایک رائے ہے اور اگر ان سلطنتون کے مدبر اسے منظور کرین تو سب کے لئے نہایت مفید ہوگا وہ رائے یہ ہے کہ ٹرکی و ایران و افغانستان جو تین سلطنتین اخوت اسلامی اور ایک دین ملت رکھتی ہین آپسمین متحد ہو جائین اور اگر ممکن ہو تو اپنے اپنے دار السلطنت ریل اور تار کے ذریعہ سے متصل کردین اس سے یہ ہوگا کہ روسیون کا قدم ہندوستان کی طرف نہ بڑھنے پائیگا اونکی راہ مین ایک مستحکم دیوار حائل رہیگی اور اسلامی سلطنتین بھی محفوظ رہینگی۔ چونکہ اس اتحاد ثلاثہ کی بنا برطانیہ اعظم کے لئے مفید ہے اور زیادہ تر برطانیہ اعظم کی مرضی اور اعانت پر منحصر ہے تو انگلش گورنمنٹ کو چاہیئے کہ جس قدر جلد اسکی بنا قایم ہو بہتر ہے۔ ٹرکی اور ایران تو دوستانہ تعلقات آپسمین بڑہا ہی رہے ہین لیکن افغانستان مجبور ہے کہ ٹرکی یا ایران کے ساتھ مراسلت نہین کرسکتا اس لئے کہ اوس معاہدہ کی رو سے جو برطانیہ اعظم کے ساتھ ہوا ہے وہ بغیر اطلاع و مشورہ برطانیہ اعظم کسی غیر سلطنت کے ساتھ پولیٹیکل مراسلت نہین کرسکتا ورنہ افغانستان تو ایران و ٹرکی کے فوایدو اغراض کو عین اپنے فوائد و اغراض سمجھتا ہے۔ اسمین شک نہین کہ سلطان المعظم شاہ کو بھلا دیا خود میری پالسی تو یہی ہے کہ اپنی خود مختاری اور اپنے ملک کی سلامتی قایم رکھین۔ نہ روس کو دخیل ہونے دین نہ انگلستان کو اپنے ملک کا کوئی حصہ لینے دین اور اپنے ہمسایون مین اوسکا ساتھ جو ہمارے سلامتی اور خود مختاری کی وقعت کرے اور اوس سے لڑین جو ہماری قوت کو کمزور کرنا چاہے۔ چونکہ ہم جانتے ہین کہ انگلستان ہمارا کوئی ملک لینا نہین چاہتا بلکہ حتی الوسع روس سے دور دور رہنا چاہتا ہے اس وجہ سے ہم خواہ مخواہ برطانیہ اعظم کے دوست بنکر رہین گے اور جب تک وہ ہمارے ملک کو تقویت دیگا اور کوئی

وست اندازی نکریگا ہم اوسکے دوست بنے رہین گے۔

مین دلیلاً یہ ثابت کرتا ہون کہ برطانیہ اعظم کا فائدہ اسی مین ہے کہ مسلمان سلاطین ایشیا آپسمین ملے جلے رہین۔ ۱۸۷۸ء مین جب امیر شیر علیخان انگریزون کے مقابلہ مین جہاد کا اعلان دے رہے تھے اور اپنی فوج ہندوستان کی سرحد پر جمع کررہے تھے اُس وقت سلطان ٹرکی کی طرف سے ایک شخص بحیثیت سفیر امیر شیر علیخان سے ملنے آیا اور امیر کو منع کیا کہ انگریزون کے خلاف اعلان جہاد نہ دیجیئے چنانچہ امیر نے سرحد ہندوستان پر فوجون کا جمع ہونا روک دیا۔ امیر کے ارادہ مین یہ فوری تغیر گورنمنٹ ہند کو بہی محسوس ہوا جو انگریزون کی تائید مین تھا اور جو دراصل سلطان کی خاطر سے وقوع مین آیا تہا۔ مگر افسوس ہے کہ چونکہ سلطان اور امیر مین پیشتر سے کچہ خط وکتابت نہوئی تہی اس لئے کہ روس کے ہواخواہون نے جو امیر کے دربار مین موجود تھے امیر کو بدگمان کردیا اور اوس سے کہا کہ آپ تو بالکل موم کی ناک ہین۔ بلکہ یہانتک بڑا کہ وہ مصنوعی سفیر سلطان انگریزون کا بہیجا ہوا مخبر ہے اور اس لئے آیا ہے کہ آپ کو دہوکا دے۔ امیر بیوقوف تھا نفرہ مین آگیا یہ نہ سوچا کہ سلطان ٹرکی کو لکہکر اس کی تحقیقات کرلے کہ جو کچہ یہ لوگ کہتے ہین سچ ہے یا جھوٹ۔ غرضکہ سفیر کا آنا عبث ہوا۔ اگر ان دونون اسلامی سلطنتون مین متصل راہ ورسم قایم ہوتی تو انگریز اور افغانستان دونون کے لئے مفید ہوتا۔

المختصر جب تک انگلستان اور افغانستان ایک ہین اور اپنے نفع ونقصان کو سمجھتے ہین امیر روس کبہی افغانستان یا ہندوستان پر حملہ کرنے اور کامیاب ہونے کا خواب وخیال بہی نہ کریگا۔ اگر بالفرض روس نے حماقت سے افغانستان یا کسی اور اسلامی سلطنت پر حملہ کیا اور برطانیہ اعظم وفاداری اور سچائی کے ساتھ اوس کا حامی ومددگار رہا تو دیکہنا کہ روس کیسی آفتون مین پہنستا ہے۔ سامنے تو اسلامی سلطنت کا مقابلہ ہوگا۔ اور پیچہے سارے ملک

مین اسلامی رعایا غدر کردیگی - اور کیا عجب ہے کہ برٹش نیوی (بحری فوج برطانیہ اعظم) سینٹ پیٹرس برگ یا کسی اور مقام پر حملہ کرے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ عظیم الشان سلطنت جو محبت سے نہین بلکہ محض خوف کیوجہ سے تھمی ہوئی ہے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بالکل ابتر ہوجائے گی۔

یہ دیکھ کر بہت افسوس آتا ہے کہ دولت برطانیہ اعظم اسکے عوض کہ مسلمان سلاطین کی کمک کرے اورانہین مضبوط بنائے تاوہ بجائے خود روس کا مقابلہ کرسکین یا ایشیائی ریاستون پر روس کی دست اندازی اور مزاحمت کو روکین اپنے عہدنامون اور قولون اور وعدون کے خلاف اسطرح عمل کرتی ہے کہ جب کبھی روس مشرقی ممالک کا کوئی حصہ دبالیتا ہے تاکہ ہندوستان کی سرحد سے اور قریب ہوجائے تو انگریز بھی کوئی ٹکڑا لیکر روس کے فاصلہ کو کم کرتے ہین - اس طرح روز بروز اسلامی سلطنتین اور ریاستین تقسیم ہوتی جاتی ہین - اور ہندوستان و روس کی سرحدین جو بیشتر ہزارہا میل دور واقع تھین اب قریب قریب ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین -

اگر روس اور برطانیہ اعظم مین جنگ ہوئی تو ہر حالت مین مسلمان سلاطین اور عام مسلمان انگلستان کا ساتھ دینگے - اول تو اونہین ملکہ معظمہ کی عملداری مین اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے کی پوری آزادی ہے دوسرے وہ یہ جانتے ہین کہ روس کے ظلم وجور سے اسی وقت تک نجات حاصل ہے جب تک کہ انگلستان سی عظیم الشان سلطنت مشرق مین اوسکا مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہے - وہ خوب سمجھتے ہین کہ اگر مشرق مین انگلستان کو زوال آیا تو کل اسلامی سلطنتین روس کے حوالہ ہونگی - جو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ایران بمقابلہ انگلستان زیادہ تر روس کے اختیار مین ہے وہ غلطی پر ہین - اونکو جاننا چاہیئے کہ ایران جو چپ چاپ روس کے ناز اوٹھاتا ہے وہ محض بحالت مجبوری ہے - اوسے ہر وقت روسی فوجون کا ڈر لگا ہوا ہے - اگر کبھی روس کو انگلستان کے مقابلہ مین مصیبت کا سامنا پیش آیا تو دیکھنا کہ پہلی سلطنت جو اپنے تئین ریچھ کے پنجہ سے رہا کرےگی وہ ایران ہوگا

یہان تک روس و انگلستان کے اُن تعلقات کا ذکر کرکے جو دونون سلطنتون کو ایشیا کے اسلامی سلطنتون اور مذہبی گروہون کے ساتھ ہین - مین اب چند ایسے امور کا ذکر کرتا ہون جو خاص افغانستان سے تعلق رکھتے ہین -

ہندوستان پر روس کی حملہ آوری اور افغانستان کی نسبت روس کی پالسی

مین اس باب کے شروع مین بیان کر چکا ہون کہ وسط ایشیا کے اسلامی سلطنتون کی نسبت جن مین افغانستان بھی شامل ہے روس کی کیا پالسی ہے جو کچھ مین لکھ چکا ہون اوسکے علاوہ چند امور اور ایسے بیان کئے جائینگے جن کو خاصکر افغانستان سے تعلق ہے -

اس زمانہ کے حالات پر نظر کرکے یہ کہا جا سکتا ہے - کہ ہندوستان پر روس کا حملہ کرنا دشوار بلکہ غیر ممکن بات ہے - اس سے یہ مطلب نہین کہ روس ہندوستان پر حملہ کرنے کی نیت ہی نہین رکھتا بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ روس ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے ہر وقت تلا ہوا ہے - اس مین ذرا بھی شک نہین کہ وہ صرف موقع کا منتظر ہے - اس بارہ مین مدبر انگریزون کی مختلف رائین ہین اور بہت سے ایسے ہین جنکا یہ خیال ہے کہ روس ہندوستان مین انگلستان سے لڑنیکا ارادہ ہی نہین رکھتا - جو لوگ یہ کہتے ہین کہ ہندوستان یا مشرقی سلطنت برطانیہ پر روس حملہ کرنا ہی نہین چاہتا مین نے اونکی چار قسمین کی ہین -

اولاً وہ جو صاحب رائے نہین ہین - یہ لوگ کچھ ایسے سادہ لوح ہین کہ متواتر روس کی عہد شکنیون اور وعدہ خلافیون کو دیکھتے ہین اور پھر دیدہ و دانستہ اوسکے جھوٹے عہد و پیمان پر اعتبار کرتے ہین ؟ روس کی اس پالسی کو نہین سمجھ سکتے کہ سارے عہد و پیمان اس لئے کئے جاتے ہین کہ جب کوئی موقع ہو توڑ دیے جائین جب کوئی نیا ملک وہ لیتا ہے تو از سر نو

تجدید عہد ہوتی ہے اور بعض انگریز عہدہ دار اونکو یقین کر لیتے ہین۔ مین دیکھتا ہون کہ ان لوگون کا حافظہ بہت خراب ہے کہ روس کے اگلے وعدے یاد نہین رہتے۔

ثانیاً۔ وہ لوگ ہین جو بالذات یا بالواسطہ روسیون کی طرفداری کرنے کے لئے روسیون کی طرف سے معین ہین۔

ثالثاً۔ وہ لوگ جنھین برطانیہ اعظم کی عظمت کا بڑا گھمنڈ ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ روس کی کیا مجال ہے جو ایسی بڑی سلطنت کے مقابلہ مین آئے۔

رابعاً۔ وہ لوگ جو اپنے تئین صلح جو یا صلح پسند کہتے ہین۔ وہ دیکھتے ہین کہ روس وسط ایشیا کو ہضم کرتا ہوا۔ شہر پر شہر لیتا۔ ہندوستان کی سرحد کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اُن کو معلوم ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے روسی چالین بارہا ظاہر و ثابت ہوگئین ہین مگر پھر بھی انہین اس بات کا یقین ہے کہ اگر انگلستان روس کی دست اندازی مین دخل نہ دے اور اس خیال کو دل سے نکالڈالے کہ روس ہندوستان پر حملہ کرنیوالا ہے تو روس کبھی ہندوستان پر حملہ نہ کرے گا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

چو خصم دید بجنگش تو نیستی تیار
پلی شکست تو خود حملہ آور دیکبار

ان آخرالذکر حضرات کے حسب حال مجھے ایک کبوتر کی نقل یاد آئی جس نے بلی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھکر آنکھین بند کرلی تھین اور یہ خیال کیا تھا کہ اگر وہ بلی کو نہ دیکھے گا تو بلی بھی اوسے نہ دیکھی گی مگر بلی نے اوسے دیکھہ لیا اور پکڑ کر چٹ کر گئی۔

اس بارہ مین جو کچھہ مین ابتک بیان کرچکا ہون اوسکے علاوہ ناظرین کی معلومات کے لئے مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مین بارہ برس تک روس مین رہا اور اس مدت قیام مجھے بخوبی معلوم ہوگیا کہ بلاشک روس ہندوستان پر حملہ کرنے کی فکر مین ہے اب رہا کل وجوہ بالتفصیل بیان کرنا کہ کیا چیز روس کو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے ترغیب دیتی ہے

اوسکے واسطے ایک علٰحدہ کتاب چاہیئے۔ پس اس قدر کہنا یہان کافی ہے کہ روس بالطبع ایک ملک گیر زود رفتار اولوالعزم قوم ہے اور یہ خوب جانتی ہے کہ ایشیا کی سلطنتون مین کسی مین اتنا دم نہین کہ تنہا اوسکا مقابلہ کرسکے البتہ برطانیہ اعظم ہندوستان مین ہے اور یہی اُسکا مدمقابل ہے۔ پس ضرور ہے کہ روس برطانیہ اعظم کو ایشیا مین اپنا رقیب اور خطرناک دشمن سمجھے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر برطانیہ اعظم حائل نہوتا تو روس ایران و افغانستان و چین و ٹرکی کی مطلق پروا نکرتا اور نہ اون کی خودمختاری کو اتنے عرصہ تک وقعت کی نگاہ سے دیکھتا۔ سوا برطانیہ اعظم کے اور کسی یورپین سلطنت کے مقبوضات مشرق مین ایسے نہین جو قابل بیان ہون پس وہ سب الگ رہتے اور روس کو اپنی راہ جانے دیتے اگر انہین بھی اس لوٹ مین کچھہ حصہ ملجاتا تو اوسے غنیمت سمجھتے اور مطمئن رہتے۔ بمقابلہ روس کے مشرقی سلطنت مین انگلستان کی رعایا کی تعداد بہت زیادہ ہے پس یہ انگلستان کا فرض ہے کہ روس کی دست درازیون پر مزاحمت کرے جو وہ ایشیا کے کمزور سلطنتون کے ساتھ کرتا ہے اور اوسے ہندوستان کی سرحد سے دور رکھے۔ روس کو جو برطانیہ اعظم کی سی عظیم الشان سلطنت سے نفرت ہے وہ بالکل ایک طبعی چیز ہے۔ جنگ کریمیا مین برطانیہ اعظم کے ہاتھون جو اوسے نقصان پہونچا ہے وہ اتنا جلد بھول نہین سکتا اسکے علاوہ اور بہت سے پھپولے ہین جو ابھی پھوٹتے باقی ہین۔

روسی ہندوستان کو لوٹنے کے لئے ایک سونے کی چڑیا سمجھتے ہین اور مین نے اکثر روسی سپاہیون کو اس بات پر فرط خوشی سے ناچتے دیکھا ہے کہ کسی دن وہ بھی ہندوستان کی لوٹ مین شریک ہونگے وہ آرزو کرتے ہین کہ وہ دن آے کہ انگلستان اور روس مین ہندوستان کی سرحد پر لڑائی چھڑے۔ روسی اس قدر جاہل ہین کہ اونہین یقین ہے کہ ہندوستانی انگریزون کو پسند نہین کرتے بلکہ روسیون کے طرفدار ہین اور جس زمین پر روسی گذرے وہان آنکھین بچھانے کو تیار ہین۔ یہان تک کہ بعض بڑے بڑے روسی مدبرون

کو بھی یقین ہے کہ جس وقت روس کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کی چوٹیون پر سے ہندوستان
کی طرف نگاہ کریگا سارے ہندوستانی بھڑون کیطرح اُمڈ ین گے اور انگریزون کو اپنی
نیش زنی سے تباہ کردین گے اور روسیون کے حامی ہو نگے فی الحقیقت اونکی جہالت
اس درجہ بڑہی ہوئی ہے کہ اونکا یہ عام عقیدہ ہے کہ روس کو دیکھتے ہی انگریز فوراً دم
بھاگ جائینگے اور اپنی حفاظت کے لئے ایک گولی بھی نہ چلا ئین گے مجھے اندیشہ
ہے کہ روسی کسیدن اپنی حماقت کی سزا پائینگے۔

روسی یہ ٹھانے ہوئے ہین کہ خوب عہد و پیمان توڑتے جاؤ آگے بڑہتے جاؤ۔
ملک لیتے جاؤ۔ انگریز اونکی دست درازیون پر بے اعتنائی ظاہر کرتے ہین یا خود بھی
کوئی حصہ لیکر مطمئن ہو جاتے ہین۔ یہ چیز انگلستان کی کمزوری کا بیّن ثبوت ہے اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسے روس کا کس قدر ڈر ہے۔ انگلستان کے اس فعل سے
کہ روس برابر بڑہا آتا ہے اور وہ اوسے روکتا نہین۔ روس کی وقعت مشرقی بادشاہون
کی نظرون مین بہت بڑھگئی ہے اور انگلستان کی وقعت اور اعتبار گھٹ گیا ہے۔
روسیون کے اختیار مین متصل ترقی ہونے سے روسیون کو یقین ہے کہ مشرقی سلطنین
بخوشی یا بمجبوری روس ہی کا ساتھ دینگی۔ پانچوین وجہ یہ ہے اور غالباً یہ ایک معقول
وجہ معلوم ہوتی ہے کہ روسیون کا خیال ہے کہ انگلستان سے بحری لڑائی لڑنا بہت
مشکل ہے مگر بری لڑائی مین انگلستان کے پاس اتنی زیادہ فوج نہین کہ اپنی سلطنت
کے دوسرے مقامات کو غیر محفوظ چھوڑکر ہزارہا میل تک سرحد کی حفاظت کے لئے جمع
کر سکے کیونکہ جب روس کی سرحد از چین تا ترکی انگلستان سے جا ملیگی تب سرحد کا طول
اتنا ہی ہوگا اور روسیون کے خیال اور اونکی مستعدی جو ریل اور سڑکون کی تعمیر سے ظاہر
ہے اوس کے لحاظ سے تو وہ دن بہت دور نہین معلوم ہوتا۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ
روس کبھی نہ کبھی ہندوستان پر ضرور حملہ کریگا وہ محض موقع کی تاک مین ہے اس بات

مین ہمارے غور ولحاظ کے لئے کئی سوال پیدا ہوتے ہین۔

مین کوئی نبی نہین ہون اور ہمارا یہ مذہبی عقیدہ ہے کہ آیندہ کا حال خدا ہی جانتا ہے اور سارے پوشیدہ اسرار اوسی پر عیان ہین۔ کوئی شخص یقین کے ساتھ نہین کہہ سکتا کہ کل کیا ہوگا۔ مگر حالات پر نظر کرکے مین اپنی راے ظاہر کرتا ہون۔

لفظ غیر ممکن پر میرا اعتقاد نہین اور فی الحقیقت دنیا مین کوئی چیز غیر ممکن نہین اگر کسی چیز کا ہونا خدا کو منظور ہو تو ضرور ہوگی گو ہمین وہ غیر ممکن معلوم ہو۔ خدا کے نزدیک کچھہ غیر ممکن نہین۔ اگر وہ کسی امر کا ہونا نہ چاہے تو کوئی دنیوی قوت اوسے وقوع مین نہین لاسکتی۔ پس یہ بات امکان سے باہر نہین ہے کہ روس ہندوستان پر حملہ کرے مگر وہ تنہا بغیر کسی دوسری سلطنت کے شرکت یا مدد کے ایسا نہین کرسکتا اور کسی دوسری سلطنت کا اس حملہ مین روس کا ساتھ دینا بعید از قیاس ہے۔ اگر ایسا ہوا تو کوئی اور سلطنت انگلستان کی شریک ہو جائے گی۔ پس روس کے یہ منصوبے محض خواب وخیال ہین جو کبھی پورے نہونگے۔ یہ ممکن ہے کہ روس کا یہ خواب وخیال کسی حد تک پورا ہو جائے جیسا کہ ایک ڈاکٹر کا خواب تھا جس نے عالم رویا مین یہ دیکھا کہ ایک مریض کو اچھا کیا ہے جس کے صلہ مین اُس سے یہ کہا گیا ہے کہ جس قدر اشرفیان وہ اُٹھا سکے خزانہ سے لیلے اوس لالچی ڈاکٹر نے اتنی اشرفیان اپنے اوپر لادین کہ اونکے وزن سے اُسکے شانے او کھڑ گئے اور جب درد معلوم ہوا تو آنکھہ کھل گئی دیکھا کہ اشرفیان تو نہین ہین مگر درد باقی ہے اسی طرح روس بھی ہندوستان پر حملہ کرنے کیلئے اور اوسکے خزانے لوٹنے کے لئے بہت کچھہ بیکار کا بوجھہ اور دقتین اپنے سر لیگا جیسا کہ ڈاکٹر نے خواب مین کیا مگر نتیجہ بجز ناکامیابی اور کچھہ نہ ہوگا اور اس مہم کا صدمہ باقی رہیگا۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ہندوستان کے حملے مین کوئی اور سلطنت روس کا ساتھہ دیگی یا نہین۔ اس مین شک نہین کہ بعض یورپین سلطنتین دولت برطانیہ کی عظمت وشان کو بری

رشک وحسد کی نظر سے دیکھتی ہین اور اس حسد کی وجہ سے انہین انگلستان کے ساتھ ایک بغض للہ ہے مگر اسکے ساتھ ہی مین نہین سمجھتا کہ ان سلطنتون کو روس کے ساتھ کوئی خاص عشق ہے اور اسمین شک نہین کہ انگلستان کے مقابلہ مین اونکا روس کی طرف ہونا اونکے لئے مضر ہے اس لئے کہ انگلستان روس کی طرح ایسا دست دراز اور ظالم نہین - چند سال سے قوم فرنچ کا میلان روس کی دوستی کی طرف بڑھ رہا ہے اور انگلستان کی طرف سے نفرت روز بروز ترقی پر ہے - اس بات سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ شاید فرانس ہندوستان اور واٹرلو کے گذشتہ واقعات یاد کرکے روس کا شریک ہو جائے جسکو خود بھی انگلستان سے کچھ پرانا عیوض لینا ہے - مگر ڈپلومیٹک واقعات کی رفتار پر نظر کرکے کوئی بھی ہوشیار مبصر یہ کہہ سکیگا کہ اگر فرانس نے روس کا ساتھ دیا تو جرمنی انگلستان کو مدد دیگا - اسمین شک نہین کہ جرمنی اور انگلستان کی باہمی قوت روس اور فرانس سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے اس لئے کہ انگلستان دنیا مین اول درجہ کی بحری طاقت رکھتا ہے اور جرمنی کی بری فوج نہایت مکمل اور آراستہ ہے -

مین سمجھتا ہون کہ آسٹریا - اٹلی اور امریکہ گو بظاہر نہ روس کے دشمن ہین اور نہ انگلستان کے خاص دوست اس لئے وہ نیوٹرل خیال کئے جاتے ہین مگر اونکا میلان زیادہ تر انگلستان کی طرف ہے اور یہ چیز انگلستان کے لئے مفید اور روس کے حق مین مضر ہوگی - ان سب باتون کا خیال کرکے مین نہین سمجھتا کہ کوئی یورپین سلطنت یا امریکہ ہندوستان کے حملہ مین روس کا شریک ہو اور دوسری مدمقابل سلطنتین انگلستان کا ساتھ نہ دین اگر ایسا ہو کہ بعض سلطنتین روس سے مل گیئن اور بعض انگلستان کی شریک ہوئین تو ایک ایسی جنگ عظیم واقع ہوگی کہ دنیا مین کبھی نہین ہوئی اور یہ جنگ کسی خاص مقام پر محدود نہ رہیگی بلکہ سارے عالم مین پھیلیگی - اس کے متعلق بعض مستند لوگون نے بھی پیشین گوئی کی ہے -

خیراب اس مسئلہ کو قطع نظر کر کے ہم ایشیا کی سلطنتون کی نسبت رائے زنی کرتے ہین بجز جاپان کے ایشیا کی ہر سلطنت صرف یہ چاہتی ہے کہ اپنا ملک محفوظ رہے۔ کسی کو ملک گیری کی ہوس نہین۔ ان مین کسی کی یہ نیت نہین کہ انگلستان کے مقابلہ مین روس سے مل جائین یا روس کے مقابلہ مین انگلستان کا ساتھ دین۔ یہ لوگ روس اور انگلستان دونون کو کم و بیش ملک گیر زبردست غاصب سلطنتین سمجھتے ہین۔ وہ فقط یہ چاہتے ہین کہ اون سے الگ الگ رہین اور جہان تک ممکن ہو اپنا ملک بچائین اور اپنا وقار قایم رکھین۔ انہین وجوہ سے ان مین کوئی ایسا نہین کہ ہندوستان کے حملہ مین روس کے شریک ہون۔ بلکہ اونکا خیال ہے کہ اونکی حفاظت روس اور انگلستان دونون کے قوی رہنے مین ہے اس لئے کہ جب دونون ہم پلہ رہین گی تو ایک دوسرے کی دست درازیون پر مزاحمت کرینگی۔ غرض ایشیا کے بادشاہون کا تحفظ ان دونون سلطنتون کی رقابت پر منحصر ہے ورنہ وہ جانتے ہین کہ اگر یہ بات باقی نہ رہی تو اونکے ملک دونون آپسمین تقسیم کر لین گے۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ وہ ہر فرعونے را موسائی "کا معاملہ قایم رہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ کہ

شغال بیشۂ مازندران را	نگیرد جز سگ مازندرانی

سلطنت جاپان وسط ایشیا مین نہین واقع ہے۔ روس کی راہ مین حائل نہین۔ اوسے کچھ غرض نہین کہ ہندوستان کے حملے مین روس یا انگلستان کا ساتھ دے مگر افغانستان کی حالت دوسری ہے اسمین شک نہین کہ سلطنت جاپان برطانیہ کی بحری قوت سے خوش ہوتی ہوگی۔ اس لئے کہ اوسکا فائدہ اسی مین ہے۔ علاوہ برین اوسکی خواہش بھی یہ ہے کہ دونون ملکون مین دوستانہ تعلقات قائم رہین اور دونون کو ہمیشہ روس کی دست درازیون کا ڈر رہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر روس نے ہندوستان پر حملہ کیا تو ایشیا مین کوئی سلطنت اوسکا ساتھ نہ دیگی لیکن افغانستان کی سلطنت جو روز بروز

ترقی کر رہی ہے وہ البتہ ایک ایسی سلطنت ہے کہ جسکی نسبت روس اور انگلستان دونون کو اپنی اپنی چالون مین ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہیئے ان دونون بڑی سلطنتون کے لئے ایشیا مین کسی اور بڑی سلطنت کی نسبت افغانستان کی دوستی یا دشمنی بہت قابل غور ہے۔ اس لئے کہ افغانستان کے پاس ایک جرار فوج ہے جسمین لکھو کہا اسلامی بہادر ہین جو فطرتی سپاہی ہین اور جب تک ایک شخص بہی اُن مین سے باقی رہیگا وہ اپنے خدا اپنے نبی۔ اپنے گھر۔ اپنے خاندان۔ اپنی قوم۔ اپنے بادشاہ۔ اپنی آزادی۔ اپنی خودمختاری کے لئے جان فدا کریگا۔ ملک کی پولیٹکل اور جغرافیائی حیثیت سے افغانستان کا بادشاہ بہی بہت قابل قدر ہے۔ اگر روس اور انگلستان مین جنگ ہوئی اور اوس وقت تک افغانستان باقی رہا تو یاد رکھنا کہ وہی سلطنت فتحیاب ہوگی جو افغانستان کو اپنا شریک کریگی۔ دراصل میرا تو یہ خیال ہے کہ جب تک افغانستان قایم ہے۔ اور برطانیہ اعظم کے ساتھ اتحاد باقی ہے۔ یہ امر غیر ممکن ہے کہ روس کبھی ہندوستان پر حملہ کرنے کا قصد کرے یا ایشیا مین انگلستان سے لڑے۔ روس اس بات کو خوب جانتا ہے کہ جب تک انگلستان قوی اور خودمختار ہے ہندوستان پر حملہ کرنا غیر ممکن ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ افغانستان کو اپنی طرف ملالے یا کسی حکمت سے اوسکا وجود ہی مٹادے۔ مدبرین روس کی ان چالون پر غور کرنا بہت ضرور ہے جو اس کوشش مین ہین کہ افغانستان کو نیست و نابود کر دین۔ شاہ افغانستان و اراکین دولت برطانیہ کو لازم ہے کہ اس معاملہ مین بہت ہوشیار رہین۔

یہانپر یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ روس اُن دقتون سے واقف ہے جو افغانستان کے مقابلہ مین پیش آئیگی اور اُن دشواریون کو بہ نسبت اور لوگون کے بہتر جانتا ہے جو محض کسی کتاب یا مضامین اخبار سے اپنی معلومات حاصل کرتے ہین۔ یہ کتابین یا مضامین ایسے لوگون کے لکھے ہوئے ہوتے ہین جو بغرض سیاحت ہفتہ عشرہ کے

لئے ملک مین آتے ہین اور رہکر چل دیتے ہین۔ نہ اونہین اہل ملک کی زبان آتی ہے اور
نہ اونکی حالت سے واقف ہوتے ہین۔ بڑی بڑی کتابین تصنیف کرتی ہین جن مین ملک
کے راز خفیہ تدابیر اور اہل ملک کے خیالات درج کرتے ہین۔ عوام ان کتابونکو اور مضامین کو
بڑی نعمت سمجھتے ہین اور دراصل اونہین زیادہ تر تحقیق چاہیئے اور جو کچھ اُن کتابون
مین لکھا ہے اوسکا اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی کتابین اور مضامین پڑہنے سے بہ نسبت
فائدہ کے نقصان ہوتا ہے اس لئے کہ ملک کے حالات اور انتظامات یا وہان کے
بادشاہ اور اہل ملک کے خیالات بالکل غلط درج ہوتے ہین۔ ان مصنفین کی جہالت پر
مجھے اکثر ہنسی آتی ہے تمثیلاً مین ایک مثال لکھتا ہون بہت سے مصنفین نے اس
چالیس سال کے عرصہ مین افغانستان کے حالات لکھے ہین جسمین یہان کی آبادی پچاس
ہزار اور فوج پینتیس ہزار دکھائی گئی ہے یہ تعداد اونکے بیان کے مطابق نہ کبھی گھٹتی ہے اور نہ
بڑھتی ہے بلکہ پچاس برس سے ایک ہی طرح پر قایم ہے۔ مین اونکی اس لاعلمی پر الزام
نہین رکھتا۔ اس لئے کہ اونہین ملک کی حالت یا جو کچھ تغیرات ملک مین ہوئے ہین اوس
کے دریافت کرنے کا کوئی وسیلہ نہین۔ مگر مین البتہ اس بات کا الزام دونگا کہ غلط واقعات
لکھکر لوگون کو مغالطے مین ڈالتے ہین اور جو چیز معلوم نہین اوسکے جاننے کا ادعا کرتے ہین
خیر یہی شکر ہے کہ وہ آبادی یا فوج کی تعداد کو گھٹاتے نہین گویہ امر بہی اُن سے کچھ بعید نہ تہا
افغانستان ابہی ایسا قوی نہین ہے کہ تنہا کسی کا مقابلہ کرسکے اوسے اپنی حفاظت
کے لئے فرض ہے کہ اپنے دو زبردست ہمسایون مین سے کسی ایک پر سہارا کر کے
دوسرے کے دست درازیون کا تدارک کرے جو شخص بغرض بعبور دریا سے دو کشتیون
مین پاؤن رکھیگا وہ ضرور پانی مین گر پڑیگا اور ڈوب جائیگا اوسکو چاہیئے کہ دونون کشتیون
مین سے جسے وہ زیادہ محفوظ خیال کرے اوسپر کھڑا ہو جاے۔ لیکن تاوقتیکہ ضرورت
نہ پیش آئے کوئی وجہ نہین کہ وہ ایک کشتی پر سوار ہو اور دوسرے کو پر گولی چلائے۔ یہ کیونکر

ممکن ہے کہ افغانستان کی سی چھوٹی سی سلطنت جو دو شیرون کے بیچ مثل ایک گوسفند کے ہو
یا چکی کے دو بھاری پتھرون کے درمیان مثل ایک دانہ گندم کے ہے اوسے جرات ہو سکے
پسکر سرمہ نہ بن جاے۔ پس یہ لازمی بات ہے کہ اوسکی دونون قوی ہمسایون مین کوئی
نہ کوئی اوسکی مدد کرتا رہے اور اوسے اپنے رقیب کے پنجے سے بچائے۔ افغانستان
بالکل آزاد اور خودمختار رہے اپنے دو ہمسایون مین سے جسکو چاہے ترجیح دے اور
دوستانہ تعلقات بڑہائے تاکہ فریق ثانی خواہ مخواہ اوسپر حملہ نہ کرے۔ مین جانتا ہون
کہ ریل اور سڑک جو روس تعمیر کرکے میرے ملک کے قریب تک لایا ہے اُس سے ہم کو
بہت تشویش ہے۔ اور ہم بہت ہوشیار رہتے ہین۔ مگر ایک لحاظ سے روس کی اتنی قربت
افغانستان کے لئے مفید بہی ہے اس لئے کہ اگر انگلستان بلاوجہ اور بلاقصور افغانستان
کو لینا چاہے تو وہ جانتا ہے کہ روس اوسکے مقابلہ کے لئے بہت قریب ہے۔ اس لئے اب
افغانستان کی حالت وہ نہین رہی جو شاہ شجاع اور امیر شیر علی کے وقت مین تھی جب روس اتنی دور تھا
کہ اوسے اپنی فوجین افغانستان کی سرحد پر لانا غیر ممکن تھا صحرا حایل تہے جہان نہ ریل تہی اور نہ پانی کا نشان تہا

یہ بات بیان کرنیکے بعد کہ افغانستان بضرورت مجبور ہے کہ اپنے ہمسایون مین سے
کسی ایک کا شریک ہوجاے۔ اب مین یہ بیان کرتا ہون کہ بالفعل اوس کا فائدہ اسی
مین ہے کہ انگلستان کو ترجیح دے اور انگلستان کی دوستی و اعانت پر بھروسہ کرے۔

اولاً انگلستان کا یہ ارادہ نہین ہے کہ ایران یا ترکستان پر حملہ کرے جس کے لئے
اوسے ایک ایسی سڑک بنانے کی ضرورت ہو جو افغانستان مین سے ہوکر گزرے۔ البتہ
روس ہندوستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور اس لئے اوسے میرے ملک مین سے گزرنے
کی ضرورت ہے مگر اوسکی نیت محض یہی نہین ہے کہ ملک مین سے گذرجاے بلکہ یہ چاہتا
ہے حتی الوسع افغانستان بہی لیلے۔

ثانیاً۔ انگلستان ایک بڑی بحری طاقت ہے۔ وہ نہین چاہتا کہ خواہ مخواہ روس سے

بڑی لڑائی لڑے۔ پس یہ امر تو خود انگلستان کے لئے مفید ہے کہ افغانستان روس
اور ہندوستان کے درمیان مثل ایک قوی بفر اسٹیٹ کے حد فاصل بنا رہے اس
صورت مین اگر انگلستان یہ چاہتا ہے کہ افغانستان قوی اور محفوظ رہے تو یہ ایک طبعی بات
ہے۔ اس لئے کہ افغانستان کی قوت اور حفاظت سے ہندوستان کی قوت اور حفاظت
وابستہ ہے۔ بخلاف اسکے روس یہ چاہتا ہے کہ انگلستان سے بڑی لڑائی لڑے
اس لئے اوسکی خواہش ہے کہ افغانستان روس سے ملجائے اور ہندوستان کے
حملہ مین اوس کی مدد کرے یا اوسکی جو کچھ حیثیت ہے وہ بالکل مٹا دی جائے۔

ثالثاً انگلستان کے پاس روپیہ ہے اور ہتیار ہین مگر سپاہیون کی ضرورت
ہے۔ افغانستان کے پاس سپاہی ہین مگر اوسے روپیہ اور ہتیار کی ضرورت ہے تو انگلستان
اور افغانستان دونون کا باہمی فائدہ یہی ہے کہ دونون آپسمین ملے رہین تاکہ انگلستان
کے لئے افغانی سپاہی کام آئین اور افغانستان کے لئے انگلستان کا روپیہ اور ہتیار۔
روس۔ افغانستان کو کچھ روپیہ نہین دیسکتا اس لئے کہ خود اپنی ضرورتون کے لئے
اوس کے پاس نہین ہے اور اُسے افغانستان کے سپاہی بھی درکار نہین اس لئے کہ خود
اوس کے وہان ضرورت سے زیادہ ہین۔

رابعاً۔ افغانستان کی دوستی روس کے لئے کچھ بکار آمد نہین وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ
ہندوستان پر حملہ کرتے وقت ملک مین سے گذر جائے جسکا مطلب یہ ہے کہ افغانستان
روسیون کے زیر قدم ہو جائے۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ روس والی افغانستان کو پنجاب یا ہندوستان کا کوئی اور حصہ
دینے کا وعدہ کرے اور اوس کے ساتھ ہی دوستانہ عہد و پیمان کرے کہ افغانستان کی
خودمختاری پر کبھی آنچ نہ آئیگی لیکن اس عہد و پیمان کا وہی انجام ہوگا جو اور سب عہدنامون
کا ہوا یعنی جب روس کو اوس کی ضرورت نرہیگی کالعدم کر دیگا۔ بالفرض اگر کالعدم

بھی وہ کیا جسے عقل باور نہین کرتی۔ تو اوس صورت مین روس ہندوستان مین حکمرانی ہی نہین کرسکتا جب تک کہ اوس کی فوجین۔ عمدہ دار سیاح وغیرہ روس اور ہندوستان مین افغانستان ہوکر متصل آمد و رفت جاری نہ رکھین ایسی حالت مین افغانستان ہمیشہ روسیون کے زیر قدم رہیگا اور وہ اپنی ضرورتون کے لئے ملک کے پیداوار جانور وغیرہ اپنے کام مین لائین گے وہ افغانون کو اپنے یہان کی فوجی ملازمت کی طرف مائل کرین گے اور جب کبھی لڑائی ہوگی تو مقابلہ کے لئے اونہین کو سامنے کردین گے جس سے اون کے دو مقصد حاصل ہونگے۔ اوّل تو افغانون کی تعداد گھٹیگی دوسرے اونکے مال و ازواج پر متصرف ہون گے۔ مسلمان جنہین اپنے ناموس و خاندان کی حرمت کا بڑا خیال ہے روسیون کے اس برتاؤ کو دیکھہ نہ سکین گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ روس اور افغانستان مین لڑائی چھڑ جائیگی ایسے وقت مین انگلستان کی مدد کی بھی توقع نہ ہوگی۔ ہزارہا آدمی مارے جائینگے اور ملک صدہا بیواؤن اور یتیم بچون سمیت روس کے ہاتھ لگیگا۔ مین یہ نہین کہتا کہ میرے لڑکے اور جانشین روس کے دشمن ہوجائین۔ بلکہ میری تو یہ صلاح ہے کہ انہین بظاہر دوست رہنا چاہیئے۔ بلکہ دل سے دوست رہنا چاہیئے اس لئے روس ایک بڑی سلطنت ہے ممکن ہے کہ کبھی کبھی مصیبت کے وقت اونکے کام آئے۔ افغانون کے لئے اس سے بڑھکر کوئی حماقت نہوگی کہ وہ بیٹھے بٹھائے روس کو چھیڑین۔ بہترین اصول یہ ہے کہ روس سے گاڑھے تعلقات نہ بڑھائین بلکہ "خیر الامور اوسطہا" پر عمل کرین۔

اگر بد قسمتی سے انگلستان اپنا اصول بدل دے اور دست اندازی شروع کرکے افغانستان لے لے یا اوس کی خود مختاری مین مزاحم ہو تو اوس صورت مین افغانون کو مجبوراً انگلستان سے لڑنا ہوگا اور اگر بالکل شکست کھائی تب وہ روس سے ملجائین گے اس لئے کہ اسوقت انگلستان کی بہ نسبت روس سرحد افغانستان سے بہت قریب ہوگا۔ اور افغانستان کی پوری مدد کر سکیگا۔ یہ چیز امیر شیر علی کے زمانہ مین نہ تھی۔

اوس وقت روس اس قدر دور تھا کہ اوس سے کچھ مدد نہو سکی۔

المختصر افغانستان کو چاہیے یہ اصول اختیار کرے کہ اپنے دونون قوی ہمسایونمین اوسکا دوست بنے جو دست دراز کم ہو اور دوسرا جو افغانستان کے ملک مین سے گذرنا چاہے یا اوسکی خودمختاری مین مخل ہو۔ اوس سے مخالف رہے۔

افغانستان کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے ان دونون مین کسیکو نہ چھیڑے اور نہ اونمین اپنے ملک مین کسیطرح آنے دے گو اونکے عہد و پیمان کچھ ہی ہون۔

روسی مدبرین کا اصول جو ایشیا مین پولیٹکل بساط بچھائے ہین بہت قابل تعریف ہے روسی گروہ مدبرین کی چالین مثل ایک فوج کے برون کی ہین۔ جو کسی بڑے کارآزما کمانڈر افسر کے تابع حکم ہون جو اپنی فوج کو چار حصون مین تقسیم کرکے ایک ہی وقت مین کئی جگہ لڑا رہا ہو۔ وہ ان چارون پروونکو اس طرح ترتیب دیتا ہے کہ اُن مین سے کوئی دشمن سے لڑنے یا حملہ کرنے کا ارادہ اُس وقت تک نہین ظاہر کرتا جب تک کہ عمدہ موقع نہ پیش آئے۔ وہ دشمن کی توجہ کسی ایک مقام سے ہٹائے رکھتا ہے اور جو نہین وہ غنیم کو کمزور اور غافل پاتا ہے فوراً حملہ کردیتا ہے اور اُسے حملہ کی روک کے لئے تیار ہونے کا موقع نہین دیتا۔

گورنمنٹ روس کے افسر مشرق مین ان چار مقامات پر سرگرم رہتے ہین جو ذیل مین درج ہین۔

کوریہ اور چین ایک طرف۔ پامیر اور افغانستان دوسری طرف۔ ایران تیسری جانب۔ اور ٹرکی چوتھی طرف۔ ان چارون مقامات کے علاوہ وہ کسی اور مقام کو جسے ہوشیار اور اپنے مقابلہ کے لئے تیار پاتے ہین محسوب نہین کرتے اور اپنے حملے محض کمزور اور غافل سلطنتون پر محدود رکھتے ہین۔ شاعر کہتا ہے ؎

سکندر کہ با شرقیان حرب داشت

در خیمہ گویند در غرب داشت

ایسی چالون سے امیر شیر علی کے وقت مین روسیون کو افغانستان مین بہت رسوخ

حاصل تھا مگر میرے زمانہ مین انہین معلوم ہوگیا کہ اب کوئی فقرہ نہین چلتا۔ اولاً بجدیہ۔ قلعہ نو اور مغرب پر خوب چالین چلے مگر اب سمجھ گئے ہین کہ افغانستان غافل نہین ہے اگر زیادہ چنین چنان کرینگے تو وہ معقول خبر لیگا۔ جب یہان سے مایوس ہوئے تب اونہون نے اپنی توجہ پامیر کی طرف رجوع کی مگر جونہین اونہون نے دیکھا کہ انگلستان کشمیر اور چترال کی سرحد پر اونکے خیر مقدم کے لئے تیار ہے انہون نے وہ مقام بھی چھوڑ دیا اور چین کی طرف متوجہ ہوئے مگر جب وہان بھی انگلستان اور جرمنی اور فرانس کو برسر مقابلہ تیار پایا تو اودھر سے پھر ایران کی طرف پلٹے۔

غالباً۔ روسی افسر یہ خیال کرتے ہین کہ والی افغانستان اپنے یہان کی فوجی تیاریان روک دیگا۔ جب دیکھیگا کہ روسی ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے پامیر کی طرف سے چترال و کشمیر اور پنجاب آئینگے اور ایران و سیستان اور خلیج فارس کی طرف سے کراچی اور کوئٹہ پر حملہ کرینگے اور چین کی سمت سے برما اور بنگال پر حملہ آور ہونگے اور افغانستان کو نلوہ چھوڑ دینگے لیکن افغانون کو جاننا چاہیے کہ اس طرح افغانستان چھوڑنے کے لئے روسی میری موت کے منتظر ہین یا کسی اور موقع کی تاک مین ہین مجھے افسوس ہے کہ میرے روسی دوستونکو کئی دفعہ ناامیدی ہوئی گو انہون نے تکلیف کر کے میری موت کا اشتہار بھی دیدیا حالانکہ مین زندہ تھا اور اونکی چالون کو خوب غور سے دیکھ رہا تھا اگر مین مرا نہین تو یہ میرا قصور نہین مین اونکی خوشی کے لئے نہین مر سکتا اس لئے کہ موت ایک مشیت ایزدی ہے۔

روسی فوجین جو افغانستان کی سرحد کے قریب جمع ہو رہی ہین شاید اسلئے ہون کہ ایران کی طرف رخ کرین یا شاید میرے ڈرانے کے لئے جمع کیگئین ہون تاکہ مین انگلستان کو چھوڑ کر روس سے ملجاؤن۔ یا یہ فوجین انگریزی مدبرین کو تردد مین ڈالنے کیلئے اور کسی دوسری جانب انگریزی فوج کے رخ کو روکنے کے لئے جمع کیگئین ہون۔ یا شاید یہ فوجی تیاریان اس لئے ہون کہ اسحاق کو مدد دیکر اوبھارین کہ میرے مرنے کے بعد تخت کابل

کا دعویٰ کرے یا غالباً اس غرض سے ہون کہ جب انگریز قندہار پر قبضہ کرین تو روسی ہرات اور بلخ کو لے لین۔ المختصر کوئی سمجہہ نہین سکتا کہ سرحد افغانستان پر فوجین جمع کرنے سے اونکا کیا منشا ہے۔ مین صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ مین ایسا آدمی نہین کہ کسی کے ڈرانے سے ڈر جاؤن۔ جو لوگ یہ کہتے ہین کہ روسی ہرات لینے والے ہین وہ واقعات سے بہت کم واقف ہین۔ روسی افسر ایسے بیوقوف نہین ہین اونکا حافظہ ایسا ناقص نہین کہ ۱۸۳۷ء کا واقعہ بہول گئے ہون جب ہرات ایک شراب خوار احمق کامران کے قبضہ مین تہا جو صرف یہی ایک شہر رکہتا تہا افغانستان بہی اسکے پاس نہ تہا مگر روس اور ایران دونون ملکر ہرات نہ لے سکے اور چہ مہینے محاصرہ کر کے اپنا سا منہ لیکر واپس گئے اور ہرات فتح نہوا مین اس وقت ایک ہفتہ کے اندر ایک لاکہ فوج ہرات پر جمع کر سکتا ہون۔ اب افغانستان کے پاس ایسا عمدہ سامان جنگ اور سپاہی موجود ہین کہ وہ دکہا دیگا کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔ اگر روس نے کسی مسلمان سلطنت کیساتہ جنگ چہیڑی تو کل روسی ترکستان مین جتنے مسلمان رئیس۔ ملّا اور سرداران قبائل ہین اونکو ترغیب دیکر مین سارے ترکستان مین غدر کرا دونگا۔ ان سب باتون کا خیال کر کے روسی افسر خوب جانتے ہین کہ میری زندگی مین ہرات پر حملہ کرنا محال ہے اسلئے کہ مین اونکی خبر لینے کے لئے پورا تیار ہون۔

اب رہی افغانستان کی شمالی و مغربی سرحد مین نے اوسکے لئے سرحد کے اختتام پر قلعہ دہرادی بنایا ہے جو بلخ کی حفاظت اور استحکام کے لئے تعمیر ہوا ہے۔ یہ قلعہ بارہ برس مین تیار ہوا اور ہزار ہا مزدورون نے روز کام کیا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے جہان سے وہ سڑکین نظر آتی ہین جو دریائے جیحون سے سرحد افغانستان کی طرف آئی ہین قلعہ کی دیوارین اور برج اس طرح زمین مین چہپی ہوئی ہین۔ کہ پہاڑی سے بہاری توپین قلعہ کو نقصان نہین پہونچا سکتین۔ بعض ماہران فنون جنگ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ قلعے

گو کیسے ہی مضبوط ہون مگر آجکل کی نئی توپون کے سامنے وہ ہیچ ہین - مین نے کوئک فائرنگ بحری توپین - کرپ - ہاچکس - نارڈن فلٹ میگزم اور دوسکر بہترین اقسام کے سامان جنگ اس قلعہ مین فراہم کئے ہین جو آجکل کسی سلطنت کے پاس ہوسکتے ہین اور اگر اون مین کوئی اور ایجاد ہوگی تو سب سے پہلے مین اُنہین منگاؤن گا - اس معاملہ مین اپنی ہمسایہ والون سے پیچھے نہ رہونگا -

روس اگر ہرات پر حملہ کریگا تو مرو اور عشق آباد کیطرف سے آئیگا جہان سے قندہار اور کوئٹہ کو سڑک گئی ہے - اور اگر بلخ پر حملہ کریگا تو تاشقند اور سمرقند کی طرف سے آئیگا اسلئے کہ بلخ اوس سڑک پر واقع ہے جو کابل سے پشاور کو گئی ہے اور اگر فیض آباد و کتغان پر حملہ آور ہوگا تو بدخشان کی طرف سے آویگا - یا اگر روس کا یہ ارادہ کہ افغانستان اور ہندوستان دونون پر ایک ساتھ ہی حملہ کرے تو پامیر کی طرف سے واخان - چترال کشمیر پر حملہ آور ہوگا - یہ بہی ممکن ہے کہ آیندہ روس کو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے برما اور ایران مین کوئی سوراخ ملجائے - جب روس پنجدیہہ کے قریب آیا مین نے ہرات کی قلعبندی پہلے سے زیادہ مضبوط کردی - اسپر روس نے بلخ کی طرف سرگرمی ظاہر کی تب مین نے بلخ کو بہی قلعبندی کرکے خوب مستحکم کردیا - تب روس نے بدخشان اور پامیر کی طرف توجہ کی - اسکا جواب مین نے یون دیا کہ کافرستان فتح کرلیا اور جلال آباد - لمغان - کابل اور پنج غہر سے سڑکین بنادین اور اوسطرف بھی روسیون کے مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا - ۱۸۹۳ء مین مین نے سر مارٹمر ڈیورانڈ سے کہا کہ اگر انگریز ہمسے چترال اور بجور لے لینگے تو مین روسیون کے دست اندازی سے واخان کو نہ بچا سکون گا - چنانچہ مین نے واخان انگریزون کی ذمہ داری پر چھوڑ دیا اونکو اختیار ہے اوسکی حفاظت کرین یا نہ کرین - اب چونکہ روسی ایران کی طرف زیادہ سرگرمی دکھارہے ہین اس لئے مجھے ضرور ہے کہ افغانستان کے جنوبی اور مغربی سرحد کیطرف

زیادہ توجہ کرون جو ہرات اور قندہار کے درمیان واقع ہے چنانچہ اس طرح روسی مدبر جدہر چاہین
اپنی فوجین لیجا ئین۔ مجھے بھی اپنے مخبرون کے ذریعہ سے برابر خبر رہتی ہے۔ اور دو چند
سپاہی اوس مقام پر بھیجدیتا ہون تاکہ اگر روسی بہت قریب آئین تو اونکی مزاج پرسی
کرلی جاسے۔ اس کے علاوہ میرے دربار مین بدخشان درواز۔ کولاب۔ روشان۔ بخارا
کے معزول حکمران موجود ہین اور مین نے ان امیرون اور ترکمانی سردارون کے لڑکون
سے اپنا خاص باڈی گارڈ بنایا ہے۔ اس بات سے وہ سب مجھسے بدل خوش ہین اور
ہمارے اور آنکے درمیان رشتۂ اتحاد بہت مضبوط ہوگیا ہے۔ اگر روس نے کبھی
میرے ملک کا رخ کیا تو یہ چیز بہت کام آئے گی۔ گو مجھے یقین ہے اور روسی بھی خوب
جانتے ہین کہ جب تک مین زندہ ہون افغانستان اور انگلستان ایک ہین۔ وہ کبھی
ہرات یا افغانستان کے کسی اور مقام پر حملہ نکرینگے مگر روسی اپنی فوجین اس حیلہ
سے میرے ملک کی سرحد کے قریب جمع کر رہے ہین کہ اون سے وہان کی رعایا کی حفاظت
مقصود ہے۔ اگر میرے مرنے کے بعد افغانستان مین بلوہ ہو تو اپنی رعایا کو بچا سکین
اس سے یہ معنی نکلتے ہین کہ گویا میری موت افغانون کے لئے اشارہ ہوگی میرے مرتے ہی
وہ روس پر حملہ کردین۔ پس مین بھی اگر روسی سرحد کے قریب اپنی فوجین جمع کرون تو
واجبی ہے اس لئے کہ اگر روسی مسلمان یا روس کی اور بیدل رعایا روس مین بلوۂ
عام کرے تو میری فوج کے ڈر سے امن قایم رہے اس لئے کہ کسی حریص دشمن کو
ڈرانے کے لئے ایک زبردست فوج کا وجود ہی بس ہوتا ہے۔

مجھے یقین کامل ہے کہ بالفعل روس کی یہ مصلحت نہین کہ انگلستان یا افغانستان
سے جنگ کرے اس لئے کہ گورنمنٹ روس ایسی جنگ کے لئے تیار نہین ہے بلکہ اوسکا
اصول یہ ہے کہ آہستہ آہستہ استقلال کے ساتھ آگے بڑہنا چاہیئے اور آس پاس سلطنتون سے
تھوڑا ملک لینا چاہیئے جو بہت کمزور ہین اور اپنے تئین بچا نہین سکتین۔ چنانچہ اس اصول

کو روس جاری رکھنا چاہتا ہے تاکہ بتدریج اوسکی سرحد ایک سرے سے دوسرے سرے تک سلطنت ہند سے ملجائے جب اس کی تکمیل ہوجائیگی تب وہ انگلستان سے جنگ چھیڑیگا - ایسی حالت مین روس کے اس منصوبہ کو پورا ہونے کے لئے بہت زمانہ چاہیے اور اس درمیان مین ممکن ہے کہ بہت سے ایسے واقعات پیش آئین جنکی وجہ سے روس اور انگلستان مین جنگ رک جاوے -

صرف بنظر دور اندیشی یہ بحث کیگئی ہے کہ اگر ہندوستان اور افغانستان دونون مین اتفاق رہا تو روس حملہ نہ کرسکیگا یا کریگا اس سے یہ غرض نہین ہے کہ ہم محض ایک خیالی اطمینان پر بھروسہ کرکے بالکل غافل ہوجائین - اس سے بڑہکے کوتاہ اندیشی اور حماقت نہین ہوسکتی اگر ہم روسیون کی دست درازیون کا تدارک کرنے کے لئے تیار نہ رہین -

ہندوستان اور افغانستان کی طرف روسیون نے جو پالسی اختیار کی ہے اوسکو روکنے یا بالکل مٹانے کے لئے مین تجویزین تو بہت پیش کرسکتا ہون مگر بالفعل مین صرف اشارۃً چند ضروری امر بیان کرونگا - سب سے پہلا اور نہایت ضروری امر جسکی بابت اوّل ہی زور دیچکا ہون یہ ہے کہ انگلستان اور افغانستان اپنے اتحاد مین خوب مضبوط بنے رہین جب تک یہ اتحاد قائم رہیگا روس کبھی نہ ہندوستان پر حملہ کریگا نہ افغانستان پر جو انگریز یہ کہتے ہین کہ ہرات یا کسی اور حصہ افغانستان کے لئے ہم کیون روس سے لڑین وہ محض جاہل ہین - اونکو معلوم نہین کہ ہرات - ہندوستان کی کنجی ہے - ہرات کے لئے لڑنا یقین ہندوستان کیلئے لڑنا ہے -

اگر روس نے ہرات اور افغانستان لے لیا تو پھر اوسے ہندوستان پر حملہ کرنے مین کچھ دقت ہی نہ ہوگی اس لئے کہ جب ہندوستان کی سرحد روس کی سرحد سے جا ملیگی تو اوس وقت انگلستان کو ہندوستان مین حکومت کرنا بہت دشوار ہوگا ایک بڑی فوج رکھنے کی ضرورت ہوگی - اتنی بڑی کہ ہندوستان کا خزانہ اوس کے بار کا متحمل نہ ہوسکیگا

اسکے علاوہ جب روس ہندوستان کا ہمسایہ ہوگا تو اور بہت سی پیچیدگیان اور دقتین پیش آئینگی خصوصاً جسوقت افغانستان اور ترکمان کے بہادر سپاہی روسی جھنڈے کے نیچے لڑ رہے ہونگے تو اوسوقت انگلستان کو اپنی حفاظت اور اپنے مقبوضات کے بچانے کے لئے ایک لشکر عظیم درکار ہوگا اگر انگلستان کی نیت یہ نہین ہے کہ (میری گورنمنٹ کے ساتھ جو اس مضمون کے عہدنامے ہوئے ہین کہ انگلستان بمقابلہ روس افغانستان کو بچائیگا) توڑے جائین اور ہرات کے معاملہ مین روس سے لڑنا بھی نہین چاہتا ہے۔ تو اون صاحبون کو چاہیئے کہ اس پالسی کا عام اعلان نہ کرتے پھرین اس لئے کہ اگر روس افغانستان پر حملہ کرے گا تو وہ حملہ محض ہندوستان پر حملہ کرنیکی غرض سے ہوگا جب تک روس یہ جانتا ہے کہ انگریز اور افغان دونون یکدل ہین۔ دونون ساتھ لڑینگے یا دونون ساتھ مرینگے۔ تب تک وہ کبھی دونون مین کسی پر حملہ نہ کرے گا۔ اسلئے کہ جانتا ہے کہ دونون کی متحدہ قوت اوس کے لئے بہت زیادہ ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ جب تک انگلستان روس کی رفتار نہ روکے وہ نہ رکیگا۔ اگر انگلستان اوس کی دست درازیون کو روکنا چاہتا ہے تو اوسکو چاہیئے کہ وہ ضعیف شکست اور مجہول پالسی کو ترک کرے جو ابتک گذشتہ انگلش مدبرین کی رائے سے چلتی رہی۔ اگر ایک دفعہ ڈانٹ کر روس سے یہ کہدیا جائے کہ اب اگر آگے بڑھو گے تو جنگ ہوجائیگی تو وہ بآسانی پیچھے ہٹ جائیگا۔ مین خوب جانتا ہون کہ روس اسوقت جنگ کے لئے تیار نہین ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ انگلستان کے ساتھ جنگ ہو مگر جب تک انگلستان روسی اندازون پر خاموشی اور بے پرواہی ظاہر کرتا رہیگا۔ تب تک روس آہستہ آہستہ بڑھتا ہی چلا جائیگا۔ اگر روس نے افغانستان۔ ایران یا ٹرکی ان تینون ملکون مین سے کسی ملک پر قبضہ کرلیا یا اوسے اپنے دائرہ اختیار مین لے لیا تو باقی دو ملکون کو ضرر پہونچیگا اور ہندوستان پر بھی اسکا اثر ہوگا۔ لہذا اگر وہ اِن ملکون مین سے کسی ملک کو لینا چاہے تو اوسکی مخالفت

کرنا چاہیئے۔ سعدی فرماتے ہین۔

سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل	چو پر شد نباید گرفتن بہ پیل

تیسرا طریقہ ہندوستان کیطرف روسی دست درازیون کے روکنے کا یہ ہے کہ انگلستان کو چاہیئے کہ افغانستان کو روپیہ اور سامان جنگ وغیرہ کی مدد دیکر خوب مضبوط کرلے اور روس سے صاف صاف کہدے کہ اگر میری زندگی مین یا میرنے بعد افغانستان کے معاملات مین کوئی دست اندازی کیجائے گی یا تخت کابل کیلئے کوئی دعویدار کھڑا کیا جائیگا تو روس اور انگلستان مین جنگ ہوگی۔

جب تک افغانستان کے پاس کافی روپیہ اور ہتیار ہین اوسے اس بات کی ضرورت نہین اور نہ وہ چاہتا ہے کہ انگریزی فوج روسیون سے لڑنے کے بہانے کسیوقت ملک مین داخل ہو البتہ اُسوقت افغان انگریزی فوج کو بخوشی اپنے ملک مین آنے دینگے جب یہ دیکھین گے کہ روسیون سے انہون نے شکست فاحش کہائی۔ اور اب کوئی ذریعہ ملک بچانیکا نہین ہے۔ مگر جب تک افغانون مین خود لڑنیکا دم باقی ہے وہ دشمن کو اپنے ملک سے نکالنے کے لئے انگلستان یا روس کے ایک سپاہی کو بھی اپنے ملک مین قدم رکھنے کی اجازت ندینگے اور ایسا ہی کرنا بھی چاہیئے ورنہ پھر اوس فوج کو اپنے ملک سے نکالنا جسے خود بلایا ہو محال ہوگا۔ وہ ہمیشہ اسی ملک مین رہنے کا بہانہ ڈہونڈیگی اور یہ کہے گی کہ وہ قیام امن کے لئے رہنا چاہتی ہے۔ ایسی حالت مین اگر اونہون نے دیکھا کہ ملک مین امن ہے اور لوگ اوکی رہنے سے ناراض نہین تو بس وہ وہین رہین گے اگر لوگون نے اونپر بلوہ کیا تو اوس وقت یہ کہا جائیگا جبکہ تم خود اسکا باعث ہوے پھر ہمین اپنے وعدہ کی پابندی کہ تمہارا ملک تمہین واپس دین کچھ ضرور نہین۔

اگر انگلستان اور روس نے اتفاق کرکے یہ چاہا کہ افغانستان آپسمین تقسیم کرلین تو یہ یقین سمجھنا چاہیئے کہ ہندوستان مین دونون کی جنگ کی بنا پڑی اور ایسا عہدنامہ

ہوتے ہی یہ جنگ واقع ہوگی اگر اس طرح افغانستان کی تقسیم ہوئی تو بلخ۔ ترکستان۔ کتغان ہرات اور فراح جو ممالک ہندوکش مغرب مین واقع ہین وہ روس کے حصہ مین آئین گے اور یہی افغانستان کے بہت شاداب و زرخیز خطے ہین۔ اب جلال آباد و کابل یہ دونون انگریزون کے ہاتھ آئین گے اور انکا محاصل اتنا بھی نہین کہ اخراجات کے لئے کافی ہو یہ بڑی غلطی ہے کہ کارپردازان برٹش میری دوستی مین شک کرین جب وہ دیکھتے ہین کہ والی افغانستان عقلمند۔ زبردست وفادار ہے تو اونکا فرض ہے کہ اوسکی حمایت کرین۔ اسلئے کہ اُسی مین اُنکا فائدہ ہے۔ اگر تخت کابل پر کوئی کمزور ناتجربہ کار۔ بے اعتبار شخص امیر ہوتا تو البتہ افغانستان اور ہندوستان دونون کے لئے خوف تھا۔

میری چوتھی راے یہ ہے کہ انگریزون کو ایران و ٹرکی سے غافل نہونا چاہیے جیسا کہ چند سال سے ہو رہے ہین۔ اُنکو چاہیئے کہ ان دونون ملکون کو روس کے پنجہ سے بچائین اور اس بات کی کوشش کرین کہ ایران و ٹرکی مضبوط ہون اور اون سے دوستانہ تعلقات بڑہتے جائین میری راے کے موافق جو مین اوپر بیان کرچکا ہون انگلستان کو چاہیے کہ ایران۔ ٹرکی اور افغانستان مین اتحاد ثلاثہ قایم کراے جس کے یہ معنی ہونگے کہ روس کے سامنے سارا اسلامی دنیا کی ایک مضبوط دیوار کھڑی ہوجائیگی جو روسیون کی دست درازیون سد سکندری کا کام دیگی۔ علاوہ برین اس سے یہ نتیجہ ہوگا کہ تمام ایشیا مین جہان روسی اندازیان جاری ہین ایک عام امن قایم ہوجائیگا اور آیندہ کسی خوفناک جنگ کا اندیشہ باقی نرہیگا۔ یہ ظاہر ہے کہ جب یہ تینون اسلامی سلطنتین جو ہم ملت ہین متحد ہوجائینگی اور انگلستان کی دوست ہونگی تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ کل اسلامی دنیا انگلستان کے ساتھ ہوگی۔

میری پانچوین تجویز یہ ہے کہ انگلستان اور افغانستان دونون کو چاہیئے کہ اپنی فوجین نہایت آراستہ رکھین۔ اپنی رعایا کی آسودگی اور بحالی کی طرف توجہ کرین اور فوج اس قدر رکھین کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے کافی ہو جس طرح بیمار ہونے سے پہلے کوئی مقوی دوا کھانا بہتر ہے

بہ نسبت اسکے کہ بیمار ہوکر مرض کی دوا کا استعمال کرنا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ
امن قایم رہے تو جنگ کی تیاریان ظاہر کرو۔ رعایا کو خوش آسودہ اور تعلیم یافتہ کرنے سے ملک
کی بنا مضبوط ہوتی ہے اس لئے کہ رعایا مثل دیوارون کے ہین جن پر سلطنت کی عمارت
قایم ہے۔

افغانستان کی آسودہ حالی اس طرح ممکن ہے کہ صنعت وحرفت کو ترقی دیجائے اور تجارت
کے ذرایع وسیع کئے جائین تاکہ رعایا کو کسب معاش کا ذریعہ ملے اور آرام سے زندگی بسر کرسکین
دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ فاتح اور مفتوح اقوام مین ربط ضبط بڑہایا جائے اور لوگون کے خیالات
پر غور کیا جائے۔ اونکی فریاد سنی جائے اور بلا امتیاز قوم وملت ورنگ ومذہب سب کو مساوی
حقوق دئے جائین۔ مین روسیون کے اس اصول کی تعریف کرتا ہون جو انہون نے
روسی ترکستان مین اپنی مشرقی رعایا کے ساتھ برتا ہے۔ وہان کے دیسی لوگ فوج مین
کرنل اور جنرل تک کی خدمت پاتے ہین اور آپسمین دونون قومین شادی بیاہ تو اکثر کرتی
ہین۔ وہان ہندوستان کا سا حال نہین ہے جہان اس قسم کی شادیان بہت شاذ ونادر
ہوتی ہین اور انگریز ہمیشہ ہندیون سے الگ الگ رہتے ہین۔ اگر کوئی انگریز کسی ہندوستانی
عورت سے شادی کرلے تو اپنی گروہ مین نکّو بنتا ہے اور سب انگریز اوسے حقارت کی نظر
سے دیکھتے ہین اسکا نتیجہ یہ ہے کہ انگریز اور ہندوستانی ایک دوسرے کے خیالات
اور حالات پر غور نہین کرسکتے اور ایک دوسرے سے بالکل اجنبی رہتے ہین۔

ایک اور بات ہندوستان مین قابل افسوس یہ ہے کہ وہ دوستانہ تعلقات جو
قدیم انگریز عہدہ دارون اور ہندوستانیون مین ہوا کرتے تھے۔ اب بہت کم ہین کیونکہ نئے
تعلیم یافتہ نوجوان سولین جو امتحانات پاس کرکے انگلستان سے ہندوستان کو آتے ہین
انہین کچھ دنیوی تجربہ نہین ہوتا اور اپنی مدت ملازمت کو ہندوستان مین ایک عارضی
چیز سمجھتی ہین اور چونکہ اب ہندوستان اور انگلستان کے درمیان آمد ورفت کے ذرائع

آسان ہوگئے ہین اس لئے وہ اپنے دوستون سے ملنے کے لئے جلد جلد ولایت جاسکتی ہین اور ہندوستان مین کسی سے دوستی پیدا کرنا نہین چاہتے - بخلاف اس کے پہلے یہ دستور تھا کہ قدیم اینگلوانڈین لوگ ہندوستان مین بود و باش اختیار کرتے تھے اسے اپنا گھر سمجھتے تھے اور ہندوستانیون سے دوستی و رسم و راہ بڑہاتے تھے۔

یہ بیان کرکے کہ ہندوستان اور افغانستان پر روس کا حملہ کرنا ممکن ہے اور کن ذرائع سے یہ حملہ رک سکتا ہے مین اب ظاہر کرونگا کہ روس کہانتک اپنے خیالات مین غلطی پر ہے اور آیا ہندوستان پر حملہ کرنا ممکن ہے یا نہین۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مجھے افسوس ہوتا ہے اس لئے کہ میرے روسی دوست جنہون نے میری بڑی خاطر و مدارات کی مایوس ہونگے۔ مگر مین اُن سے سچ کہتا ہون کہ جب تک افغانستان روس کا شریک نہو ہندوستان کا حملہ غیر ممکن ہے اور اس حملہ مین افغانستان روس کا ساتھ دے یہ امر زیادہ تر محال ہے۔ اگر روسی مجھے اپنا سچا دوست سمجھکر میری نصیحت سنین تو مین درحقیقت انہین ایک بہت ہی عمدہ رائے دونگا اس لئے کہ مین اونکا مرہون منت ہون۔ اونکو چاہیے کہ اس بازی سے باز آئین اس کا نتیجہ روس کے لئے تباہی ہے اور یقیناً اس نقل کا مصداق ہوگا جو مین ذیل مین لکھتا ہون۔

ایک شخص بہت دُبلا تھا اور اُس کی جورو یہ چاہتی تھی کہ خوب موٹا ہوجائے اُسے بھڑون کے چھتے چھیڑنے کا بڑا شوق تھا گو عورت اوسے منع کرچکی تھی کہ ایسا نہ کیا کر۔

ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ بھڑین چھتے سے نکلکر اوسے چمٹ گئین خوب ڈنکہ مارے جب وہ گھر آیا تو تمام جسم سوجا ہوا اور مُنہ بھی ورم سے پھولا ہوا تھا۔ اوسکی جورو یہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اوس سے پوچھنے لگی کہ یہ حالت کیونکر پیدا ہوئی۔ اُس نے جواب دیا کہ بھڑون نے کاٹا ہے اور درد سے سخت تکلیف ہے اوسکی جورو دعا مانگنے لگی کہ یا اللہ اوس کا درد جاتا رہے مگر ورم نجائے۔ لیکن بد قسمتی سے اولٹا اثر ہوا۔ ورم تو تحلیل ہوگیا

مگر خون مین زہرباد پیدا ہوگیا - یہی انجام روس کا ہوگا - اگراوسنے ہندوستان پر حملہ کیا - وہ ہندوستان نہ لے سکیگا مگر جنگ عظیم کا صدمہ اوردرد باقی رہیگا اوراوسکے رنج کو بڑہائے گا -

اگرآئندہ کوئی والی افغانستان ہندوستان کے حملہ مین روس سے ملجائیگا تواوس امیر کی دوستی وحمایت کسی اورسلطنت کی اعانت سے بڑہکر مفید ہوگی اس لئے کہ وہ ہندوستان سے بہت قریب ہوگا مین اوپر بیان کرچکا ہون کہ ایسا اتفاق بالکل غیرممکن ہے اوریہ مسئلہ نہایت نازک اوردشوار ہے - بالفرض اگرکوئی امیرآئندہ ایسی حماقت کرے کہ روس یا انگلستان کو بلاکر اپنے ملک پر قبضہ دے یا ملک مین سے گذرنے دے تواوسکا نتیجہ وہی ہوگا جو شاہ شجاع کیوقت مین ہوا یعنی افغانون نے شاہ شجاع کو مارڈالا اوراُن انگریزون کو بھی تہ تیغ کیا جو شاہ شجاع کے بلانے سے ملک مین آئے تھے غالباً انگلش گورنمنٹ دوتجربہ اُٹھانے کے بعداب تیسرے تجربہ کی کوشش نہ کریگی اوراگر روس کو کچھ عقل ہے تووہ انگریزون کے حادثات سے ایک سبق لیگا اورافغانستان کے معاملات مین دخل نہ دیگا کوئی امیرافغانستان بھی اونکو بلائے -

افغانستان کا نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ سنہ ۱۸۱۶ء سے پہلے کشمیر اوردوسرے سرحدی اضلاع جواب سلطنت ہند مین شامل ہین سب میرے آباواجداد کے زیرحکومت تھے - شاہ شجاع کے زمانہ سے انگریزون نے افغانستان کے معاملات مین دخل دینا شروع کیا اورایک ایک کرکے سب لے لئے - جب کبھی اونہین موقع ملا کوئی نہ کوئی حصّہ ضرور لیا -

مثلاً لارڈلٹن نے یہ پالسی اختیار کی کہ ملک کو کمزور کرنے کے لئے چترال بیشین - قلعات امیرشیرعلی سے علٰحدہ کرلئے جائین تاکہ افغانستان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوجائے - بعدازان انگریزون نے امیریعقوب سے

۲۶ - مئی ۱۸۷۹ء مین صلحنامہ گندمک لکھا گیا جسکی رو سے پشین - سبی - کرم - شنواری - خیبر اور پیور کوٹال لے لیا -

افغانستان کا کل جنوبی حصہ جو اپر سندہ کی سرحد کے جنوب مین واقع ہے انگریزون نے اسی طرح اپنی فارورڈ پالسی کی تکمیل کے لئے دبا لیا - اور اسکا سارا بار بیچارے فاقہ مست ہندوستان کے سر منڈھا - یہ اب برٹش بلوچستان کہلاتا ہے گو وہان ۹۰ فیصدی افغان بستے ہین اور صرف دس فیصدی بلوچی -

پھر انگریز آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے آگے بڑھے اور بجوڑ - دیر - سوات - نواجی - بلند خیل چغانی - وزیری - اور ژیو چمن پر قبضہ کرلیا - جب مین نے اسمار - مہمند اور کافرستان دینے سے انکار کیا تو گورنمنٹ ہند بہت ہی چراغ پا ہوئی - وہ یہ نہین سمجھتی کہ جسقدر سرزمین ہند اور سرحد آگے بڑھائی جائے گی اوسیقدر اوسکی زیادہ حفاظت کرنی ہوگی اور بار خرچ اتنا ہوگا کہ گورنمنٹ ہند متحمل نہو سکیگی - اسمین شک نہین لارڈ لارینس نے جو سرحد قایم کی تھی وہ بہت ہی دانشمندانہ اصول پر تھی - اب جو سرحد قایم ہوئی ہے اوسمین بیرونی حملہ کا زیادہ خطرہ ہے بہ نسبت اوس سرحد کے جو پہلے تھی - روسیون کا اصول یہ ہے کہ کمزور کو دباؤ اور طاقتور کو چھوڑ دو - مثلاً ۲۵ سال کا زمانہ گذرا کہ وہ موقع پاکر ترکون سے لڑا بعد ازان افغانستان کیطرف رخ کیا مگر جو نہین اوس نے دیکھا کہ ملک اب ایک قوی امیر کے زیر حکم ہے لیکن چترال اور کشمیر کیطرف سناٹا ہے اوس نے جھٹ سے پامیر پر قبضہ کرلیا - جب انگریزون نے کشمیر اور چترال پر قلعہ بندی کردی تب وہ چین اور ایران کیطرف متوجہ ہوا - بالفعل وہ اس گھات مین ہے کہ میرے مرنے کے بعد یا کوئی اور اچھا موقع دیکھکر افغانستان پر حملہ کردے -

اگر روس انگلستان اور افغانستان کی متحدہ فوجون کے مقابلہ مین اس طرح پر حملہ کرنا چاہے کہ ایک فوج کشمیر اور چترال پر حملہ کرنے کے لئے پامیر کیطرف سے بھیجے - دوسری فیض آباد اور کتغان پر حملہ کرنے کے لئے بدخشان کی طرف سے روانہ کرلے - تیسری بلخ پر حملہ کرنیکے لئے

سمرقند - وتاشقند کیطرف سے بھیجے - چوتھی ہرات پر حملہ کرنیکے لئے مرو - عاشق آباد اور کشک کی طرف سے روانہ کرے اور پانچوین قندہار و کوئٹہ پر حملہ کرنیکے لئے ایران کیطرف بھیجے تو ظاہر ہے کہ ایسی جنگ کے لئے بہت کچھ روپیہ کی ضرورت ہوگی اور روس کو اپنی فوج متعدد حصونمین تقسیم کرنا پڑے گی - چونکہ روس کو چین - جاپان - آسٹریا - جرمنی اور ٹرکی کے قریب سرحدون کی حفاظت کے لئے ہمیشہ ایک بڑی فوج کی ضرورت ہے اس کے علاوہ ملک کے اندرونی بلوے اور ترکمانی مسلمان اور دوسرے بیدل رعایا کے ہنگامے فرو کرنے اور اپنا ملک محفوظ رکھنے کے لئے بھی فوج درکار ہوگی - اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس جنگ کے لئے تمام مقامات سے جو اوپر بیان ہوئے ہین بہت ہی تھوڑی فوج بھیج سکتا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے دستے ایک دوسرے سے بہت دور رہینگے - غرض اس جنگ کے لئے نہ روس کے پاس کافی فوج ہے اور نہ اتنا روپیہ کہ رسد اور باربرداری کا سامان مہیا کر سکے -

بالفرض اگر روس نے محض ہرات - بلخ اور سرحد افغانستان پر حملہ کرنا چاہا تو ایسی حالت مین (گو مین اپنی فوج کی تعداد نہین بتاتا) مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ مجھے انگریزی فوج سے مدد لینے کی مطلق ضرورت نہوگی - اگر انگلستان نے یورپ مین روس پر حملہ کرکے گولہ باری شروع کردی تو مین جانتا ہون کہ ادسکی فوج کافی نہوگی کہ میرا مقابلہ کر سکے اور ان مسلمان شاہان معزولین سے لڑے جو اس وقت میرے دربار مین موجود ہین - شاہ کولاب - درواز - بدخشان - شغنان - روشان - اور بخارا - اپنے عزیزون اور دوستون کے ذریعہ سے وہ آگ لگائینگے کہ روس کو ٹھہرنا دشوار ہوگا -

بالفرض اگر روس نے ہرات یا بلخ پر حملہ بھی کر دیا اور اگر انگلستان نے باوجود عہد وپیمان کے افغانستان کو مدد دینے سے انکار کیا تو کیا ہوگا - غالباً روسی یہ سمجھتے ہونگے کہ جسطرح ۱۸۸۵ء مین پنجدیہہ پر قبضہ کرلیا اور صاحب بہادرون نے چون نہ کی اسیطرح

ہرات یا بلخ پر بھی قبضہ کر لینگے۔ مگر میرے روسی دوست بہت غلطی پر ہین اگر ایسا خیال ہے۔ جب تک افغانونمین ایک شخص بھی زندہ رہیگا وہ ہرات توکیا اپنی ملک کی ایک انچہ زمین بھی روسیونکو نہ لینے دینگے اور اگر بالفرض روسیون کو نکال نہ سکے تواُس وقت افغانستان انگلستان کی مدد کرین گے اگر انگلستان اور افغانستان کی مجموعی فوجین بھی ہرات اور بلخ پر روس سے پسپا ہوئین تب وہ کابل۔ غزنی اور قندہار مین آکر جمین گے اور یہان سے لڑین گے اور اسیطرح تیسرا مقام کوئٹہ۔ پشاور اور چترال ہوگا۔ ان سب حالتون مین انگریز و افغان ہی نفع مین رہین گے۔ اسلئے کہ اپنے ملک مین لڑینگے اور یہ یاد رہے کہ ایک ایک سپاہی۔ ایک ایک کسان اور کاشتکار روس کا مقابلہ کریگا اور افغانستان کے لئے اپنی جان فدا کریگا۔ روس اوسیطرح گھاٹے مین رہیگا جسطرح کہ ہنری اوّل بادشاہ فرانس تھا جب فرانس اور اسپین مین جنگ ہوئی تھی۔ اگر بہت بڑی فوج لائیگا تو سپاہی فاقون مرینگے اور اگر تھوڑی فوج لائیگا تو وہ باسانی افغانون کا نوالہ ہوگی۔ دوسرا فائدہ انگلستان اور افغانستان کو یہ حاصل ہے کہ بالفرض اگر پہلے اور مین شکست کھائی تو پیچھے ہٹکر پھر لڑنے کے لئے دوسرا اور تیسرا مقام موجود ہے۔ البتہ روسیون کے لئے اس قدر فاصلہ طے کر کے آنا اور سارے لوازمات فوج پیچھے مسلمان ترکمانون اور افغانون کے قابو مین چھوڑ آنا بہت خطرناک چیز ہے۔ اگر روسیون نے شکست کھائی تو یہ بڑی عظیم الشان سلطنت جس کے اجزا اور رشتہ محبت سے نہین بلکہ جبر سے بند ہے ہوئے ہین اسطرح منتشر ہو جائینگے جیسے دہاگہ کھینچنے سے کسی مالی کے موتی۔ روس کی کیا طاقت ہے کہ سندہ تک لڑتا چلا جائے اور برابر لڑائی جاری رکھے۔ اس کے لئے ہزار ہا کرور روپیہ کی ضرورت ہے اور لڑنے کے لئے ایک مدت چاہیئے۔ روس اپنے ملک کے افلاس کی وجہ سے اسکا مقتدر نہین ہوسکتا اور اوسکے پیچھے خود اوسکے ملک مین صد ہا فتنے بپا ہونیکا اندیشہ ہے بہرحال اگر لڑائی شروع ہوتی ہے تو ہرات ہی پر شروع ہو۔ انگریزون کا اسی